CHECKED 1987
CHECKED - 1968
CHECKED 1965

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	التماس	
۲	دیباچہ	
۳	منشی سید محمد سجاد حسین صاحب مرحوم	۱
۴	کھلے خط و سربستہ مضامین	۳
۵	پیارے کارسپانڈنٹ کا پیارا خط پیارے سالے کے نام	۵۷
۶	نیچر کا مارشل لا	۵۹
۷	مٹی خراب خلق میں مہر و وفا کی ہے	۶۲
۸	انڈے بچے والی چیل چمار	۶۴
۹	مرزا چھو بیگ ستم ظریف	۶۸
۱۰	گرما بگذشت و روبکاری ہو رہی	۷۰
۱۱	ہو گیا زندگی سے جی بیزار وقنا ربنا عذاب النار	۸۱
۱۲	پنڈت تربھون ناتھ ہجر	۹۳
۱۳	محرم الحرام	۹۵
۱۴	نشہ کی ترنگ	۱۰۰
۱۵	لسان الغیب کشمیر	۱۰۲
۱۶	نواب سید محمد صاحب آزاد	۱۰۷
۱۷	پرانی روشنی کا نامہ و پیام	۱۰۹
۱۸	مولانا آزاد کی نئی ڈکشنری	۱۲۵
۱۹	اشتہار مسرت یار	۱۴۹
۲۰	منشی جوالا پرشاد برق	۱۵۳
۲۱	مثنوی بہار	۱۵۵
۲۲	البرٹ بل	۱۶۴
۲۳	جوڈیشل کمشنری	۱۶۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۴	عشق کیا شے ہی کسی کامل سے پوچھا چاہیے	۱۷۰
۲۵	خضر کو دیکھکے کہتا ہی سبزہ خط یار	۱۷۴
	بہلا جو چاہو چلے جاؤ اپنی راہ لیے	-
۲۶	ایک نادان خوش اعتقاد کی دعا	۱۷۹
۲۷	ضرور دیکھیے	۱۸۰
۲۸	سرما گذشت و این دل زار ہمان	۱۸۳
۲۹	بحر طویل	۱۸۸
۳۰	مخمس	۱۹۰
۳۱	بات کا بتنگڑا	۱۹۱
۳۲	فریاد	۱۹۵
۳۳	جنگ سوڈان	۱۹۶
۳۴	انکم ٹیکس و میاں بی بی	۲۰۳
۳۵	نیچریہ شاعری	۲۰۷
۳۶	مخمس	۲۰۸
۳۷	نیا مخمس	۲۱۰
۳۸	حیدر آباد دکن	۲۱۲
۳۹	دو گونہ رنج و عذاب ست جان لیلی را بلای فرقت پردہ و صحبت پردہ	۲۱۸

داخلہ نمبر

فن نمبر

کتاب نمبر

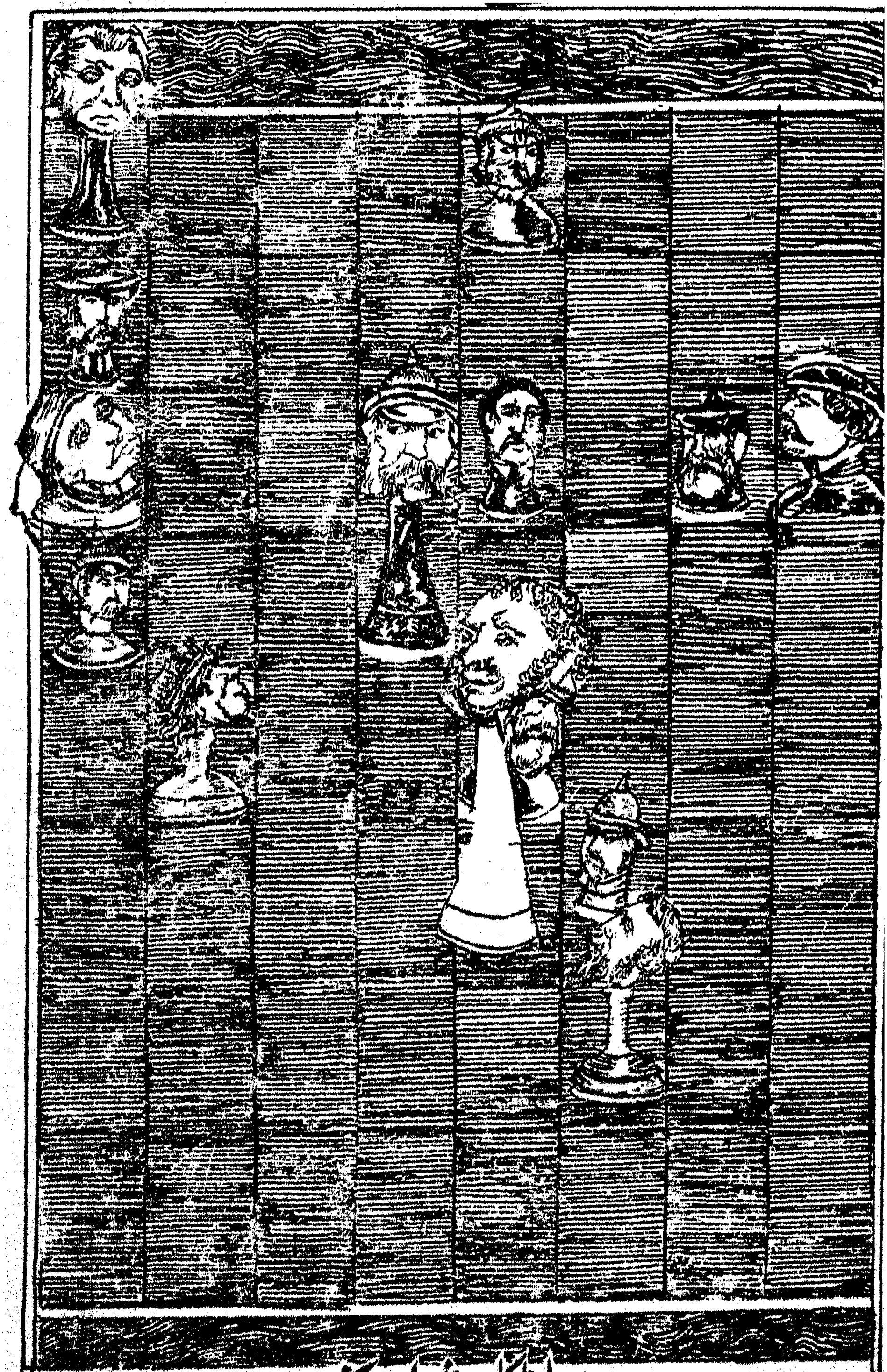

پولیٹکل شطرنج

(مشرح کیفیت تو الگ صفحہ پر دی گئی ہے یہاں صرف اسقدر بتا دینا کافی ہے کہ سیاہ بازی روسیہ کی اور سفید بازی انگلستان کی ہے۔ اور چال روس کی ہے)

التماس

منشی محمد سجاد حسین صاحب کی وفات کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ اس نامور شہنشاہ اقلیم ظرافت و سچے ہمدرد قوم کی یادگار اگر قائم ہوجاتی تو اچھا تھا۔ بعض دوستون نے یہ مشورہ دیا کہ منشی صاحب مرحوم کی یادگار اس سے بہتر اور کوئی نہین ہوسکتی کہ انکی ۳۶ سال کی محنت کے نتیجہ یعنی پنچ کے لٹریچر کو ضایع ہونے سے بچایا جاوے۔ اس سے انکی یادگار بھی قائم رہجائیگی اور اردو علم ادب کا قیمتی ذخیرہ بھی ضایع ہونیسے بچ جاویگا۔ پس اودھ پنچ کے منتخب مضامین کا ایک گلدستہ تیار کرنے کا ارادہ کیا گیا گو یہ کام شروع مین بہت مشکل معلوم ہوتا تھا۔ لیکن جناب راجہ صاحب محمود آباد کی حوصلہ افزائی امداد و مشورہ نے بالآخر اسکی پہلی منزل طے کرادی اور آج ہم گلدستہ پنچ کی پہلی جلد ہدیۂ ناظرین کرتے ہین حتی الامکان مجموعہ کو دلچسپ اور کتاب کی صورت و سیرت کو مقبول عام بنانے کی کوشش کی گئی ہے تاہم دو ایک باتون کی کمی ہم خود محسوس کرتے ہین لیکن ہم اس وجہ سے مجبور ہین کہ ان نقائص کا دور کرنا ہمارے حیطۂ امکان سے باہر تھا۔ یعنی بعض نہایت اعلیٰ د کے مضامین اس وجہ سے شامل نہ کئے جاسکے کہ خوف تھا کہ انکی آزاد خیالی اور بیباکانہ طرز تحریر ممکن ہے کہ پریس ایکٹ کے طبع گرامی کے لیے بار خاطر ہو۔ اور بعض دوسرے مضامین اپنی ظرافت کی تیزی مین موجودہ تہذیب کے دائرہ سے بہت

آگے نکل گئے ہین اور بیسوین صدی ہین انکا شائع کرنا خالی از
قباحت نہین۔ اس کمی کی ایک اور وجہ یہ بھی ہوئی کہ اسوقت تک
انکو پورا ذخیرہ اودھ پنچ کی جلدون کا باوجود بے حد کوششون
کے دستیاب نہ ہوسکا اور اب بھی ۷ جلدون کی کمی باقی ہے لیکن یہ
بھی ہمین امید ہے کہ دوسری جلد کی اشاعت تک پوری ہوجائیگی۔
اس جلد مین ہم علاوہ متفرق مضامین کے منشی محمد سجاد حسین صاحب
مرزا مچھو بیگ ستم ظریف۔ پنڈت تربھون ناتھ ہجر نواب سید محمد
آزاد اور منشی جوالا پرشاد صاحب برق کے مضامین کا انتخاب مع
سوانحی حالات اور انکی تصاویر کے شایع کرتے ہین دوسری جلد مین
علاوہ ان صاحبون کے مضامین کے منشی احمد علی صاحب شوق
سید اکبر حسین صاحب اکبر اور احمد علی صاحب کسمنڈوی کے مضامین
کا انتخاب مع تصاویر و سوانحی حالات کے شایع کیا جاویگا۔
اس کتاب کی ترتیب دینے مین جو امداد اپنے عزیز دوست پنڈت
برج نرائن صاحب چکبست و قدیم عنایت فرما پنڈت منوہر لال صاحب
زتشی سے ملی ہی اسکا شکریہ راقم الحروف پورے طور سے ادا نہین کرسکتا
علاوہ برین پنڈت منوہر ناتھ صاحب ہجر۔ خان بہادر نواب سید محمد صاحب
آزاد۔ و منشی محفوظ علی صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر بھی میرے شکریہ کے
مستحق ہین کیونکہ ان صاحبون نے جب کبھی مجھ کو ضرورت ہوئی
کبھی مدد سے دریغ نہین فرمایا۔ مولف

دیباچہ

ہندوستان کے جس جس گوشہ مین اُردو زبان کا نغمہ سنائی دیتا ہو وہان شاید کوئی ایسا شخص ہو کہ جس کے کان اودھ پنچ مرحوم کے ذکر خیر سے آشنا نہ ہون - اودھ پنچ نے تیس پینتیس سال تک اپنی عالمگیر شہرت و وقار کے پردہ مین اخبارونکی دنیا مین سلطنت کی ہی اور اسکی پرانی جلدون کے گورغریبان مین اکثر ایسے اہل کمال وفن ہین جن کے قلم کی دہاگ دلون مین لرزہ پیدا کرنے کے لیے کافی تہی -

جس وقت اودھ پنچ نے دنیا مین جنم لیا اُسوقت اخبار نویسی کا فن ہندوستان مین تخمیناً چالیس سال کے نشیب و فراز دیکہہ چکا تہا - سنہ ۱۸۳۶ع مین پہلے پہل سرکار کی جانب سے ہندوستان کی بے زبان رعایا کو اخبار نکالنے کی نعمت عطا ہوئی اور سنہ ۱۸۷۷ع مین اودھ پنچ نے زبان اور ظرافت کے چہرہ سے نقاب اُٹھائی - اس چالیس سال[لہ] کے عرصہ مین اُردو کے بہت سے اخبار جاری ہو چکے تھے - مثلاً لاہور مین اخبار عام اور کوہ نور کا دور تہا یہ اپنے وقت کے نامور اخبار تھے - دہلی مین اشرف الاخبار کی آواز سنائی دیتی تہی وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ سے جاری تہا - کشف الاخبار بمبئی اور جریدہ روزگار مدراس مین اُردو کا نقارہ بجا رہا تہا - کارنامہ اور اودھ اخبار لکھنؤ سے شائع ہوتے تھے - عرصہ ہوا کہ کارنامہ کا کام تمام ہو گیا - اور وہ اخبار ابھی تک اپنے بڑہاپے کی شرم رکھے ہوے ہی مگر اسکا جو رنگ اب ہو وہی جب تہا - انکے علاوہ اودھ پنچ کی اشاعت

لہ ان اخبارون کے اکثر حالات منشی بالمکند گپتا مرحوم کے اُردو اخبارون کے تذکرہ سے اخذ کیے گئے ہین جو بہارت متر اور زمانہ مین شائع ہوا تہا -

کے قبل بہت سی اُردو اخبار اپنی پیدائش اور موت کی منزلین طے کر چکے تھے مگر قابل غور یہ بات ہے کہ یہ اخبار محض خبرون کی تجارت کرتے تھے۔ بجز لارنس گزٹ کے جو کہ میرٹھ سے شائع ہوتا تھا اور جسکی نظر رعایا کے حقوق پر رہتی تھی عام طور سے اِن اخبارون کا نہ کوئی خاص پولیٹکل یا سوشل مسلک تھا نہ کسی مستقل دستور العمل کے پابند تھے۔ اُردو اخبار نویسی کی تاریخ مین اودھ پنچ اور ہندوستانی پہلے دو اخبار ہین جنھون نے اخبار کو محض تجارت کا ذریعہ نہ سمجھا بلکہ مغربی اصولون پر اخبار نویسی کی شان پیدا کی اور اپنا خاص مسلک قائم کیا۔ ہندوستانی کا دور اودھ پنچ کے کچھ سال بعد شروع ہوا اور جس پولیٹکل روشنی کے دماغ کا یہ اخبار کرشمہ تھا اسنے بھی اپنے ذات کی طرح پولیٹکل خدمت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اودھ پنچ گو کہ ظرافت کا پرچہ تھا مگر پولیٹکل اور سوشل معرکہ آرائیون سے بے خبر نہ تھا۔ اسکا مستقل سوشل اور پولیٹکل مسلک تھا۔ اس صوبہ مین ہندوستانی کانگریس کا چراغ سمجھا جاتا ہے مگر جن گوشون مین اس چراغ کی روشنی کا گذر نہ تھا وہان اودھ پنچ کی بجلی چکا چوند پیدا کرتی تھی۔ سوشل اصلاح کے معاملہ مین اودھ پنچ لکیر کا فقیر تھا نئی روشنی کے نادان دوستون کی حماقت کا پردہ فاش کرنے کے علاوہ اسکی ذات سے اس تحریک کو کوئی نفع نہین پہونچا۔ ظرافت کے اعتبار سے یہ اپنے رنگ کا پہلا پرچہ تھا۔ اکثر ظریفانہ اخبار مثلاً انڈین پنچ بمبئی پنچ بانکے پور پنچ وغیرہ اس کی تقلید مین نکلے مگر وہ دنیا کی ٹھوکرین کھا کر ختم ہو گئے۔ زمانہ سے کسی کو شہرت وناموری کی سند نہین ملی۔ اودھ پنچ کا جادو اُردو زبان پر عرصہ تک چلتا رہا اور اس طولانی زمانہ مین جو خدمات اودھ پنچ سے ظہور مین آئین اُنپر نظر ڈالنے سے اُردو نویسی کی دربار مین ہم اسکا صحیح مرتبہ قائم کر سکتے ہین اودھ پنچ ظرافت کا سرچشمہ تھا اور عام طور سے لوگ اسکے فقرون اور لطیفون پر لوٹ رہتے تھے جو پھبتی اس مین نکل جاتی تھی وہ مہینون زبان پر رہتی تھی اور دور دور مشہور ہو جاتی تھی

مگر قومون کے مذاق سلیم نے جو ظرافت کا اعلیٰ معیار قائم کیا ہی اوسکے دیکھتے ہوے ہم
اودھ پنچ کی ظرافت کو بحیثیت مجموعی اعلیٰ درجہ کی ظرافت نہین کہہ سکتے۔ لطیف ظرافت اور
بذلہ سنجی و تمسخر مین بہت فرق ہی۔ اگر لطیف و پاکیزہ ظرافت کا رنگ دیکھنا ہی تو اُردو زبان
کے عاشق کو غالب کے خطون پر نظر ڈالنا چاہئے۔ اُردو نثر کے اِن جواہرات مین جہان
اور بہت سی لطافت و رنگینی کے جوہر موجود ہین وہان ظرافت کی جھلک بھی کم دلکش
نہین ہی۔ نہ پھبتیان ہین نہ طعن و تشنیع کے جگر خراش فقرہ ہین محض روزمرہ کی باتین ہین
مگر طبیعت کی شوخی ستین الفاظ کے پردہ سے جھلکتی ہی اور پڑھنے والے کے چہرہ پر مسکراہٹ
کا نور پیدا کردیتی ہی۔ باریک اور لطیف مذاق کی رنگینی اور بے ساختہ پن پر جسقدر غور کرو
اتنا ہی زیادہ لطف آتا ہی۔ اودھ پنچ کے ظریفون کی شوخ و طرار طبیعت کا رنگ دوسرا ہی۔
اِن کے قلم سے پھبتیان اسطرح نکلتی ہین جیسے کمان سے تیر۔۔۔۔ جو مظلوم ان تیرونکا نشانہ
ہوتا ہی وہ روتا ہی اور دیکھنے والے اسکی بیکسی پر ہنستے ہین۔ ان کے فقرہ دل مین ہلکی سی
چٹکی نہین لیتے ہین بلکہ نشتر کی طرح تیر جاتے ہین۔ ان کا ہنسنا غالب کی زیر لب مسکراہٹ
سے الگ ہی۔ یہ خود بھی نہایت بے تکلفی سے قہقہے لگاتے ہین اور دوسرے کو بھی قہقہے لگانے پر
مجبور کرتے ہین۔ اکثر طبیعت کی شوخی اور بے تکلفی درجۂ اعتدال سے گذر جاتی ہی اور انکے
قلم سے بے تحاشا ایسے فقرے نکل جاتے ہین۔ جن کو دیکھکر مذاق سلیم کو آنکھین بند کرلینا
پڑتی ہین۔ ایسا ہونا معیوب ضرور ہی مگر ایک حد تک قابل معافی ہی۔ اودھ پنچ کے
ظریف اُس زمانہ کی ہوا کھائے ہوے تھے جب مذاق و بے تکلفی کا دائرہ ضرورت سے
زیادہ وسیع تھا اور زبان و قلم کی بہت سی بے اعتدالیان ہماری نظر سے نہین دیکھی
جاتی تھین۔ اب زمانہ کے ساتھ ظرافت کا رنگ بھی بدل گیا ہی۔ اور یہی دنیا کا دستور ہے

ممکن ہی کہ جن باتون کو ہم آج بہول سمجھتے ہین وہ آیندہ نسلون کی آنکھون مین کانٹے کی طرح کھٹکین
ظرافت کے رنگ سے قطع نظر کرکے اَودہ پنچ کی یادگار خدمت یہ ہی کہ اُسنے اُردو نثر کو اسکا
مصنوعی زیور اُتار کر جس مین سواے کاغذی پہولون کے کچھہ نہ تہا ایسے پہولون سے آراستہ کیا
جن مین قدرتی لطافت کا رنگ موجود تہا۔ اَودہ پنچ کے پہلے رجب علی سرور کے طرز تحریر
کی پرستش ہوتی تہی اور عام مذاق تصنّع وبناوٹ کی طرف مائل تہا اُس زمانے مین جو
اُردو اخبار جاری تھے اُن کی زبان ایسی ہوتی تہی جیسے ہم محقق محبت سرا اُردو کہہ سکتے ہین
آج نثر اُردو جس سلیس اور پاکیزہ روش پر جاری ہی اسکی ایجاد مین اَودہ پنچ کا بہت بڑا
حصّہ ہی علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم کے اَودہ پنچ کے لکھنے والون مین مرزا مچھو بیگ معروف
بہ ستم ظریف حضرت احمد علی صاحب شوق پنڈت تربھون ناتھ ہجر نواب سید محمد آزاد۔
بابو جوالا پرشاد برق۔۔ منشی احمد علی کسمنڈوی حضرت اکبر حسین صاحب اکبر یادگار نام ہین
ان لوگون کے نظم ونثر کے مضامین دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ محض اک طرز نو کے موجد
ہی نہین ہین بلکہ زبان وقلم کے دہنی بھی ہین۔ ان کی عبارت شوخی وتازگی اور
خداداد بے تکلفی سے معمور ہی اور ان کی زبان لکھنؤ کی ٹکسالی زبان ہی۔ نثر کی نامہ نگارون
مین طبیعت کے چلبلے پن اور شوخی کے لحاظ سے اور نیز زبان کی پختگی اور لکھنؤ کی بول چال
اور محاورہ کی صفائی کے اعتبار سے ستم ظریف کا رنگ اورون کے مقابلہ مین چوکھا ہی
احمد علی صاحب شوق کے مضامین مین ظرافت کی شگوفہ کاری کے علاوہ زبان ومحاورہ
تحقیقات کا خاص لطف ہی۔ حضرت کسمنڈوی مرحوم کی عبارت خاص طور سے دلکش ہی
مگر فارسیت کا رنگ زیادہ ہی۔ ہجر کا رنگ خاص یہ ہی کہ اُن کی ظرافت بمقابلہ اورون کے
بد مذاقی اور طعن وتشنیع کے کانٹون سے زیادہ پاک ہی برق کی عبارت مین ظرافت کا

چٹخارہ بہت کم ہی مگر زبان نہایت صاف اور ستھری ہی۔ آزاد کا قلم نواب زادون کی
بیفکری عیش پسندی کا خاکہ کھینچنے مین مشاق ہی منشی سجاد حسین کا طرز تحریر سب سے الگ ہی
مضمون کیا ہین چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے ذخیرے ہین۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ
پڑھنے والا مصنف سے گفتگو کر رہا ہے۔ عبارت اکثر مختلف علوم و فنون کے پیچیدہ
استعارون سے گرانبار نظر آتی ہی مگر بیان کی تازگی کی وجہ سے پڑھنے والے کا
نہین ہوتا۔ ظریفانہ نظم کے میدان مین حضرت اکبر سب سے دس قدم آگے ہین۔ طبیعت کی
خداداد شوخی اکثر زبان کی صفائی سے بازی لے جاتی ہی مگر عموماً سوشیل پولیٹکل اور
مذہبی مسائل کے ظرافت آمیز پہلو جس خوبی کے ساتھ حضرت اکبر نے نظم کئے ہین وہ کسی
دوسرے کو نصیب نہین۔ انکا معیار ظرافت بھی اورون کے مقابلہ مین لطیف تر ہی
اودھ پنچ کی محفل انہین پرمذاق اور نورانی طبیعتون سے آراستہ تھی اور اب بھی اگر
کوئی شخص اردو زبان حاصل کرنا چاہے تو اودھ پنچ کے ٹوٹے کھنڈرون کی زیارت
اسکے لئے ضروری ہی۔ اودھ پنچ کے مضامین کا دائرہ بہت وسیع تھا دنیا کا کوئی مسئلہ
ایسا نہ تھا جو اودھ پنچ کے ظریفون کی گلکاری سے خالی رہتا ہوا سکے علاوہ لکھنؤ کے
طرز معاشرت کی پرمذاق اور دلکش تصویرون سے اسکے صفحے اکثر رنگین نظر آتے تھے۔
محرم۔ چہلم۔ عید۔ شب برات۔ ہولی۔ دوالی۔ بسنت کے جلسے عیش باغ کے میلے
رقص و سرود کی محفلین۔ مشاعرے۔ عدالت کی روبکاریان۔ مرغ بازی۔ بٹیر بازی۔
کے ہنگامے۔ الکشن کے معرکے ایسے مشغلے تھے جو ہمیشہ اودھ پنچ کی ظریفون کی نظر
مین رہتے تھے اور ان کی طبیعتون کے لیے تازیانہ کا کام دیتے تھے۔ ساقی نامے
برہے۔ بارہ ماسے۔ دوہے ٹھمریان۔ غزلین۔ رباعیان۔ وغیرہ۔ نظم کرنے مین اسکے

اکثر نامہ نگار خاص ملکہ رہتے تھے۔ منشی سجاد حسین ہر ہفتہ ایک چھوٹا سا مضمون لوکل
علیہ الرحمتہ کے عنوان سے لکھتے تھے جس مین اکثر موسم کی تبدیلیان ایسے ظریفانہ
رنگ مین دکھائی جاتی تہین کہ پڑہنے والا ہنستے ہنستے لوٹ جاے۔
زندہ دلی کی یہ تمام تصویرین اودہ پنچ کے بوسیدہ مرقع مین موجود ہین۔ گلدستۂ پنچ
کی دو جلدون مین اُنکا پورا نقشہ اُتارنا اتنا ہی مشکل ہی جیسے کہ دریا کو کوزہ مین بند کرنا
مگر زمانہ کا رنگ دیکھتے ہوے جو کچھ ہوسکا اُسے غنیمت سمجھنا چاہیئے۔
روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے علاوہ اودہ پنچ مین شاعری
اور صحت زبان کے متعلق اکثر ایسے زبردست مباحثے چھڑے جو مہینون اور سالون تک
قائم رہے اور جنکی وجہ سے اُردودان سوسائٹی مین عرصہ تک چہل پہل قائم رہی۔
پہلے معرکہ کا تعلق فسانۂ آزاد سے ہی۔ سرشار مرحوم ابتدا مین اودہ پنچ کے نامہ نگار تھے
اور اسکے گہوارہ کے گرد بیٹھنے والون مین تھے جس رنگ کا اودہ پنچ عاشق تہا اُسی رنگ مین
وہ بھی ڈوبے ہوے تھے۔ بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ زمانہ کے جس انقلاب نے دنیا کو
اودھ پنچ کی صورت دکھائی اسی نے سرشار کی طبیعت کو بھی پیدا کیا۔
اودہ پنچ کے ایک سال بعد فسانۂ آزاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ محض اتفاق تہا کہ اودہ اخبار
کے اڈیٹر ہونے کی وجہ سے سرشار نے یہ سلسلہ اسی اخبار مین شروع کیا ورنہ فسانۂ آزاد کا
دریا بھی اودہ پنچ ہی کے چشمہ سے جاری ہوتا کیونکہ دونون کا مذاق تحریر یکسان ہی
اور دونون ایک ہی باغ کے دو پھول معلوم ہوتے ہین۔ مگر اودہ پنچ نے
اودہ اخبار کو بنیا اخبار کا خطاب دے رکھا تھا اور اسکے حال پر اودہ پنچ کے ظریفون
کی خاص عنایت تھی۔ جب سرشار اودہ اخبار کے اڈیٹر ہوے تو کچھ روز تک تو

ذاتی مراسم کا پردہ قائم رہا لیکن رفتہ رفتہ طرفین سے طبیعتین بے قابو ہوتی گئین اور آخر کار فسانۂ آزاد پر اعتراضات شائع ہونے لگے۔ اودھ پنچ کا فسانۂ آزاد پر خاص اعتراض یہ تہا کہ جو بیگمات کی زبان اس مین لکھی گئی ہے وہ محلات کی زبان نہین ہی بلکہ ماماؤن اور مغلانیون کی زبان ہی۔ اس قسم کے اعتراضات کے دونگڑے عرصہ تک اودھ پنچ کے بادلون سے برساکئے اور ظرافت کی بجلیان چمکتی رہین۔ ان اعتراضات کی حقیقت یہ ہی کہ بعض ضرور درست ہین مگر زیادہ تر طباعی پر مبنی ہین۔

اودھ پنچ کا دوسرا وار مولانا حالی کو سہنا پڑا۔ مولانا موصوف کے دیوان کے مقدمہ مین شاعری کے اصلی مفہوم پر بحث کی گئی ہی۔ جب یہ مقدمہ شایع ہوا تو اس بحث نے اودھ پنچ کی بارود کے لئے چنگاری کا کام کیا۔ اودھ پنچ کو مولانا حالی سے دو شکایتین تہین۔ پہلا اعتراض تو یہ تہا کہ مولانا حالی کا شاعری کا مفہوم غلط ہی جسکو وہ شاعری سمجھتے ہین وہ محض قافیہ پیمائی ہے اور فطرتی شاعری کی لطافت و رنگینی سے خالی ہی۔ اختلاف کی دوسری وجہ یہ تہی کہ مولانا حالی نے اپنے مقدمہ مین مصنوعی اور خلاف فطرت شاعری کی جسقدر مثالین دی تہین انکا کثیر حصّہ لکھنؤ کے شعرا کے کلام سے لیا تہا جسکا لازمی منشا اودھ پنچ کے نزدیک یہ تہا کہ لکھنؤ کے شعرا کی توہین ہو۔ ان خیالات کا دلون مین امنڈنا تہا کہ دیوان اور مقدمہ کے ایک ایک شعر اور ایک ایک سطر پر اعتراضات کی بوچہار شروع ہو گئی اور یہ سلسلہ بہی مدت تک جاری رہا۔ جس عنوان سے اودھ پنچ کے شہسوارون نے پانی پت[1] کے میدان مین طراری بہری ہین

---

[1] اودھ پنچ مین کلام حالی پر جو اعتراضات کا سلسلہ جاری تہا اسکے عنوان مین مندرجۂ شعر مولانا حالی کے وطن کی مناسبت سے لکھا جاتا تہا۔ ع اب ہماری حملون سے حالی کا حال ہی ؛ میدان پانی پت کی طرح پائمال ہی۔ مولف

وہ بعض صورتون مین قابل اعتراض ضرور ہی مگر نفس مضمون کو دیکھتے ہوی یہ ماننا پڑیگا کہ اودھ پنچ کی شکایت بے بنیاد نہ تھی۔

تیسرے ہنگامہ کی رونق داغ کی شاعری سے ہی۔ اودھ پنچ نے داغ کی شاعرانہ عظمت کبھی تسلیم نہین کی۔ اسکا ظاہری سبب یہ معلوم ہوتا ہی کہ ایک طرف تو اودھ پنچ کے ظریفون کے دل مین لکھنؤ اور دہلی کی قدیم رقابت کا زخم ہرا تھا۔ اور دوسرے جانب داغ کے شاگرد اپنے استاد کی شاعری پر تمام لکھنؤ کو قربان کر چکے تھے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شاگردون کی بد مذاقی کا خمیازہ غریب استاد کو اوٹھانا پڑا اور اودھ پنچ کے صفحون سے اعتراضات کی چنگاریان عرصہ تک اُڑا کین جنکا رُخ داغ کی شاعری کے علاوہ اسکے حسب و نسب اور صورت و سیرت کی طرف بھی تہا۔ ان اعتراضات سی داغ کی شہرت مین فرق نہ آیا مگر تھوڑے زمانہ تک ہنسنے ہنسانے کا مشغلہ قائم رہا۔

اودھ پنچ کا آخری یادگار معرکہ گلزار نسیم کا مباحثہ ہی اسکی ابتدا اسطرح ہوئی کہ لکھنؤ کے مشہور فسانہ نویس مولانا شرر نے گلزار نسیم کی زبان اور شاعری پر اعتراض شائع کیے اور اسی کے ساتھ تاریخی حیثیت سی یہ بھی لکھا کہ یہ مثنوی اصل مین آتش کی تصنیف ہی نسیم کا نام محض فرضی ہی۔ اودھ پنچ نے اپنی پرانی وضع کے مطابق ان اعتراضات کا خاکہ اُڑایا اور سب سے بڑی گرفت یہ کی کہ اگر یہ مثنوی آتش کی تصنیف ہی تو اسمین زبان اور محاورے کی شرمناک غلطیان کس طرح نظر آتی ہین۔ مولانا شرر نے اس اشارہ کو کافی نہ سمجھا اور اس عنوان سے جواب دیا کہ فریقین کی طبیعتین جوش پر آگئین اور اودھ پنچ کی بجھتی ہوئی آگ کچھ ایسی بھڑک اوٹھی کہ اسکی آنچ دور دور تک پہونچی۔ گلزار نسیم کا قصّہ تو درکنار رہا مولانا شرر کی زباندانی اور نثر نگاری پر

اعتراضات شائع ہونے لگے اور عرصہ تک نظم و نثر کی پھلجھڑیان چھوٹا کین۔ یہ سلسلہ بھی سال بھر بعد ختم ہوا۔ اس بحث کی غیر لطیف حصّہ کے علاوہ نفس مضمون کے متعلق جو مضامین نکلے اُن مین اکثر زبان و محاورہ کی تحقیقات کا خاص لطف موجود ہے۔ ان مباحثون کے علاوہ اکثر دوسرے اخبارون سے بھی اودہ پنچ سے نوک جھونک ہوتی رہی اِن مین اودہ اخبار اور طوطی ہند پر اس کی خاص توجہ رہی۔ زبان و شاعری کی اصلاح کے علاوہ اودہ پنچ کی پولیٹکل خدمات بھی قابل ذکر ہین۔ اودہ پنچ ابتدا سے رعایا کا خادم اور سرکار کا آزاد مشیر تھا۔ کانگرس کے پہلے جو پولیٹکل معرکہ آرائیان پیش آئین اُن مین اسنے ہمیشہ رعایا کا ساتھ دیا۔ الحاق اودہ انکم ٹیکس البرٹ بل وغیرہ کے متعلق اکثر ایسے مضامین لکھے جنکا آج شایع کرنا موجودہ قوانین کے جکڑبند کو دیکھتے ہوے مصلحت اور دور اندیشی کے خلاف معلوم ہوتا ہے اسنے والیان ریاست کی خوشامد سے اپنا دامن پاک رکھا اور ہمیشہ اون کی غفلت و عیش پسندی کا پردہ فاش کرتا رہا۔ اودہ پنچ کی قومی محبت کے وسیع دائرہ مین ہندو مسلمان سب شامل تھے۔ ہندوون کے تہوارون کی آمد کی خوشی مین اودہ پنچ عید اور شب برات کے استقبال سے کم سرگرمی نہین۔ ظاہر کرتا تھا۔ ہولی اور بسنت کے زمانہ مین اسکا پرچہ سُرخ اور زعفرانی رنگ کے کاغذ پہ شائع ہوتا تھا اور رنگین مزاج نامہ نگارونکے ساقی نامہ اور ترانے وغیرہ ہفتون تک چھپا کرتے تھے۔ اودہ پنچ ہندو مسلمانون کے قومی اتفاق کا ہمیشہ سے معین تھا اور اگر دونون قومون مین کوئی نزاعی امر پیش ہوتا تھا تو اسے ہنسکر ٹالدیتا تھا۔ انڈین نیشنل کانگرس چونکہ قومی اتفاق کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی لہذا یہ بھی اس پولیٹکل تحریک کا دل و جان سے مددگار تھا۔ اس صوبہ مین

منشی سجاد حسین مرحوم کانگریس کے رکن تھے اور باوجود بہت سے انقلابات کے جنکے
دھکے سے اکثر قدم ڈگمگا گئے منشی صاحب موصوف آخر دم تک اپنی وضع پر قائم رہے
ابتدا مین جب سر سید مرحوم نے اپنی زبان و قلم کے جادو سے اہل اسلام کا دل
کانگریس کی طرف سے پھیر دیا تھا اُسوقت سوائے اودھ پنچ کے کوئی اسلامی اخبار ایسا
نہ تھا جو علیگڈھ کے پولیٹکل پیمبر کا کلمہ نہ پڑھتا ہو ۱۸۸۸ء مین جب سر آکلنڈ کالون
سر سید مرحوم اور رمفت کے گنہگار راجہ شیو پرشاد کانگریس کا طبقہ اُلٹنے کی فکر مین تھے
اُس وقت ہندوستانی کے مضامین اور پنڈت اجودھیا ناتھ مرحوم کی دھوان دھار
تقریرون کے علاوہ اودھ پنچ کی شمشیر برہنہ اس قومی تحریک کی تائید مین اپنے
جوہر دکھارہی تھی ۱۸۹۹ء مین جب کانگریس کا اجلاس لکھنؤ مین ہونے والا تھا
تو شہر کے چند سن رسیدہ بزرگون نے اسکی مخالفت کا غلغلہ بلند کیا۔ اس مخالفت
کی تردید مین ہندوستانی اور ایڈوکیٹ مین پند و نصائح کے دفتر کھل گئے
لیکن ان واعظانہ فہمائشون کے مقابلہ مین وہ مضمون زیادہ کارگر ہوا جو اودھ پنچ
مین "انڈے بچے والی چیل چلہار" کے عنوان سے شائع ہوا تھا۔ اکثر مزاج ایسے
ہوتے ہین جو بحث و منطق کے کڑوے گھونٹ نہین قبول کرتے ہین مگر ظرافت کی
چاشنی سے راہ راست پر آجاتے ہین۔ اس صوبہ کے پولیٹکل بحث و تحریک مین
اس خدمت کا انجام دینے والا اودھ پنچ تھا مذہبی اور قومی رسم و رواج کی اصلاح کی بارہ مین اودھ پنچ کا
وطیرہ زمانہ شناسی کی رفتار سے الگ تھا۔ اسنے محض علیگڈھ کے پولیٹکل مسلک کی
مخالفت نہین کی بلکہ سر سید مرحوم کے نورانی دماغ سے جو مذہبی اصلاح کی
شعاعین نکلین اُن پر خاک ڈالنے کی کوشش کی۔ علیگڈھ کالج کو لامذہبی کا مرکز

قرار دیکر اسکے بانی کو "پیر نیچر" کا خطاب دیا اور "نیچریہ مذہب" کا مضحکہ اُڑانے
مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا۔ اسی طرح پردہ کی اصلاح اور تعلیم نسوان وغیرہ کے
متعلق جو تحریک اہل اسلام مین مغربی تہذیب کے اثر سے پیدا ہوگئی تھی اسکی بھی
سخت مخالفت کی۔ پردہ کی رسم کی تائید مین حضرت اکبر کے ذیل کا قطعہ
زبان زد عام ہی ؎

بے پردہ کل جو آئین نظر چند بیبیان — اکبر زمین مین غیرت قومی سی گڑ گیا
پوچھا جو اُنسے آپکا پردہ وہ کیا ہوا — کہنے لگین کہ عقل پہ مردون کے پڑ گیا

اسے پڑھکر اصلاح پسند لوگ اپنے دانت پیسا کرین مگر یہ ماننا پڑیگا کہ اس سے
زیادہ لطیف ظرافت کا نمونہ اودھ پنچ مین مشکل سے ملیگا۔ کاشکے یہ خداداد جوہر
اصلاح و رفاہ کی کوشش مین صرف ہوتا۔

اودھ پنچ کی ترقی و وقعت کا راز بہت کچھ اسکے اڈیٹر کی ذات کے ساتھ وابستہ ہی
منشی سجاد حسین کا مزاج عجیب صفات کا مجموعہ تھا۔ خلقی ذہانت اور طباعی کے علاوہ
زندہ دلی اُنکی گھٹی مین پڑی تھی۔ مصیبت و تکلیف کے زمانہ مین بھی کبھی کسی نے
اُن کے چہرہ پر سوائے مسکراہٹ کے افسردگی کی شکن نہ دیکھی بیماری کے زمانہ مین
اگر کوئی مزاج پوچھتا تھا تو کہتے تھے کہ زندگی کا عارضہ ہی اور اپنی تکلیفون کا حال اسطرح
بیان کرتے تھے کہ سننے والے کو ہنسی آجاتی تھی دوا و علاج سے مایوس ہو چکے تھے مگر
کہتے تھے کہ یہ سلسلہ محض اسلیے جاری رکھا ہی کہ باضابطہ موت ہو۔ بلا علاج مرنے کو
بے ضابطہ مرنا کہتے تھے اس زندہ دلی کے ساتھ تنگ نظری اور تعصب سے کوسون
دور رہتے تھے۔ دنیا کے ناہموار و کاواک پہلو اُن کی نگاہون مین خود بخود کھٹکنے

لگتے تھے اور اون کی پر مذاق طبیعت کو بلا لحاظ قوم وملت بیتاب کر دیتے تھے
غیر کا ذکر نہین ان کے دلی دوستون اور عزیزون کو اکثر انکی بذلہ سنجی کا مزا چکھنا پڑا ہے
دوستون کی محبت اور قدر شناسی کی بدولت اُنھین ابتدا ہی مین اتنے ذہین اور
طباع نامہ نگار مل گئے جو ایک وقت مین شاید کسی دوسرے اخبار کو کم نصیب ہوے ہونگے
یہ لوگ محض اودہ پنچ کے نامہ نگار نہ تھے بلکہ اسکے جان نثارون مین تھے۔ اسے
اپنا اخبار سمجھتے تھے اور کسی دوسرے اخبار مین لکھنا کسر شان سمجھتے تھے۔ مگر کچھہ عرصہ
بعد یہ رنگ قائم نہ رہا۔ بقول شاعر

کسیکی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس عروج مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

دس بارہ سال بعد اودہ پنچ کے شباب کی دوپہر ڈہلنا شروع ہوئی اور اس کے
نامہ نگارون کا شیرازہ درہم وبرہم ہونے لگا۔ ستم ظریف ہجر نے مرنے سے پہلے ہی
لکھنا کم کردیا تھا۔ جوانی کی بیفکری دوسرے نامہ نگارون کا ساتھہ عرصہ تک نہ
دے سکی اور رفتہ رفتہ اودہ پنچ کے صفحے قدیم طرز کے پرانے مضامین سے خالی
نظر آنے لگے۔ جو کچھہ رہی سہی آب وتاب باقی تھی منشی سجاد حسین کی علالت نے
اُسکا بھی خاتمہ کردیا۔ اس مین کلام نہین کہ اس مٹی ہوئی حالت مین بھی اودہ پنچ
کا نام بکتا تھا اور جب کبھی کوئی مضمون اسکے اڈیٹر کے قلم سے نکل جاتا تھا تو اُسکی
دہوم ہوجاتی تھی۔ علاوہ اسکے کبھی کبھی منشی احمد علی شوق نواب سید محمد آزاد اور
حضرت اکبر کے نظم ونثر کے مضامین بھی شائع ہوتے رہتے تھے۔ مگر اودہ پنچ کی
مالی حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی تھی۔ منشی سجاد حسین کی حمیت وغیرت
نے یہ گوارا نہ کیا کہ جب تک اُنکے دم مین دم ہے وہ اسے اپنی آنکھون کے سامنے

بند ہوتا ہوا دیکھین مگر واقفکار جانتے ہین کہ آخر دس بارہ سال مین اودہ پنچ مین سوائے خسارہ کے کوئی نفع کی مدنہ تہی۔ منشی صاحب موصوف نے ایک خط منشی بالکمند گپتا مرحوم کو لکھا تھا جو زمانہ مین شائع ہوا تہا۔ اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اودہ پنچ کی زندگی کو اپنی زندگی سمجھتے تھے۔

لکھتے ہین

"مکرمی تسلیم۔ خط پہنچا۔ بہت بجا ہے۔ اودہ پنچ مردہ ہاتھون سے اس لئے نکلتا ہے کہ کوئی اُٹھانے والا نہین۔ دو اک سطرون کے سوا نہ ہاتہہ سے لکہہ سکتا ہون نہ مُنہ سے بول سکتا ہون۔ کچہہ نوکر ہمت کرکے نکال دیتے ہین دس سال سے فالج مین گرفتار لب گور ہون۔ جب کسی طرف سے اطمینان نہین تو کیا انتظام ہوسکے۔ اخبار صرف اسلیے نکالتا ہون کہ جیتے جی مر نہین سکتا۔ ورنہ اس عارضہ کے ہاتھون ع

مجھے کیا بُرا تہا مرنا اگر ایک بار ہوتا

اودہ پنچ زندہ اخبارون مین نہین کہ اسکا ذکر ہو۔ ہان گذشتہ زمانہ مین کچہہ تہا"

مگر یہ حالت کب تک قائم رہتی۔ آخرکار مرنے سے دو سال بیشتر شکستہ دل اڈیٹر کو اودہ پنچ کا جنازہ اپنے مردہ ہاتہون سے اُٹھانا پڑا۔ یہ وہ زمانہ تہا جبکہ ضعیف جسم مین خون کے دس بیس قطرہ ضرور باقی تھے مگر گرہ مین ایک پیسہ نہ تہا۔ اودہ پنچ چلتا تو کس طرح چلتا۔ گوکہ باوضع اڈیٹر کی باوجود لب گور ہونے کے یہ تمنا ضرور تہی۔ کہ

گو ہاتھہ مین جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہی -
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

خیر اودہ پنچ کا جاری رہنا تو درکنار - یہ وہ نازک زمانہ تہا کہ اگر اودہ کا ایک عالی ظرف رئیس جسکی فیاضی ضرب المثل ہی دستگیری نہ کرتا اور دو اک پرانے دوستون کی محبت شریک حال نہ ہوتی تو شاید اودہ پنچ کا اڈیٹر نان شبینہ کا محتاج رہکر دنیا سے سدہارتا -

غرضکہ چھتیس ۳۶ سال تک زبان اور قوم کی خدمت کرکے اودہ پنچ نے دنیا کو خیرباد کہا اسوقت اُردو زبان مین بہت سے قابل قدر اخبار موجود ہین مگر اودہ پنچ کی جگہہ خالی ہی اور زمانہ کا رنگ کہہ رہا ہی کہ عرصہ تک یہ جگہہ خالی رہیگی -
مگر اُردو زبان کی تاریخ مین یہ زندہ دلی کا افسانہ ایک یادگار افسانہ ہے اور اسکی یاد قدردانون کے دلون سے آسانی سے فراموش نہین ہوسکتی -
آج اودہ پنچ ہماری نگاہون کے سامنے نہین - مگر اسکے تذکرہ سے سخن سنجون کی محفل خالی نہین - ؎

بھر گئے آنکھون مین مُشتاق گذشتہ نشہ مین
دور جام مے مین اکثر ذکر خیر جم ہوا

چکبست لکھنوی

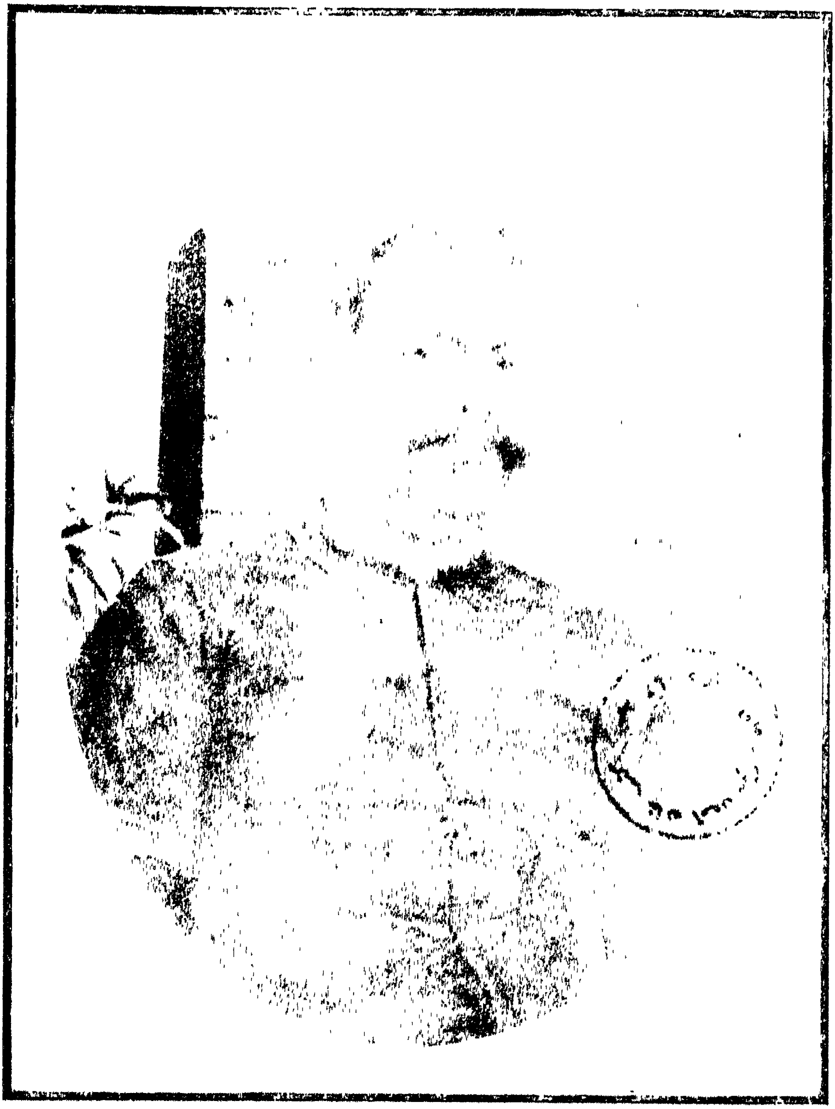

منشی سید محمد سجاد حسین مرحوم اڈیٹر اودھ پنچ

پیدائش سنہ ۱۸۵۶ع — وفات سنہ ۱۹۱۵ع

انڈین پریس الہ آباد

منشی سید محمد سجاد حسین صاحب مرحوم

ایک خوشحال و عالی خاندان سے تھے۔ آپکے والد منشی منصور علی صاحب عہدۂ ڈپٹی کلکٹری پر معمور تھے اور بعد پنشن کے ایک عرصہ تک حیدرآباد مین سول جج رہے۔ آپکے ماموں نواب فدا حسین خان صاحب کہ جو لکھنؤ کے ایک معزز وکیل تھے حیدرآباد مین بعہدۂ چیف جسٹس ممتاز تھے اور ریاست مین آپکا بہت اچھا رسوخ تھا منشی سجاد حسین کاکوری مین ۱۸۵۶ء مین پیدا ہوئے اوائل عمر مین زیر نگرانی نواب فدا حسین صاحب لکھنؤ مین تعلیم پاتے رہے سنہ ۱۸۵۳ء مین انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور کچھ دنون تک کیننگ کالج مین ایف۔ اے کی تعلیم بھی پائی لیکن طبیعت انگریزی سے اچاٹ ہوگئی اور ایف۔ اے کے امتحان مین شریک نہ ہوئے کالج چھوڑکر تلاش معاش مین فیض آباد پہونچے اور وہان فوج مین اُردو ٹیچر یا فوجی منشی مقرر ہوئے لیکن طبیعت کو اس شغل سے کیا مناسبت ہوسکتی تھی سال بھر کے اندر ہی اسکو خیرباد کہکر اودھ پنچ کے شائع کرنیکا ارادہ کیا۔ منشی محفوظ علی صاحب جو بعد مین ڈپٹی کلکٹر ہوئے اور جنکی عنایت اور توجہ سے ہم کو یہ حالات معلوم ہوئے ہین اس کام مین آپکے شریک تھے اور انہین کی مشورہ و شرکت سے سنہ ۱۸۷۷ء مین اودھ پنچ کی بنا پڑی منشی صاحب نے پنچ کے لئے پہلے ہی سال مین ایسے ایسے سحر البیان و جادو قلم نامہ نگار ڈھونڈھ نکالے کہ جو اُردو علم ادب کے آسمان پر چاند سورج ہوکر چمکے انہین سے پنڈت تربھون ناتھ ہجر۔ مرزا مچھو بیگ ستم ظریف۔ نواب سید محمد خانصاحب آزاد۔ سید اکبر حسین صاحب اکبر۔ منشی احمد علی صاحب شوق۔ منشی جوالا پرشاد برق۔ منشی احمد علی کسمنڈوی کے نام نامی خاص طور سے قابل ذکر ہین۔ پنڈت رتن ناتھ سرشار بھی اول دو سال تک اپنی قلم جادو رقم سے اودھ پنچ کو سرفراز کرتے رہے لیکن بعد مین آپس مین کچھ اُلجھن پیدا ہوگئی اور وہ سلسلہ منقطع ہوگیا منشی صاحب علیگڈھ کی تحریک و سرسید کی پالیسی کے اول روز سے مخالف تھے۔ نظام معاشرت مین قدامت پرستی کے قائل و مغربی تہذیب کے دشمن تھے سنہ ۱۸۸۷ء مین

نیشنل کانگرس مین شریک ہوے اور مرتے دم تک اُسکے حامی رہے سنہ ۱۹۰۱ع مین
پہلی مرتبہ فالج گرا لیکن چند ماہ بیمار رہکر اچھے ہو گئے سنہ ۱۹۱۰ع مین فالج کا دوسرا دورہ
ہوا کہ جسنے تندرستی ہمیشہ کے لئے تباہ کردی۔ اسوقت سے بولنے کی قوت قریب قریب
بالکل جاتی رہی تہی۔ گو گفتگو کرنے کی کوشش کرتے تہے لیکن بات سمجہ مین نہین
آتی تہی مگر چل پہر سکتے تھے اور دماغ اپنا کام برابر کرتا تہا۔ متواتر علالت۔
ضعف و دیگر مکروہات زندگی کی وجہ سے آخری زمانہ نہایت مصیبت و پریشانی
کا گذرا دیا آخر سنہ ۱۹۱۲ع مین اودہ پنچ بند کرنا پڑا۔ اسکے بعد حالت روز بروز
بُری ہوتی گئی اور ۲۲ جنوری سنہ ۱۹۱۵ع کو اس دارالمحن سے کوچ کیا ہ

خدا بخشنے بہت سی خوبیان تہین مرنے والے مین

منشی محمد سجاد حسین صاحب اُردو اخبار نویسی مین طرز مذاق و ظرافت کے
موجد۔ لکہنؤ کی زبان اپنے رنگ کے اُستاد تھے اودہ پنچ کے ذریعہ سے جو
خدمات اُردو لٹریچر کی آپنے کین وہ جو قابل قدر اضافہ اس زبان مین آپکی
کوششون کے بدولت ہوا اس قابل نہین کہ آسانی سے بھلا دیا جاوے۔
آپکی سب سے بڑی خوبی یہ تہی کہ آپنے اپنا دامن شہرت مذہبی تعصب سے
خواہ پولٹکس ہو یا لٹریچر ہمیشہ صاف و پاک رکہا اور آزادی و ایمانداری
کو کبہی بہولے سے بہی ہاتہ سے نہ جانے دیا جو وضع اختیار کی اُسکو مرتے دم تک
نبہایا کسی حالتمین اصول سے مُنہ نہ موڑا۔ بلا کی شوخ طبیعت پائی تہی و بذلہ سنجی
و ظرافت تو گویا مزاج کا خمیر تہی۔ نہایت پریشانی و تنگی کی حالت مین بہی
حتی المقدور خندہ پیشانی رہتے و مذاق سے باز نہ آتے تھے منشی جوالا پرشاد
برق مرحوم سے نہایت درجہ کی خصوصیت تہی۔ آپ کے قدردانون مین
آنریبل پنڈت بشن نراین در۔ آنریبل راجہ سر محمد علی محمد خانصاحب بہادر
والی ریاست محمود آباد و آنریبل بابو گنگا پرشاد ورما مرحوم کے نامی نامی
خاص طور سے قابل ذکر ہین۔

کھلے خط وسربستہ مضامین

نمبر ۱

خط بنام مسٹر گلیڈاسٹن

مولوی گلیڈاسٹن صاحب طول عمرہٗ۔ دعاے خیر نصیب شما باد۔ ایسے زمانے مین جبکہ چارون طرف سے ہواے شر و فساد۔ ہر ملک سے سموم بغض وعناد کے جھونکے آرہے ہین۔ تمہارے حق مین اس سے بڑھکر مناسب دنیا مین شائد ہی کوئی اور دعا ہوگی۔

تم غالبًا واقف ہوگے اور اگر نہین تو اب کان پیٹ پھٹا کر سن لو کہ یہ تمہارا بوڑھا خرانٹ۔ تجربہ کار۔ زمانہ دیدہ۔ فلسفی۔ حکیم۔ مؤرخ۔ پولیٹشن۔ اور خدا جانے کیا کیا دوست۔ ایسا تاریک خیال اور نامنصف نہین کہ محض ضد۔ ہٹ دھرمی۔ استبداد سے کسی معاملے مین اک طرفہ راے قائم کرے۔ اور اوسکے دوسرے پہلو کی طرف سے عمدًا اور ارادةً۔ اپنی دوربین اور باریک بین آنکھین بالکل بند کرلے۔ آجکل ہزارون دوست ہین تو لاکھون تمہارے دشمن دشمن اچھا کہتے ہین تو بیش برا بھی۔ مگر یہ سب ہوا کے رُخ اپنا جہاز راے چلاتے انصاف کا انجن ہرگز کام مین نہین لاتے۔ لیکن یہ تمہارا اور اپنی ملکہ معظمہ کا سچا بے میل۔ پکا۔ سولہ آنے ڈبل۔ دوست۔ خیرخواہ۔ جان نثار۔ اودھ پنچ ان عیوب سے ایسا دور رہی جیسا روس۔ ایمان۔ یا ہندوستان نمک حرامی سے یہ مصلحت وقت۔ دسترس انجام کار۔ سب باتون پر غور کرتا۔ اور تمہاری ذمہ داریون۔ فرائض منصبی۔ مشکلات عہدہ کو خوب جانتا بوجھتا ہے۔ بیشک تمکو چند آدمیون نے بنالیا ہی۔ مگر واضح رہی وہ صورتو نہین بنایا جاتا ہے۔

اول جب واقعی اوسمین صفت بنائے جانے کی پائی جاتی ہو۔ اور ا
کھلی بازاپنے ڈھب کا اوسیے پاتے ہون۔
دوسرے اگرچہ وہ فی الحقیقت اس قابل نہو۔ مگراتفاقاً کچھ حرکات سکنات
یا معاملات کی ظاہری صورت ایسی ہوجائے کہ لوگون کو غلط فہمی واقع ہو۔
بہرنوع دل لگی بازون۔ دور سے تماشا دیکھنے والون کا اوکہین نہین گیا۔
جہان تک میرا تجربہ ہے۔ اور مین تمہارے افعال ماسبق وحال پرانصافانہ
غور کرتا ہون۔ کہ سکتا ہون کہ تم بیچارے درحقیقت ایسے ہرگز نہین جیسا
تمکو آجکل لوگ خیال کرتے ہین۔
مگر اسمین بہی کلام نہین کہ تم بن گئے اور خوب بن گئے۔ بخت واتفاق
کو کوئی ڈزریلی روک سکتا ہی۔ نہ گلیڈاسٹن۔ مگر اتو بدنامی کا ٹوکرا تمہارے ہی
سر ہے۔ اور سچ بہی یہ ہی کہ اُسکے مستحق بہی تم ہی ہو۔ مین نے تمہاری فارن
پالیسی کبہی لائق ستائش نہین پائی۔ رفاہ وفلاح۔ آرائش وزیبائش۔
ظاہری ٹیم ٹام۔ اوپری لیس پوت کے واسطے تمہاری ذات مخصوص ہے۔
مگر اسکے لوازم اور مصالحون کی فراہمی اور ترکیب سے تم ایسے محروم جیسے
ہندوستانی جودت سے۔ تم پولیٹکل دسترخوان کے اچھے خانسامان اور ہوشیار
خدمتگار ہو۔ پکا پکایا کہانا۔ طیار ہانڈی تم خوبی سے چن سکتے ہو۔ مگر ہانڈی
پکانے اور چیز طیار کرنے کے نام سے خاک دہول بکائن کے پہول۔ تم نہین
جانتے کہ طرح طرحکے کہانون کے واسطے کون کون مصالحہ کیونکر پیسا اور ترکیب
دیا جاتا ہی۔ کبابون مین کس چیز سے گلاوٹ آتی ہی۔ پلاؤ کو دم کیسے دیتے ہین۔

فارن پالیسی کا مزعفر اور متنجن کیونکر خوشگوار چاشنی پیدا کرتا ہی۔ کہتے ہین جو کوئی چھچھوندر مار ڈالتا ہی اوسکے ہاتھہ سے لذت جاتی رہتی ہی۔ شاید ایسا ہی ہوا ہو۔ مگر اب یہ ضرورت بیشک معلوم ہوتی ہی کہ پہلے اچھا باورچی در کاردار سب طیار کرے۔ پھر دسترخوان لگانے اور خاصہ چننے کو تم بلا لیے جاؤ تم ہرگز اس لائق نہین کہ دونون کام تمہارے سپرد ہون۔ یہ خدمت کچھہ کنسرویٹو ہی خوب جانتے ہین۔ لیکن سردست کچھہ کرتے دھرتے نہین بنتا۔ اس دفعہ کی الٹ پھیر مین تمہارا تو وہی حال ہوا ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید   قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

کھانا طیار۔ نہ سامان درست۔ مگر دعوت (جنگ) کی وہ دھوم دہام کہ عالم گونج رہا ہی۔ (ناخواندہ) مہمان ہین کہ چلے آتے ہین۔ بلکہ ایک آدھ تو آستین ہاتھہ دھوئے قرار واقعی ہتھے مارنے پر مستعد ہین۔ نظر غور سے دیکھا جائے تو تمہارا قصور نہین۔ جن لوگون نے اس دفعہ تمکو بلایا اور وہ نہ سمجھے کہ کھانا تو اس دفعہ رکابدارون نے ہنوز طیار نہین کیا۔ ہم اونکو باورچیخانے سے کیون نکالے دیتے ہین۔ اب عین وقت پر کون ہتھیلی پر سرسون جمانے آتا ہی۔

اشارہ کنایہ برطرف صاف صاف یہ ہی کہ آجکل تمہارے واسطے بڑے بڑے افکار آموجود ہوئے۔ گو خزانہ۔ و فوج و قوم ہر طرف سے اطمینان ہے مگر سمجھہ لو شیطان مارتا نہین پریشان تو ضرور کرتا ہی۔ خیر اسکی نوبت خدا نہ لائے۔ فی الحال اہل الرایون نے تمکو اور بھی بوکھلا رکھا ہی۔ جو ہے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ ہی اوٹھاتا ہی۔ مگر صلاح کی صلاحیت ایک مین نہین۔ سب اپنے

دل کی آرزو پیش کرتے ہین اور تم جانو صلاح و آرزو مین بہت بڑا فرق ہے
اس لحاظ سے مین اپنے دست و قلم کو تکلیف دیتا۔ اور تمھاری دماغ خراشی
کرتا ہون۔ تم جانتے ہو فارن معاملات آجکل کیسے پیچیدہ ہو رہے ہین۔
مصر اور وسط ایشیا کے معاملات تو سمجھو۔ دو بڑے ستون ہین جو جمعہ مسجد کی طرح
دور ہی سے سر بلند کیے کھڑے ہین۔ باقی ٹرکی کا تذبذب۔ فوج کی حفاظت
مین امیر کی تحاشی۔ برہما مین شیدگی۔ مغربی افریقہ مین جرمن کی بیہودگی
یہ سب امور اگرچہ فرداً فرداً خفیف ہین۔ مگر ہیئت مجموعی اطمینان خاطر کے
دشمن جانی ہین۔ بُرا نہ لگے تو مین صاف کہون کہ اکثر یہ دقتین تمھاری قوم کے
غلط قیاسات اور تفرضات سے پیدا ہین۔ تم نے جو کچھ کسی قوم یا معاملے کی نسبت
رائے قائم کی وہ اکثر غلط نکلی۔ چنانچہ مصر کا معاملہ لیجیے تم بغاوت کو قومی نہین
شخصی سمجھے۔ مگر دیکھا۔ ایک عربی گیا۔ مہدی سودائی (یا سوڈانی) آیا۔ اوسکو زیر
کرو دیکھو کل ہی عثمان دغما موجود ہے۔ عثمان کو بھگاؤ یا گرفتار کرو۔ دوسرے
کوئی انکے بھائی بند بلائے بوغما پیدا۔ پھر آجتک خیال کرو کتنی فتحین پائین۔
کتنی شکستین دین۔ باغیون کو کیسے کیسے کنوین جھکائے لیکن بارہ برس بعد کتے
کی دم وہی ٹیڑھی۔ جب دیکھا مصر کا قوام وہی بگڑا ہوا۔ کوئی بادشاہ ہو۔
صاحب تخت و تاج ہو۔ اُسکو زیر کیا۔ تخت و تاج لے لیا دارالسلطنۃ پر قبضہ کیا
یہان سب اک سرے سے لنگوٹی بند۔ خانہ بدوش۔ ادھر سے بھاگے ادھر ہوئے۔
ادھر سے آئے ادھر ہو رہے۔ بھلا ایسون سے اولجھنا اپنی بات کھونا نہین تو
اور کیا ہے۔ اگر کسی حصئہ ملک کو اونکے حوالے بھی کر دیا تب بھی مطلب حاصل نہو گا

کیا وجہ کہ مہدی ملک مانگتا ہی نہ سلطنت۔ اوسکو تو تجدید اسلام کا خبط ہے۔
اودہر اطمینان ہوا کہ ملّے اور ٹرکی پر لپکا۔
وسط ایشیا مین تمہاری کارروائی چندان قابل اعتراض نہین۔
اوسکی وجہ یہ کہ تم نے کچھہ کیا ہی نہین۔ اچھا یا برا کیا کہا جاوے۔ باقی اِس
کاہلی سے جو نتائج پیدا ہوئے۔ وہ بلاشبہہ تمکو مجرم ٹھراتے ہین۔ اسکی وہی مثل
دو کچھہ نکرنا بھی بُرائی کرنا ہے" جہانتک تمہارا بس رہا ہاتھہ پانؤن نہ ہلائے۔
مگر ابتو روس منحوس کے سر جا کر شیطان چڑہا۔ ابتو وہ خواہ مخواہ افغانیون
کو پچھاتا ہے۔
چونکہ یہ مضمون طویل ہی اور مین سمجھتا ہون تمکو بھی آجکل کام کی کثرت ہی
مین اس خط کو ناتمام چھوڑتا ہون۔ اس بحث کو دوسرے خط مین لکھکر ان
سب کے علاج بتاؤنگا۔ تم گھبرانا نہین۔ دیکھو اوسان نہ جانے پائین۔
گرنیول ایسے وقت مین کام کا آدمی ہی۔ ڈفرن کی مستعدی قابل صاد۔
زیادہ عمرت دراز باد۔

خط بنام مسٹر گلیڈاسٹن

نمبر ۲

مولوی گلیڈاسٹن صاحب ظوکمرہ۔ دعاے ہمت و جرأت۔
مین اپنے پہلے خط مین وعدہ کر چکا تہا کہ دوسرے ہفتے اپنے خیالات روشن
سے تم کو مستفیض کرونگا۔ تم سمجھو کہ پولیٹکل معاملات پر منحصر نہین۔ عموماً ہر کام مین
ایفاے وعدہ و راستی تقریر و تحریر فی زمانا جو ہر انسانی تصور کی جاتی ہی۔

لہذا زیادہ زحمت کش انتظار نہین رکھتا۔ اور مخاطب کرتا ہون۔

مین نے اپنا سلسلۂ سخن اوس دفعہ وسط ایشیا تک پہونچکر چھوڑا تھا۔ یہ وہ مقام ہی کہ جس نے بہتون کے جی چھوڑا دیے ہین۔ اس سے تم اپنی طرف کوئی اشارہ نہ سمجھنا۔ میرا دستور ہی کہ ہرکس وناکس سے سچے کی دل لگی نہین کرتا۔ کیونکہ اس سے انسان اپنے ہی دل مین خجل ہو جاتا ہے۔ اور مجھے سردست شخصی۔ قومی۔ ملکی۔ سب مصلحتون سے تم کو بددل کرنا منظور نہین۔ کیا وجہ ایک تو تم یونہین صورتًا سیرتًا بچھیا کے باوا تھے۔ اُسپر آجکل کی چکر گھنیون نے اور بھی کولھو کا بیل بنا دیا ہی۔ برداشتہ خاطر تو ہو ہی رہے ہو۔ اگر ووٹ آو کریڈٹ کی ٹہرائی تو یقینی قوم سے ہنسی خوشی رخصت ہو۔ ہوارڈن کیسل مین تیشے سے نجاری کرنا شروع کردوگے۔ دل لگی بازون کا کیا بگڑے گا۔ یہان کار سلطنت مین خلل کا اندیشہ ہے اور سب سے بڑھکر تو یہ سمجھ لو کہ آج تم نے استعفا ردا خل کیا اور کل روسی ہرات پر قابض۔ وہ لوگ بڑے قابو پرست اور بیباک موقع شناس ہین تم وقت گذر جانے کے بعد گدی کی طرف چوٹی ڈھونڈھتے ہو۔ وہ دو قدم آگے سے اوسکی پیشانی والے چار بال اس پھرتی اور چالاکی اور استواری سے پکڑتے ہین۔ جیسے ہمارے مسٹر ٹیپو کا ڈوریا اپنی نازک بدن زوجۂ محبوبہ کے جھومٹے۔ جب وہ شخص لزراہ غمزۂ وعشوہ کسی دن اوسکے واسطے کھانا نہین پکاتی۔

اچھا اب مصر سے چلو۔ واقعی اگر تم مین کچھہ انصاف وشرم وکانشنس ہے

پولیٹکل قربانی

اسمٰعیل (پاشا خدیو مصر) ع - راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تری رضا ہے

تو تمہارا دل ہی جانتا ہوگا کہ اس ذراسی پہنسی نے کیسا دل باندھا ہے
اور زمانۂ تہذیب میں کیا کیا سفاکیاں کرائی ہین۔ اسکی وجہ یہ ہی بعض دفعہ
پہنسی اپنی جسامت کی وجہ سے تو بہت خفیف سی ہوتی ہی۔ مگر موضع اور موقع
کے بدولت بڑے بڑے کاربنکل اور پہوڑون سے گوی سبقت لے جاتی ہے۔
مصر بجاے خود کچہہ نہ سہی۔ اوسکی سوزرائین یادرینی سلطان کچہہ تو اپنے ہاتہون
اور کچہہ خود غرض دغاباز دوستون کی بدولت چندان قابل خوف وخطر نہین
مگر یہ بہی معلوم رہے کہ تمہاری یورپین طاقتین سب مصر کے معاملات مین حصہ
بخرہ لگانے کو موجود ہین۔ وہان یورپ کی ناک پر بیٹھکر تم چاہو کہ کوئی ایشیا
کی سی کارروائی بے غل وغش کر جاؤ یہ محال ہی۔ دوسری بات یہ کہ ہمکو اپنے
زمانۂ طفولیت کا واقعہ یاد ہی۔ کہ ایک دفعہ ہمارے دوستون مین کنکوّا لڑتا تہا۔
تم جانو جہان کنکوا لڑتا ہی۔ کٹے کنکوے چٹانے یونہین ہاتہہ کی صفائی دکہانے
کو بازاری لونڈے لاڑی بہی اردگرد اپنی دمڑچی اور دہیلچی کنکیان بڑہاے
رہا کرتے ہین۔ ایک صاحب اس بلا کے جلدباز اور عجلت پسند تہے کہ جب تک دوسری
طرف چہیکے آپ اونہین کنکیون سے اولجہہ جائین۔ اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے۔
اچھے اچھے شدہو کنکوے اور نفیس مانجہا سب اسی مین صرف ہوگیا ہی۔ اور جب
اودہر کا سر یہ تڑتڑا یا تو حضرت ہاتہہ لگانے کی جگہہ ہاتہہ ملنے لگے۔
بس مصر کی کارروائی بہت کچہہ اس سے مشابہ ہی۔
ہان یہ سچ ہی کہ یہ ساری گل افشانیان تمہاری ہی جودت طبع کا نتیجہ نہین
یہ قضیہ بہی گذشتہ وزارت نے ترکہ چہوڑا ہی۔ اور تم بیچاری کے سر پڑا

لیکن یہ بہی تو سمجھ لو آخر قوم نے ایسی ہی ایسی خرابیون کی درستی کے واسطے تو تمکو قلمدان وزارت دلوایا۔ اور تم نے قبول کیا۔

علاوہ اسکے بہت سی بے عنوانیان تو خاص تمہارے ہی صدقے مین واقع ہوئین۔ بہلا جنرل گارڈن کو بہجکر تم خاموش ہو رہے۔ پہر اوس بیچارے کی خبر بہی نہ لی۔ آخر مروا ڈالا اس سے تمہاری کتنی بدنامی ہوئی اب بہی دیکھکر تو سر پیٹر لمسڈن وسط ایشیا مین جہلا رہے ہین۔ دیکہو جتنا تمہارا فرقہ کشت وخون سے محترز تہا اوسیقدر اب باعث ہوا ہی۔

خیر یہ تو داستان پارینہ ہے۔ اب مطلب کی یہ بات ہی کہ کرنا کیا چاہیے۔ خداوندکریم تم کو عقل اور ناصحان مشفق کی بات پر توجہ دے۔ تو سب کچہہ درست ہو جائے۔

اس امر کا تصفیہ کہ آیا مقصد مہم مصر حاصل ہوا کہ نہین تو میرے نزدیک کوئی نہین کرسکتا۔ اجی جب کوئی مقصد ہو تب تو دیکہا جائے۔ وہان سرے سی متزلزل اور مبہم کارروائی تہی۔ مقاصد بہی اوسیطرح پورے ہوتے رہے۔ پس اب انتظار ہی کس بات کا کرنا لازم آتا ہی۔ اب تم اپنی فوج ٹہکانے پہونچاؤ ٹرکی کو اول تو اس لائق نہ رکہا۔ دوسرے اگر کسی حکمت عملی سے چاہو گے کہ اسکی فوج وہان بہجوادو کہ وہ بہی حیران پریشان ہوتی پہرے۔ تو یہ سمجھ لو کہ تم وہی غلطی پہر کروگے جو اس فتنۂ عظیم کی بنا ہے۔

شائد تم اپنی بطی الفہمی سے اس بلیغ جملے کو فورًا نہ سمجہوگے۔ مگر مجھے سردست صراحۃ منظور نہین۔ مناسب ہوا پہر کبہی بتادونگا۔

اب رہی کوئی اور یورپ مین طاقت خانۂ خود مطلبی خراب۔ ابتو برابر والون
کے ساتھہ یہ حال ہے ؎

اسی خاطر تو قتلِ عاشقان سی منع کرتی تہ
اکیلے پہر رہے ہو یوسف بی کاروان ہو کر

ہان ایک اٹلی ہی۔ سو میرے نزدیک چہ خفتہ چہ بیدار۔ عقلا کے نزدیک کچہہ
نہ سہی۔ مگر حال مین فرانس نے تمکو زک فاش دی۔ فرانسیسی اخبار بند کروا کر
مصر سے معذرت کرانا داب شاہنشاہی کے خلاف تہا۔ مگر تم سی ہمکو اول روز
وزارت سے ایسی ہی امیدین تہین۔ وزارت سابق مین تم امریکہ والون سے
کہا بدے۔ جنیوا مین چند چلتے پُرزے جمع ہوئے اور تمہاری سلطنت کو
الباما کا تاوان دینا پڑا۔
وزارت حال پر آنے کے کچہہ روز پہلے تمنے سلطنت اسٹریا کو سخت سست
کہا تہا۔ منسٹری نصیب ہوتے پر تمہاری پہلی حرکت کا تاوان دینا پڑا۔

سالی کہ نکوست از بہارش پیداست

پس تمنے تو باربا شاسے معذرت کرالی تو کون نئی بات کی۔ جسنے اپنی
ٹوپی اوتار لی اوسکو اور کا کیا خیال۔
لیکن حال کی پیچیدگیون کو دیکہتے تمنے کمال حلم اور بردباری کی
اسپر میرا صاد ہے۔ مین اس کارروائی کا مخالف نہین۔ واقعی ایسا ہی
چاہیے تہا۔ کاش خدا تمہاری ایسی ہی موقع شناس عقل رکہے۔ جس دہن
اور ڈہرے پر ہو اُسی پر قائم رہو۔

خط بنام مسٹر گلیڈ اسٹن

نمبر ۳

مولوی گلیڈ اسٹن طولعمرہ - آجکل زمانہ ایسی جلد جلد کروٹین بدل رہا ہی اور تم بھی اُسکے ساتھ وہ قلابازیان کہا رہے ہو کہ معلوم نہین اس تحریر کے پہونچتے پہونچتے چمن دہر مین کون کون جدید گل کہلین - اور کون انکے شگوفے سر بلند کرین - اسی جہت سے میری دو دو باتین تم چٹ پٹ اور سن لو - اور اپنا راستہ پکڑو - باقی اتفاقات کا چکر تو کسی کے روکے رُک نہین سکتا - جو جس کام کے واسطے بنا ہی جب مہلت موقع پائیگا اپنی علت غائی پوری کریگا -

تم سمجھو - مہدی - عثمان دیغنا - زار روس - اور اوسکے ارکان سلطنت ارنیل جرنیل - علی خانوف - کمروف - بیوقوف جنکی بے ایمانی پر ذوقت آخر عالم اسباب مین جھگڑے فساد قتل غارت ہی کے واسطے آئے ہین - کہ میری آپ کی طرح علوم - فنون - حکمت - فلسفہ - تہذیب - ترقی کے واسطے جان کہپانے کو کوشش کرنے - یہ مانا کہ تم نے درگذر کرکے معاملہ مختصر کیا - مگر حرامزادے کی رسی دراز - سردست یہ سلسلہ ختم ہوتا معلوم نہین ہوتا - پس جو بات کرو زمانے کے موافق - مین نے پہلے خط مین سب تفصیل لکھدی ہی کہ اگر تم مصر کے جھگڑے کو یون چھوڑ بھاگے تو بڑی خطا کی - جنکا جنکا بھروسا تھا مین نے اونکی قلعی بہی کہولدی - پس اب سوا اسکے کوئی صورت ہی نہین باقی کہ مصر مین اگریسو پالیسی یعنی فتاحی کی حکمت عملی بالکل ترک کیجائے -

مهدی و عثمان دیغنا وغیرہ کی عداوت سینہ بے کینہ سے آزاد ہو۔ اب جسقدر قبض و تصرف مین ہی اُسپر ایک دفعہ آیۃ الکرسی پڑھکر پھونک دیجاوے۔ اور اوسی طرح اوسکی محافظت کی جاوے جیسے مرغی اپنی ساری جھول بیٹ کے نیچے چھپائے رہتی ہی۔ اگر حملہ کرو تو دفاعی۔ مقابلہ کرو حفاظتی۔ ساری بلا لینا اور ملک کو اس سے تتر بتر کرکے چھوڑ دینا یہ کس خدا نے بتایا اور کس ایمان نے سکھایا ہے۔ اب لازم ہی سب افواج دو مقام مناسب محفوظ پر جمع رکھو۔ کہ مصر والون کے کام بھی لاسکو اور سرحد ہندوستان کے جھگڑے مین بھی بلا سکو۔

اب رہا روس کا جھگڑا اوسکی کیفیت یہ ہی کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی کے ساتھ حسن عقیدت ہوا کرتا ہی۔ کسی کو اپنے کسی دوست سے ایسی امید ہوتی ہی کہ سراسر خلاف تر صد حرکات دیکھتا جاتا ہی مگر عقیدت نہین جاتی۔ کوئی بزرگوار اپنی زوجۂ مقدسی کی جانب سے وہ حسن ظن (زن نہین) رکھتے ہین کہ آیت حدیث غلط۔ ؎

علم جوروجی بہ از حکم خداست — انچہ جوروجی بفرماید درست

کسی کو کسی حکیم طبیب ڈاکٹر پر وہ اعتقاد ہوتا ہی کہ صریح حضرت قلم کار تیغ و سنان کر رہے۔ خدا گنج کی نو آبادی کو ہر روز ہزارون کا چالان بھیج رہے ہین مگر یہان مسیحا سے دوران حضرت ہی ہین۔ کسی کو کسی وکیل صاحب پر اطمینان ہی۔ کہ معاملہ فہمی سے اسقدر دور جیسے اعمیٰ بینائی سے مگر یہان ہمارے عالم کا قانون انھین کی نوک زبان پر ہی۔ بعض کو کسی شاعر کا عقیدہ ہو جاتا ہی۔

کہ ساری دنیا مہمل گوئی پر ملامت کناں ہی مگر آپ کو وہی کلام مرغوب و مطبوع - پس اسی طرح سمجھ لو تمکو بھی روس کے ساتھ حسن عقیدت ہی - تمہارا دل و دماغ اتنا وسیع ہی نہیں کہ روس کی چالاکیوں اور فریب کے دفتر کا ایک حرف بھی اوسمین سما سکے - تم بیچارے اوسکے فتنہ و فساد کا ادراک ہی نہین کر سکتے - تم مین فربودیت کا وہ جوش ہی کہ تم جان نہین سکتے - آن سلطنت - صولت و شوکت شہنشاہی - شکوہ و شان قیصری کیا ہی پھر اوسکی کمی بیشی کا اندازہ تمکو کیا خاک پتہ مل سکتا ہی -

الغرض اس حسن عقیدت نے تمکو تگنی کا ناچ نچار کھا ہی - علاوہ اسکے دو حماقتیں تمہاری قوم سے ایسی ہوئی ہین کہ مدت تک اونکا اثر بد تمکو سہنا پڑیگا اول تو مختلف تعصبات مذہبی - قابو پرستی - تنگ نظری کی بدولت تمہاری دونون پارٹیون نے سلطنت ٹرکی کو ایسا ضعیف اور نحیف کر دیا کہ روس کے ساتھ کلہ بکلہ لڑنے والا کوئی نہین رہا - یونان کی بادشاہت نئے سرے سے قائم ہوگئی - کریسنڈم مین اسلامی سلطنت خلل انداز تھی وہ قوت مین کم ہوئی - مگر یہ بھی سمجھ لو تم نے ایک دوست کے ساتھ گھاٹ کے وقت پر کنائی کاٹی - سلطنت و شہنشاہی کے خلاف کیا - یہ تمہاری کوتہ فہمی ہے کہ دنیا کی بادشاہت کو مذہبی سلطنت سمجھتے ہو - اگر مذہب کو بادشاہت مین ایسا دخل ہوتا تو سارے پیغمبر اور اولیا رشی اور منی بادشاہت ہی کرتے تمنے ایک طرف مذہبی تعصبات پر قہقہہ اوڑایا اور دوسری طرف مذہبی عناد و عداوت کو ہادی بنایا - حال کی جنگ روم و روس مین اگرچہ کنسرویٹو پارٹی برسر حکومت تھی - اور نیز امر فرو گذاشت

ہوا اوسکا عذاب ثواب اوسکی گردن پر۔ مگر انصافاً کہو کہ تم اوس پالیسی مین کیسے شریک غالب رہے۔ جہوٹ یا سچ جو کچھہ وہ کرنے والے تھے تمنے ہفتہ ہفتہ بہر مین دو دو ولیسے چوڑے رسالے شایع کرکے اونکو بازر کہا۔ بلگیریا کے مظالم رنگنے کو تو آپکا قلم خونین رقم روان دوان تہا۔ مگر اب فرمائیے بارہ سو افغان سرحد پر کٹ گیا۔ آپکی کمیشن کی توہین ہوئی۔ اوسکے ساتہہ کے لوگ بے رحمی فصل سے کہیت رہے۔ جاڑے پالے کے مارے ٹہنڈے ٹہنڈے ملک عدم کا راستہ ناپنے لگے۔ مصر اور سوڈان اور خرطوم مین انسانون کی قربانی کرڈالی اوسپر جودت طبع صرف نہین ہوتی۔ ؎

بس گرسنہ خفت وکس ندنست کہ کیست ۔۔۔ بس جان بلب آمد کہ بر وکس نگریست

المختصر روس کو غلبہ نصیب ہوا۔ پہر اسکا نتیجہ کہلا ہی رکہا ہی کہ وسط ایشیا مین کارروائی کرنے کو اب سلطان کو اپنی طرف ملاؤ تو کیا اور جدا رکہو تو کیا۔ اب تو روس ذرا ذراسی بات پر اونکو دہمکا کر اپنی طرف سازش پر مجبور کر سکتا ہی۔ بہت رعایت کی نیوٹرل رہنے دیا۔ اس حماقت کا خمیازہ تمہاری حیات مین کیا بعد ممات تک انگلستان کو بہگتنا پڑیگا۔ تمہاری قوم جسقدر ٹرکی سے مغائرت کرتی جائیگی۔ اوسیقدر غرور لایعنی اور تبختر فضول کی تمہرے اوٹہائیگی۔

دوسری خطا یہ ہوئی کہ جب معلوم تہا کہ افغانستان پر ہم قبضہ نہین رکھہ سکتے ہ اوسمین آمدنی نہ منافعہ۔ قوم پرورش پا سکتی ہی نہ تجارت چل سکتی ہی تو پہر شیر علی خان سے لڑنا۔ اور کابل قندہار فتح کرنا سراسر فضول تہا۔ اسمین اتنی بات ہوئی کہ تم شریک نہ تھے۔ لیکن اول منزل پہونچانے کی خدمت

تمہارے ہی سر پڑی - اوسمین تم نے اپنی حماقت صرف کی یعنی ساری کارروائی کالعدم کردی - حالانکہ قندہار پر قبضہ رکھنا لازم تھا - خیر جو ہونا تھا ہوگیا - اب روس نے قدم بڑہایا - اور تمہارے کمیشن کی سخت توہین کی - مین اس جگہہ اس سے بحث نہ کرونگا کہ تم سے اس بارے مین کیا عقلمندیان ہوئین - مگر اسقدر ضرور کہونگا کہ جو چال تم چلے وہ بری چلے - اگر کوئی اچھی سوچی بھی تو انجام بخوش اسلوبی نہوسکا - کمیشن سرحدی کی تجویز ایسی معقول تھی کہ باید وشاید - مگر وہی دم کی کسر رہ گئی - جسکا اعادہ فضول ہی -

اب بعد قبضۂ پنجدیہ و مرد چاک و چراہی بصرہ جو ثالثی کا معاملہ ٹھرا ہے - اسکی نسبت بھی کچھہ نہ کہونگا - جو ہونا تھا ہوگیا - تمنے میرے اشارات پر عمل نہ کیا - تمہاری قوم اور تمہارا خدا اپنے سمجھہ لیگا - اب واقعی انگریزی عظمت وحشیون کی نظر مین کم کرادی - سر پیٹر لمسڈن سا افسر کمیشن روس کے چالاک اور چلتے پرزے کمروف علی خانوف کے مقابلے مین دوسرا خدا نے پیدا ہی نہین کیا - اب ــ

قرنہا باید کہ تا یک لمسڈن از لطف طبع صاحب غیرت شود یا زیرک ڈپلومٹسٹ

سر بمعنی صاحب نہین بلکہ یہی سر جو آجکل مصر کے مخروطی منارون اور وسط ایشیا کے لق ودق میدانون مین ہم آپ ٹکرا رہے ہین - اور پیٹر معنے پیٹنے والا (دار علامت فاعل) لمس معنی چھونا - ڈن یا دن آواز توپ بندوق پس مطلب یہ کہ ایسا سر پیٹنے والا کہ لمس کرنے سے دن سے چھوٹ جاتا ہی - آدمی کا ہے کو چاندی کی بارود ہے - خشکی کا تار پیڈ وہی - مگر افسوس تمہاری

کابلی سے روس نے اوسکو محض آتشبازی بنایا۔کمیشن سمیت بیچارہ چھنک کر رہگیا۔اوراب اگرچھوٹابھی توکمیشن سے مستعفی ہوکر۔بم کے گولے کی طرح سیدہا اپنے گھرکی طرف راہی ہوا۔اب اس سگھڑ بھلائی کو تہ کرر کہئے اور سارے کمیشن کو بلا بھیجیے۔لندن ہو یاڈنمارک بطور خود کارروائی کیجیے۔اسکے بعد جب قضئیہ زمین برسرزمین فیصل کرنے کی نوبت آئے تواپنا کمیشن سینٹ پطرس برگ سے بمعیت کمیشن روس بھیجیے۔کیونکہ پولیٹکل معاملات۔ایک طرف۔یون بہی دوشخص جب کسی جگہ اس طرح ملنے کا بندوبست کرتے ہین کہ ایک طرف سے ایک دوسری طرف سے دوسرا چلکر مقام پر پہونچے تو وقت سے خالی نہین ہوتا۔

اب رہی شاہ ڈنمارک کی ثالثی۔یہ سچ ہے کہ ثالث صاحب کی ایک بیٹی زار روس کو ایک پرنس آف ویلیس کو بیاہی ہین۔دونون سلطنتون سے قرابت قریبہ ہی۔مگر تم اسقدر ضرور سمجھلو کہ گو وہ بادشاہ اعزاز مین قدیم ہی۔مگر بادشاہت اور ملک گیری سے بالخلقت محروم ہی۔ (ایسے بادشاہ کے واسطے تمہارا سا وزیر بہت مناسب تہا۔) اوسنے اپنا ہی ملک جہیزون وغیرہ مین دے دلاکر مختصر کرر کہا ہی۔وہ ملک گیری اور ملک دہی کی لذت سے بالکل ناواقف۔) اسکے علاوہ مین پوچھتا ہون اوسکی نظرون مین روس اور انگلستان بوجہ قرابت کیون برابر ہونے لگے۔ہان تم کسی جدید منطق سے ثابت کردو کہ جس طرح شہنشاہ روس کو ایک بیٹی بیاہی ہی۔اوسی طرح ہماری قیصر ہند ملکہ معظمہ کو دوسری۔تو البتہ مین بہی برابر سمجھون۔ورنہ بادشاہون مین ایسی باتون کو مانین تو زار روس ہی کیون انگریزون کو ستائین۔

تمہاری کارروائیون سے معلوم ہوتا ہی کہ روس جس حصۂ ملک پر قابض ہوگیا ہی۔ وہ برضامندی امیر کابل اوسی کے سر رہیگا۔ آیندہ کا وعدہ لے لیا جائیگا۔ مجھے افسوس ہی کہ تم فضولیات مین مبتلا ہوکر مقصد اصلی کو اس طرح سٹ سے نکلجانے دیتے ہو۔ جیسے چوہے دان سے چوہا یا ہاتھ سے زندہ مچھلی۔ ایسر تو وہ ویران حصۂ ملک جو بقبضۂ روس آیا ۳۰ مارچ کو بیع کر چکے۔ اور تم سے دام ہی راولپنڈی مین وصول کر چکے۔ اونکو پرواہی کیا۔ تم نے جس مصلحت سے افغانستان کو وظیفے دیے۔ تحفے نذر کیے اوسکا خیال تو تمکو لازم ہی۔ اگر روس کو بڑہنے دیتے ہو تو خیر جلال آباد۔ قطع۔ پشاور۔ ڈیرہ جات پر توپ جاکر منتظر روس بیٹھو۔ پھر امیر کی اعانت کی ضرورت۔ نہ وظیفون کی حاجت۔ اور اگر ہمسائگی روس نہین چاہتے تو ایک چپہ زمین نہ لینے دو۔ یا ہرات جسپر وہ کوئی دن آیا ہی چاہتا ہی روس کی سرحد ہو۔ اور قندہار پر خود قبضہ کرو۔ جی چاہے دام دو تو نکے اپنی خزانے سے دینا۔ روس بیچارہ مفلس ہی سمجھ لینا ڈچس اڈنبرا کی مہر مین رقم مجرا ہوئی۔ اگرچہ جانتا ہون تم میری باتونکو کم سمجھتے ہو۔ مگر اتنا پھر بتاؤنگا کہ یہ سامان طیاری افواج جاری رکھو۔ اسکی بدولت پارلیمنٹ روپیہ دیگی۔ روس دبیگا۔ افاغنہ تالیان اور تغلین نہ بجائینگے۔ وحشی اقوام عبرت کی نظر سے دیکھین گے۔

چونکہ یہ اخیر خط تہا کسیقدر طویل ہوگیا۔ اب مجھے اور شاگردونکو تعلیم دینا ہی۔ تمکو چندے کوئی خط نہ لکھونگا۔

مگر اینکہ ان اہم معاملات کے علاوہ اور جو چھوٹے چھوٹے خرخشے ہین وہ بی لیدرستی کے ساتھ خود درست ہوجائینگے

کھلے خطوط اور سربند مضامین

نمبر ۴

بنام ملکہ وکٹوریا قیصر ھند

ملکۂ سکندر حشم دامت ظلہا۔ اگرچہ تمہارے ملک و حشم کے آئین و قوائین ملکداری رفتہ رفتہ ایسے ڈہرے پر آرہے ہین کہ حاکم وقت کو انتظام مہام مین خودسری و خودرائی کے مُنہ زور رہوا پر سواری کی نوبت نہین آتی۔ اور محض زمانہ کی ہوا۔ قوم کی نبض دیکھکر اپنی رفتار مطابق کرلینا ہوتی ہی سلطنت ایک ٹرین ہی جسکا انجن پارلیمنٹ چند چلتے پرزون کی قوت اور کام سے واقف ہوکر مباحث ملکی کی سردی گرمی سے رائون کی سلنڈر کی رفتار پر نظر رکھنا اور ٹرین چلانا صرف کاریست کہ فراست حاکم میخواہد۔ اور باقی دنیا کے سارے بکھیڑے جنجھٹ پارلیمنٹ کے سر اور وزرا کے حوالے۔ مگر پھر بھی بندۂ بشر گہوارۂ عالم کے نشیب و فراز زمانے کی سردی گرمی دماغ پر تو کچھہ نہ کچھہ اثر ضرور پیدا کرتی ہی چونکہ میرے علم و یقین مین تم بھی انسان اشرف البنیان ہو۔ لہذا تمکو بھی ایسے خرخشون سے معرا و مبرا نہین پاتا۔ اور ضرورت دیکھتا ہون کہ بعد تعلیم و تلقین گلیڈاسٹن چند کلمات تمہارے گوش حق نیوش تک پہونچا دون۔ آجکل معاملات کا قوام بہت کچھہ بگڑا معلوم ہوتا ہی۔ اگر فعالۂ اولوالعزمی کی چاشنی اندازۂ اعتدال سے بڑھکر حلاوت ملکداری مین زیادہ ترشی دکھائی تو چندان ناگوار نہین گذرتا۔ کیا وجہ کہ وہ تو ایک باطنی بنگ ہی جو کاسۂ دماغ مین گھُٹ گھٹ کر اثر پیدا کرتی اور موجین دکھاتی ہی۔ مگر صلح اور امن کی حالت

منفعلہ کا شربت بزوری معتدل ادنی سی کمی بیشی مین بگڑ جاتا اور خدا جانے کیسی اولٹی پلٹی تاثیرات پیدا کرتا ہی۔ جب کوئی فعل درجۂ لازمی سی گذر کر متعدی ہو جاتا ہی تو ایک شخص کی ذات تک محدود نہین رہتا۔ ممکن ہی کہ بہت سے امور کا وقوع ایک کو ناپسند ہو۔ مگر ضرور نہین کہ دوسرا بہی اوسیقدر کراہت کرے۔ پس انسان لامحالہ چارناچار طوعاً و کرہاً بہت سے افعال اسی وجہ سے کرتا ہے۔ تم بہی اس قاعدۂ کلیہ سے مستثنیٰ نہین ہو۔ سب سے اہم اور ضروری کام عموماً حاکمون اور خصوصاً تمہارے واسطے زمانے اور قوم کی رفتار پر نظر رکھنا ہے۔

زمانے کا چلن آجکل پر کیا منحصر ہے ہمیشہ آگے کی جانب رہا ہی۔ چُستی اور سُستی عارضی امور ہین مگر میل ورجحان اسی جانب ہے

قدم وقت بیشتر باشد

گاہے ماہے وقفہ یا کمث زیادہ تیزی اور سرعت کے ساتھ روان ہونے کو ہوا کرتا ہی۔ جیسے آندہی آنے کے پہلے ہوا مین سکون کی سی کیفیت ہو جاتی ہی اوسی طرح جب عالم اسباب مین تولید واقعات کمی پر ہو تو سمجھنا چاہیے کہ مادرگیتی اس دفعہ بڑے بڑے گہن گرج جہول نکالنے والی ہی۔ عقلمند اور انجام بین ہر وقت چوکنا اور ہر کام کے واسطے مستعد رہا کرتے ہین۔ تم بہی ایسی ہی ہو۔ مگر اتنی کسر ہی کہ تمہاری قوم کثرت کامیابی اور فرط سامان سے اسقدر مغرور اور متکبر ہو گئی ہی کہ اب بلا خوض و فکر اور داہنے بائین دیکہے دوسرون کے مقابلے مین اپنی ہر چیز کو اعلی اور افضل سمجہتی ہی۔ اس سی علاوہ

دیگر نتائج کے یہ نقصان ہوتا ہی کہ وقت پر چند ایسے امور ناپسندیدہ و نامطبوع سے سامنا ہو جاتا ہی کہ جنسے طبیعت میل کہاتی ہی۔ نہ گوارا کر سکتی ہے۔

عالی ہمتی اور بلند خیالی اور کارہاے سترگ کرنے کے واسطے خفیف سی لاپروائی اور بلند نظری وہی خدمت انجام دیتی ہی جو راہگیر کو لاٹھی یا چھڑی۔

مگر کون کہہ سکتا ہی کہ بہرام گہاٹ کے پورے لٹھے کی لاٹھی موجب زحمت نہوگی۔

ترقی ہو یا تنزل دراصل دونون ایک اور ایک ہی دو ہین۔ صرف نام کا فرق ہی۔ گیند کو دیکھو اور بتاؤ وہمین سے کس مقام کو اونچا اور کسکو نیچا کہہ سکتے ہو۔ اسی طرح زمانے کو چکر یا دائرہ یا چرخ جو چاہو کہو۔ دنیا کی ساتھہ رواں دواں ہی۔ یہ محض ہماری فہم ہی کہ مختلف نام پیدا کرتی ہی۔

حیات وممات صحت وعارضہ ترقی و تنزل چولی دامن کا ساتھہ رکہتے ہین۔ تمہاری قوم تہذیب اور ترقی کے درجے کو طے کر چکی اب اوسکو سنبہلنا چاہیے۔ اور بہت پہونک پہونک قدم رکہنا لازم ہی۔ سارا یورپ اپنے واسطے ایک طوفان عظیم بنا رہا ہے۔ تمہارا ملک اس سے قبل کسیقدر فصل اور مغائرت کے باعث بہت سی آفات مین شریک یورپ نہو سکا۔ اب عنایت خدا سی تمہاری وہ سلطنت ہی جسپر آفتاب غروب ہی نہین ہوتا۔ اب ہر جگہ کی سرد و گرم ہوا کچہہ نہ کچہہ اثر ضرور پیدا کریگی۔ اگر تمہاری قوم عقیل ہی تو اُسکو لازم ہی کہ

اگر خواہی سلامت برکنار است

پر عمل کرکے پھونک پھونک قدم رکھے۔

لبرل فرقہ باعتبار پولیٹیکل مباحث بے شک مجھو پسند ہی۔ مگر اعتدال کی دم ضروری۔ افعال لازمی اسکے بہت اچھے ہوتے ہین متعدی ہین بوجہ تکبر و غرور قومی۔ اور لاپروائی کسبی۔ و دیگر اسباب خفیف و عظیم معاملہ دگرگون ہو جاتا ہے۔

ایک اور امر جو تمہاری توجہ خاص کا محتاج ہی یہ ہی کہ یورپ کے ساتھون ساتھ تمہارے انگلستان مین مذہب کے خیالی باغ و بوستان کے ہری بھری سبز و شاداب تناور درخت سموم علم نظری و ظاہری کی جھونکون سی جڑسی اکھڑ اکھڑ کر گر رہے ہین۔ صرف تھوڑے سے لنڈ منڈ تنے اپنی سخت جانی سے بچ رہی۔ سو وہ بھی امروز فردا مین کوچ کرتے نظر آتے ہین۔ اور یہ ظاہر ہی کہ کوئی قوم ظاہری صوری و معنوی طور سی خودسر و آزاد ہوکر بادشاہی کو اچھی نظر سی نہین دیکھ سکتی۔ جس نے حاکم حقیقی کی اطاعت کا بوجھ سر سے پھینکدیا وہ حاکم مجازی کو پہلی سلام کر چکا۔ مذہب اب صرف ظاہری مراسم اور آرائش اور زیبائش کیواسطے رہگیا ہی۔ اوسکے اصلی تقدس و تسکین سے مدت ہوئی کہ ناآشنائی ہو چکی ہی۔ اگر کچھ ہی تو تقدس کی جگہ وضعداری۔

غلطی اور نیچرل رفتار زمانہ کسی کے روکے نہین رک سکتی۔ آگ پانی اور ہوا کسی کی تدبیر سے اپنی قوت ترک نہین کر سکتے۔ مگر انکی قوتون سے کار مفید لینا آجکل کے حکما اور عقلا کا کام ہے۔

المختصر اسی طرح اور بھی چند امور ہین جنکو دوسرے خط مین لکھونگا۔ اب تم جاؤ زار روس کو خط بھیجو۔ مین بھی کائنات کی سیر کو جاتا ہون۔

کھُلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۵

ملکۂ سکندر حشم دامت ظلہا۔ مین نے اپنے پہلے خط مین دوسرے کا وعدہ کیا تہا۔ اسی جہت سے اگرچہ مجھے سارے دنیا کے بکھیڑون اور تمکو اپنی پارلیمنٹ کے جھگڑون وزرا کی استعفا سے مہلت کم ہی۔ مگر ایفاے وعدہ کرتا ہون۔

سب سے پہلے پیش پا افتادہ مضمون وزارت کا ہی۔ جو کچھ ہوا اور تم نے اور گلیڈ اسٹن نے کیا وہ تو ہوچکا اوسکا ذکر نہین کیا وجہ کہ میری عادت ہے معاملات گذشتہ کہ بجز مورخانہ تجربہ کے اور کسی لائق نہین سمجتا۔ تم نے سالسبری کو وزارت دی۔ اچھا کیا نہ برا۔ آخر تم بیچاری کرتی ہین کیا۔ کنسرویٹیو فرقہ اب ایسا بے سر اور بے ٹکا ہو رہا ہی کہ کوئی ٹھکانا نہین بس ہیلی ند ہون مین کانے راجا تھے۔ اب نظر تعمق سے ملاحظہ کیجیے تو ایسے فرقے کا کمزور ہوتا جانا جو قدیم باتون کا (جن مین شخصی سلطنت بہی شامل ہی) حامی ہو پادشاہون کی ذات کی واسطے فال نیک نہین۔

لارڈ رنڈالف چرچل جو بدقسمتی ہندوستان سے وزیر ہند ہوئے ہین۔ بجاے خود تیز آدمی ہین۔ مگر کمسنی اور درشت گوئی اور بدزبانی مانع ترقی ہی۔

معاملات ہندوستان تمہاری خاص توجہ کے محتاج ہین اور میری راے مین تم ہی اوسکی۔ آجتک تمہارے ملک اور پارلیمنٹ مین جسقدر توجہ ہوئی ہی وہ بالکل ناکافی ہی۔ اور لاپروائی سے مملو۔ یہ سمجھ لو کہ آزادگی

اور شوریدگی قوم کے دست برد سے اعزاز قیصری محفوظ رکھنے کا صندوقچہ ہندوستان ہی ہی۔ اگر تنکا ہوا کا رخ بتاتا ہی تو ایک شہزادے کی تنخواہ کے بارے مین قوم کی خست بہت کچہہ سُجہاتی ہی۔ یہ اسی ہندوستان کے جگرے مین جو بادشاہون کا تقدس تک چاہتا ہی۔

بہلا کچہہ تو ہی کہ ہر اولوالعزم کو جہان زمانے نے کسی قدر بہی وسعت دی اوسنے اسی طرف کو رُخ کیا۔ ظاہر مین اگرچہ مین یہان کا باشندہ نہین۔ مگر در اصل مین ساری دنیا کا رہنے والا ہون۔ ازل سے اس ملک کی خوبیان مجہپر اسطرح روشن ہین جیسے بادشاہون مین آجکل زار روس۔ سکندر نے میرے ہی مشورے پر کاربند ہو کر ادہر کا قصد کیا تہا۔ مگر افسوس اوسکی فوج نے وہی ارادے ایک دوسرے عنوان سے برتے جسکے جام سے تمہاری قوم آجکل بدمست ہی۔ اور آخر اوسکا نتیجہ جو ہوا اوس سے میرا یا سکندر ہی کا دل آگاہ ہی۔ اور تہا۔ جب تک ہندوستان انگلستان کا ضمیمہ و دُم چہلا بنا رہیگا پارلیمنٹ انگلستان مین اس کا گیند دہڑکا ہوگا۔ وہان کا ادنیٰ سے ادنیٰ گورا ہندوستان مین دیوتا بنکر جہاز سے اوتریگا۔ تب تک ہندوستان ہندوستان نہوگا۔ لاکہہ روپیہ کی بات تمکو یہ یاد رکہنا چاہیے کہ ہر شے کی خوبی ذاتی اُسی وقت تک قائم رہ سکتی ہی جب تک اوسکی ذات مین فرق نہ آئے۔ آم تب ہی تک آم ہی جب تک املی نہین بنایا گیا ہی۔ پس اسی طرح ہندوستان اوسی وقت تک ہندوستان ہی۔ جب تک ہندوستان کی ذات مین خلل نہین آیا۔

تہذیب اور ترقی صدق اور راستی کے جانی دشمن ہین مگر کیسے جیسے مار آستین۔ حکما کہتے ہین کہ نیکی کو کسی طمع سے عمل مین لانا نیکی نہین۔ اور اسی کو ایشیائی شاعر یون کہ گیا ہے ؎

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہی حورون پہ مر رہا ہے یہ ....ست ہی

اصلی نیکی وہ ہی جو از خود بلا ارادہ سرزد ہو۔ پس مہذب دوستی ہرگز طمع اور نمایش کی آلایش سے پاک نہین ہوتی۔ تم مہذبون کے جو لمبے چوڑے عہدنامے اقرارنامے۔ اسٹامپ۔ رجسٹری سے اپنے وعدے کو آراستہ و پیراستہ کرتے ہو بجنسہ اوس ہندوستانی سبزہ رنگ۔ ملیح دلربا معشوق کی طرح ہو جو انگریزی صابون سے عارض باصفا کو دہو کر آنکھون کے پپوٹے سیاہ کر ڈالتی ہے۔

پس نتیجۂ سخن یہ ہی کہ آجکل کسی کی دوستی اور عہد پر اعتماد نہ کرو عہدنامے چاک کرنے اور اقرار توڑنے دوستی دشمنی کرنے کے واسطے ہوتی ہی۔ انگریزی مثل ٹرسٹ ان گاڈ اینڈ کیپ یور پوڈر ڈرائی۔ (خدا پر بہروسا کر اور بارود خشک رکھو۔) پر عمل کرو اور دیکھو جنگ گاہ عالم مین کیا تماشا ہوتا ہے۔

جس انسان مین اخلاط متضادہ جمع ہین ممکن نہین کہ ایک کم اور دوسرا زیادہ نہو۔ یہی حال سلاطین کے جبروت وسطوت کا ہی۔ گلیڈ اسٹن اور آرام طلب قوم نے خون صالح اور طاقت اہلی بہت کچھ فضول فصدون اور مسہلون مین نکال ڈالی ہی۔

مثل مشہور ہی آپ کاج مہا کاج۔ تمہاری قوم بڑی خودغرض اور

خود مطلب تمسے تو چاہتی ہی کہ خدمت لی۔ مگر تمہاری خدمت پر چون و چرا کرتی ہی
پس ایک نصیحت آخری تمکو کرتا ہون۔ اگر اوسپر عمل کیا تمہارا ہی فائدہ ہوگا۔
ورنہ گلیڈ اسٹن کی طرح اس کان سے سن اوس کان سے اوڑا دیا
تو تم جانو تمہارا کام جانے۔ اپنے تاج کے نہایت درخشان اور تابان
جواہر کو پہلے اس ترکیب سے جدا کرو کہ نہ تو اوس فرنگی کی طرح اوسکو صدمہ
پہونچاؤ جسنے اورنگ زیب سی دوستی کے واسطے لیا۔ اور کاٹ چھانٹ کر
ستیاناس کیا۔ اور نہ اپنی تاج کو بدنما بناؤ۔ اوسکے بعد ایک جداگانہ تاج بنوا اور
اوسمین وہ جواہر لگا کر کسی اپنی اولاد کے سر رکھو۔ ہم خوش ہمارا خدا خوش
الکنایۃ ابلغ من التصریح۔

کھلے خط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱

بنام مہراجہ کشمیر

مہراجہ صاحب۔ آجکل طویلۂ عالم مین وہ لیتیا ہی۔ عرصۂ کائنات مین وہ
سم چخ ہی کہ ہر متنفس محتاج پند و اندرز نظر آتا ہی۔ مگر تم جانو میری نگاہ بلند تو
ازل سے آج تک کبھی نیچی پڑی ہی نہین۔ اور خاصکر جب محل اور موقع دیکھا ہی۔
اپنے مذہب مین آئی پر چوکنا حماقت اور گناہ دونون خیال کیا ہی۔ اسواسطے
آج تمہین سے لگا لگاتا ہون۔ تمہاری اہلیت اور معقولیت جو تم مین حد سے
زیادہ ہی۔ شائد پھڑک مٹا کر اس بوڑھے خرانٹ کی دو باتین سننے دے۔
یہ تم اچھی طرح سمجھ لو کہ ایسے باپونکا مرنا جو اولاد کو دولت ثروت۔ ریاست۔

سلطنت چھوڑ جانے والے ہون دنیا مین چندان رنج وتاسف نہین پیدا کرتا۔
بعض جگہہ تو ادہر مرنے والے باپ کی نعش پڑی ہوتی تہی۔ اور ادہر صاحبزادہٗ
بلند اقبال جشن تخت نشینی مناتے ہوتے تھے۔ ایک جلد باز جلے تن نے بوڑھے
باپ کو اسی بات پر مار ڈالا کہ تم تو مروگے نہین۔ ہم بوڑھے ہوئے جاتے ہین
لطف ریاست کب اوٹہائین گے۔ پس اب نہ تو میری صلاح ہی۔ اور نہ غالباً تمہارا
دل باپ کا غم منانے کو چاہتا ہوگا۔ مضیٰ مامضیٰ۔ اب ریاست کا جھگڑا۔
ملکداری کا بکھیڑا تمہارے لیے کیا کم ہی۔

تمنے جو کچھہ گدی پر بیٹھتے ہی رفاہ وفلاح کے احکام جاری کیے۔ اوس سے
نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ مدت کے سوچے ہوئے ہین۔ بلکہ اسکا بھی پتا چلتا ہی
کہ آجکل کی مصلحت کے موافق بیہودہ دستور اور لایعنی تکلیف وہ مراسم کی قدر
اوسیقدر تمہارے ذہن مین ہی جتنی ہونا چاہیے۔ بات تو اچھی ہی بشرطیکہ
تمہارے دماغ سے نکلی ہو۔

تمہارا ملک دستکاری۔ نفاست میوہ جات۔ لطافت موسم۔ خوبی
آب وہوا مین ضرب المثل۔ مگر ساتھی اوسکے بدانتظامی و بدحالی مین شہرۂ آفاق
ہی۔ تمہارے خوشامدیون نے اگر انگریزی یا اور ہندوستانی عملداری کی نظرین
بیش کرکے نیچی آنکھہ اوپر اوٹھوادی۔ عرق خجالت رومال خوشامد سے پونچھدیا۔
تو اس سے نہ شالبافون نے گاڑہی کمائی کا پورا اجورہ پایا۔ نہ مفلوک اور
کنگال مسلمان خوش ہوئے۔

آجکل کی تہذیب کی کنجی یہ مثل ہی۔

ہاتھہ پانٔون بچائے   اور موذی کو ڑغائے

جب تک اسیر عمل ہی مزے سے ڈل مین عیش مناؤ۔ گلرغ مین جشن اوڑاؤ۔
کس بنے پرسد کہ بھیا کون ہو۔ سرحد کا جھگڑا کچھہ تمھین کو بیم ورجا مین نہین رکھتا
سارے ہندوستان اور انگلستان۔ اور افغانستان مین بکر کودمچاتا پھرتا ہی۔
ہندؤن مین سانڈ چھوڑ دیتے ہین۔ وہ جانتے ہو کسقدر ظلم کرتا پھرتا ہی۔
بازار مین جدھر رخ کیا دوکاندار کی جان اگاڑی پچھاڑی تڑا کر نو دو گیارہ
ہو گئی۔ پس اسی طرح سمجھہ لو علۃ العلل نے روس کو بھی سانڈ دیا ہی۔ اسکے علاوہ
نوش مین گزند نیش۔ گلستان شادی مین خار غم۔ شیرینی اُلفت مین
چاشنی شکایت۔ بہار حیات مین خزان موت۔ رنگ مین بھنگ۔ کلیل
مین غلیل نہو تو لطف کیا آئے۔ قدر منزلت کیا معلوم ہو۔ قدر عافیت کسی
داند کہ بہ مصیبتی گرفتار آید۔ صاحب توبۃ النصوح کا قول ہی۔ اگر مرنا نہوتا تو لوگ
درختون سے گر کر۔ کنؤون مین پھاند کر جان دیتے۔ سرکس مین محض تماشائیون
کی توجہ مین تحریک پیدا کرنے کے واسطے سہواً وعمداً گھوڑون پر سے گر گر
پڑتے۔ اور دوڑتے ہی مین اوچک جاتے ہین۔ یہ سب کیا ہی۔ بندہی ملکی
وضعداری۔ سلامت روی کی چالون مین چہل پہل پیدا کرنا ہی۔ تاکہ دلچسپی
ہاتھہ سے جانے نپائے۔ روس اودہر سے آئیگا نہ آئیگا۔ مگر تم یہ سمجھہ لو۔ ٹیلے کا ڈر
شیر کا پتا پانی کرتا ہے۔ علاوہ اسکے ناؤ مین خاک اوڑانے۔ یا پانی گندہ کر
بہانہ تو بآسانی مل سکتا ہی۔

آجکل رزیڈنٹ کا تقرر بہتون کو چکر مین ڈالے ہی۔ تمھاری جو حالت تھی

وہ کم ہی۔ برمحل کارروائی کرنے والے توگہات کے منتظر ہی رہتے ہین۔
والیان ملک کچھہ آئے دن تو مرتے ہی نہین۔ غالبًا کو باگرم ہی پیٹا جائے۔
مگر تم کو مین ایک گر بتائے دیتا ہون۔ تم سب کرنا مگر اوسان نہ کہونا۔ قیام
رزیڈنٹ منظور کرنا مگر سمجھ کے۔

جو حماقت عقل سے نادانی جان بوجھکر ہو وہ حماقت ونادانی نہین ہے

من نگویم کہ این مکن آن کن   مصلحت بین وکار آسان کن

اب مین تم سے رخصت ہوتا۔ اور تم کو انگریزون کے سپرد کرتا ہون۔ چند نکتے
مین نے بتا دیے ہین۔ اور باقی مفصل مشورے تمہاری ابا جان کو اودہ پنچ
نے سالہا سال دیے ہین۔ اگر اونپر غور اور عمل کروگے لطف اوٹھاؤگے۔
ورنہ ما بخیر شما بسلامت ع

بر رسولان بلاغ باشد وبس

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۲

بنام حضور نظام دکن

ڈیر۔ یہ تو مجھے معلوم ہی آپ نے اورون کے نام خط دیکھکر کسیقدر رشک
کہایا ہوگا۔ مگر تم جانو یہ پرانا خرانٹ ناصح بہت کچھہ دنیا دیکھے ہوئے ضرورتون
اور حاجتون کو خوب پہچانتا ہی جیسی مصلحت وقت دیکھتا ہی کارروائی کرتا ہی
یہ سچ ہی کہ تمکو میرے نصائح کی سخت حاجت اور بے انتہا ضرورت ہی اور آج
سے نہین جب سے تمہارے وزیر باتدبیر سر سالار جنگ اس جہان سے سدہارے

اور بقول بازاری عوام کے۔

گل گئے گلشن گئے جگ مین دھتورے رہگئے

کا معاملہ ہوا۔ یا جب سے تخت ریاست نصیب ہوا۔ مگر تم جانتے ہو عذر معذرت ورسگھڑ بھلائی کا میدان سلامتی سے اسقدر وسیع ہی کہ عمداً پہلو تہی کیجیے۔ نادانستہ غفلت کی تب بھی کچھہ نہ کچھہ بیش ہی ہوسکتی ہی۔ اس لیے اگر مین یہ صحیح اور واقعی بات کہون کہ مجھے پہلے تمہاری طبیعت اور لیاقت اور عقل کا حال دریافت ہونا مقدم تھا تو کچھہ بیجا نہوگی۔ چنانچہ اتنے عرصے کی نگرانی سے یہ مقصد پورا ہوگیا۔

انسانی خوبیون اور بدیون کے اعتبار سے اگر مین تمکو بشریت اور اور انسانیت کا معدن کہون تو مبالغہ نہوگا۔ بلکہ بعض اوقات اپنی طبع وسیع وخلقت گنجائش طلب سے تمہاری انسانیت حیوانیت تک بھی پہونچ جاتی ہی۔ لیکن مین اوسکو بھی بشریت قرار دیتا اور تمکو مستوجب لزام نہین سمجھتا۔ کیا وجہ کہ التزام۔ سامان۔ لوگون کی ہمت۔ نیت۔ صحبت کے اثر سے تم کسی طرح محفوظ نہین رہ سکتے۔ خصوص ایسی حالت مین جب ہر طرح کوشش کی جائے۔ کہ فعالہ کی جگہہ صرف انفعالیہ ہی ترقی پکڑے۔ اب بجز اسکے اور چارۂ کار نہین۔ کہ مہام ریاست۔ حالات رعایا۔ کارگزاری اہلکاران مداخل ومصارف خزانہ بغیر عینک کے دیکھو۔ اور پھر جس بات پر دل کا استخارہ واجب آئے۔ اوسپر عمل کرو۔ تم انتخاب دیوان مین ہر انسانی خوبی کو کام مین لائے۔ قدردانی ریاست مصلحت۔ وقت۔ عزت افزائی سب کچھہ کرگزرے۔ اور واقعی

نمک حلال۔ وفادار۔ خیر خواہ۔ عقیل۔ عالی دماغ دیوان کے حقوق کو خوب ادا کیا۔ مگر ؎

تہیدستانِ قسمت را چہ سود از رہبرِ کامل   کہ خضر از آبِ حیوان تشنہ می آرد سکندر را

لاپروائی۔ استغنا۔ گستاخی۔ جو بعض اوقات بے ادبی کی حد تک پہونچ جاتی ہی۔ سب خاک مین ملاے دیتی ہی۔ تم تو اپنی سی کر گذرے۔ آگے جو جیسا کرے گا۔ ویسا پائے گا۔ مثل مشہور ہے۔ سکہائے پوت (دیلنے بیٹھے) دربار نہین جاتے۔ قصہ یون ہی کہ ایک سلطنت مین نہایت لائق ہوشیار وزیر تہا۔ بادشاہ بہی اوسکو مانتے اور بہت معزز جانتے تھے۔ وزیر انجام بین نے اپنی اولاد کی آیندہ بہبود۔ اور وزارت موروثی کرنے کے واسطے مناسب سمجھا کہ بیرا لڑکا عین حیات اگر دربار شاہی مین حاضر ہوکر کاربار سیکہا کرے۔ تو غالب ہی بعد میرے میرے آقا اور لڑکے دونون کو دقت نہ پڑے۔ وزارت بہی بلا تکلف خاندان مین قائم رہے۔ مگر سلامتی سے صاحبزادے پورے صاحبزادے ہی تھے۔ باپ تو ریاست کے وزیر تھے۔ صاحبزادے احمقون کے بادشاہ نکلے۔ تاہم وزیر پُر تدبیر نے طبیعت انسانی کی تربیت پذیری پر اطمینان کرکے خیال کیا کہ کچھہ نہ کچھہ میرے جیتے جی سیکہہ جائینگے۔ آگے کام چل نکلے گا۔ چنانچہ ایک روز کسلمندی مزاج کا حیلہ کرکے خود تو دربار نہ گئے۔ مگر صاحبزادے کو بہیدیا۔ اور چلتے وقت امور ذیل بطور ہدایت نامہ پڑہا دیے۔

اول۔ پہلے بادشاہ۔ اور پہر ولیعہد کو نہایت ادب اور محبت سے سلام کرنا۔ کیونکہ وہ ہمارے بڑے خواجہ اور یہ چہوٹے خواجہ ہین۔

دوسرے - چونکہ تم وزیر کے بیٹے ہو - کسی ایسے ویسے مقام پر نہ بیٹھ جانا - جب بادشاہ اشارہ کرین کسی اونچی جگہہ پر بیٹھنا -

تیسرے - اگر کوئی بات بادشاہ پوچھین تو نہایت نرم اور میٹھی باتین کرنا -

اب سنیے حضرت داخل دربار ہوکر کیونکر نصائح آبائی و تعلیمات پدری کو صرف کرتے ہین - کہ پہلے جاتے کے ساتھہ ہی باآواز بلند پکارے "بڑے کھوجنیا تھکا (تجھے) سلام اور چھوٹے کھوجنیا تو ہوگا (تجھے ہی) سلام -

بیٹھنے کا اشارہ پاکر آپ لگے بلند مقام ڈھونڈھنے - آخر ایک گوشے مین سامان روشنی کے واسطے ڈیوٹ کی قطع کی چیز رکھی ہوئی تھی - آپ اوچک کر اُسپر بیٹھ گئے - بادشاہ نے محض اپنے لائق وزیر کی قدر افزائی کے خیال سے مزاج پوچھا - جواب ملا "روئی ریشم - سمور - قاقم"

دریافت کیا کیا مشغلہ رہتا ہی - ارشاد ہوا "یہی لڈو پیڑا برفی"

اب تو بادشاہ سے نہ رہا گیا - حکم دیا - اس مردود مجنون کو نکالدو دربار سے -

گھر پر پہونچکر والد بزرگوار نے پوچھا کہو کیسی گذری تو آپ فرماتے ہین - اجی ہئی جائیے ابا - آپ نے کس دیوانے کے پاس مجھے بھیجا تھا - جو جو آپ نے سکھایا سب کمال احتیاط سے عمل کیا - مگر بادشاہ ہین کہ کسی طرح خوش ہی نہین ہوتے پہلے تو ہمنے دونون کو سلام کیا - آپ نے خواجہ کہا تھا ہمنے مارے محبت کے "کھوجنیا" کہا - بیٹھنے کو کوئی اونچی جگہہ تھی نہین - ایک چوکی بچھی تھی - اوسپر بادشاہ خود بیٹھے تھے - زیادہ گنجائش نہ تھی - آخر کار بعد تلاش ایک کونے مین دیوٹ سب سے بلند رکھی تھی مین اوسپر اوچک گیا -

مزاج پوچھا۔ مین نے کہا روئی۔ ریشم۔ سمور۔ قاقم۔ سے بڑھکر کون چیز نرم ہوگی وہی مین نے بتایا۔ مشغلہ پوچھا لٹو۔ پیڑا۔ برفی کہا۔ اسپر بادشاہ بہت خفا ہوئے۔ آپ ہی فرمائیے اس سے میٹھی کون شے ہوسکتی ہی"

وزیر نے سر پیٹ لیا اور کہا واقعی سکھائے پوت دربار نہین جاتے۔ نتیجۂ سخن یہ ہی تم نے بہی سلام لیا۔ اور باوجود مخالفت بٹھایا۔ مزاج پوچھا۔ مشغلہ دریافت کیا۔ بعد حد ہوچکی۔ آگے جو جیسا نکلے ویسا سمجھو۔

اولاد مین اکثر جسمانی ونفسانی تاثیرات آبائی ہوتی ہین۔ مگر کبھی کبھی نہین بہی ہوتین۔ ملکداری اور ریاست کے امور سترگ کی انجام دہی کے واسطے جابجا بادشاہ تک بدل جاتے ہین۔ وزیرون کو کون پوچھتا ہی۔

اس موقع پر پہونچکر یہ بہی گوش گذار کرنا ضرور ہی۔ کہ جو کچھہ کرنا اپنی بہروسے پر کرنا۔ قدیم فریق پیرانہ سالی اور بوڑھاپے کے مارے سست تدبیر ہورہا ہی سوچتا بہت ہی۔ کر کچھہ نہین سکتا۔ ڈاک کے گھوڑے۔ ٹکری تلوارین۔ سر دیا سے پڑاتے کام نہین دے سکتے۔

دنیا مین ریاست کے انتظام کے واسطے نوکر چاکر ہوتے ہین۔ مگر تہوڑے عرصے سے ریاست نوکری چاکری کے واسطے ہوگئی ہے۔ دو چار چلتے پرزون کی بدولت۔ اونہین کے پہیر بدل سے مہلت نہین ملتی۔ احکام کی خوبی وبدی۔ ریاست کی بہبود وفلاح پر کیونکر نظر ہوسکتی ہی۔ انقلاب مین نفع ذاتی وصفاتی حاصل کرنے والے آئے دن ریاست کا تختہ انتظامی الٹا کرتے ہین۔ انکو دوزخ جنت سے کام نہین۔ اپنی حلوے مانڈے سے مطلب ہے۔

گھوڑ دوڑ۔ تفریح امرا اور روساکے واسطے مردانہ کھیل ہے۔ مگر وہی "بوقت فرصت"
ہم نے یہ بھی سُنا ہے بعض بعض لوگ عہدونکی سوداگری کرتے ہین۔ اور غالبًا
یہی وجہ اور یہی بار بار انتظام بدلنے کی ہوگی۔ خیر سر دست اور کچھہ نہین۔
اس تجارت پر محصول چنگی تو تم ہی قائم کردو۔
اور بھی چند مضامین دوسرے قابل تحریر ہین۔ انشاءاللہ
دوسرے خط مین لکھے جائینگے۔

کھلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۶

بنام نظام دکن

ڈیر۔ مین اپنے پہلے خط مین تم کو لکھہ چکا ہون۔ کہ تمکو اپنے ہی دل سے
استخارہ کرنا چاہیے۔ اوس سے یہ نہ خیال کرو کہ کوئی شخص مشورے کے لائق
تمہاری قلمرو مین باقی نہین رہا۔ نہین۔ ہین۔ اور متعدد ہین۔ مگر اون کو
پہچاننا۔ اور اونکی مناسبت طبیعت کی لحاظ سے راے لینا اور اوس راے
کو میزان عقل مین تولنا تمہارا کام ہے۔ دیکھو تمہارے وزیر مرحوم نے کیسے
کیسے متضاد صفات کے حضرات مختلف اقطاع ہندوستان سے جمع کیے تھے۔
مگر ہر ایک سے کام وہی لیتا تھا جس مین اوسکو لیاقت ہوتی تھی۔ یہ سمجھہ لو
جسقدر تیز جست چالاک گھوڑا ہوگا۔ اوسیقدر سوار کو اور بھی ہوشیار بیٹھنا ہوگا
مین تمکو ایک لٹکا فقیرون کا بتاتا ہون۔ گو یہ آسانی اور مفت میسر آنے
کی وجہ سے تم قدر نہ کرو۔ مگر سمجھہ لو کہ کشود کار۔ سرانجام مہمات۔ حصول مقصد

کے واسطے منتر ہی تو یہی - اور خزانۂ ترقی کے لیے کلید ہی تو یہی یعنے جب غور کرلیا کہ یہ امر ہماری ذات و صفات کی واسطے مفید ہی - اور اسکو تکمیل تک پہونچانا ضروری - تو پہر ہر وقت ہر لحہ - ہر جگہ اوسکا خیال رکہنا فرض ہے - اسی کا نام دُھن ہی - جب تک اسمین پکے نہوگے ہرگز ہرگز مقصود حاصل نہوگا - تمہارے وزیر کو بہبود و ترقی ملک کی بہت سی دہنین تہین - جنمین وہ سوتے جاگتے ہر ساعت مستغرق رہتے تہے - تم جانو دنیا مین بجز ایک کے نقصان کے دوسرے کا فائدہ نہین ہوتا - پس وہ فکرین ہی اسی طرح کی تہین کہ جہان تمکو اور تمہارے ملک کو فائدہ پہونچاتین وہان دوسرونکا نقصان بہی کرتین - پس اب اون حضرات نے موقع اور گہات پاکر ایسے ایسے رخنے اور جہگڑے بکہیڑے شروع کردیے کہ تمکو ریاست ملنے پر دُہن نہ بندہنے پائے - گو تم کم سن تہے مگر نہ ایسے کہ اپنے وزیر کی تدابیر و مساعی والیسی برار کی خبر نہ سنتے ہو - اوس کو مرتے مرتے یہی دہن رہی - اب انصاف کرو - اوسکے بعد پہر بہی کبہی اسکا چرچا ہوا - ملک وہی - والی ملک وہی - برار وہی - سرکار وہی - مگر افسوس انگریزی مثل دو کوشش کرو کوشش کرو - اور پہر کوشش کرو" پر عمل کرنیوالا نہین - ممکن ہی تمہارے دلپر ایسا اثر ڈالا گیا ہو - کہ والیسی برار کا جملہ سنکر رونگٹے کہڑے ہوتے ہون - یا طبیعت وحشت کی لیتی ہو - مگر سمجہ لو اگر تم کچہ کہوگے تو ایسے ہی مہات سر کرنے سے ورنہ کٹہ تپلیون کا ناچ تو عالم مین ہوا ہی کرتا ہی -

ایک اور بات اخیر مین کہتا ہون - کہ غور کا مقام ہی خدا کو عوام اور بعض خواص خدا کیون مانگتے ہین - صرف یہی وجہ ہی کہ اپنی ذات کسی قدر مختار

اور کسی قدر مجبور پاتے ہین۔ اور اوس سے نتیجہ یہ نکالتے ہین کہ جب ہمارے اختیارات محدود ہین تو ضرور ہی کوئی ذات ایسی ہو جو بہمہ وجوہ مکمل اختیارات رکھتی ہو۔ پس وہی ذات خدا ہی۔ غرض یہ کہ جو کچھ ہین یہی لوگ حضرت اختیار صاحب ہین۔ جو لوگ اسکی قدر کرتے ہین وہ حتی الوسع اپنی ہی اختیارات وسیع رکھا کرتے ہین۔ تمہاری طبیعت نے بھی دانستہ یا نادانستہ تمکو اسی وادی پر پہونچایا ہی۔ اب تم کو لازم ہی اپنے ہی اختیارات کا میدان گھوڑ دوڑ کے چکر سے زیادہ وسیع بنائے رکھو۔ اور کسی دوسرے کو عام اس سے وزیر ہو یا وزیر کا بھائی۔ عزیز ہو یا قریب۔ کسی کو نہ دو۔ میری صلاح تو یہانتک ہی۔ اگر ملک غارت بھی کرو تو اپنے اختیار سے اور خزانہ لٹادو تو اپنی اختیار سے۔ کسی پیادے کو نوکر رکھو اپنی اختیار سے۔ غرضکہ جو کچھ چاہیے کرو اپنی اختیار سے۔

ایک بات اور چلتے چلاتے سن لو کہ مالی انتظام تو خیر جیسا ہی۔ ویسا ہی۔ مگر اہل سیف کی جانب بھی تمکو توجہ چاہیے۔ پرانے اور قدیم طریقے نی تمہارے خزانے کو سپاہیون کی جیب مین ڈالا۔ نہ تمہارے صندوقون مین رکھا۔ بلکہ اکثر جمعدارون کے پیٹ کی لپیٹ مین اولجھایا۔ اسکا انتظام بلطائف الحیل نہایت سہولت سے کرنا چاہیے۔ کیا وجہ کہ ؎

درشتی و نرمی بہم دربہ است
چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

اور بھی چند امور باقی ہین۔ اگر فرصت ہوئی تیسرے خط مین گوش گذار کیے جائین گے۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۹

بنام نظام دکن

حضرتنا - مین نے جو آپ کے نام خطون کی بہرمار شروع کردی ہی - اوس سے مقصود یہ ہے کہ کچہہ دنون یاد کیجیے - جسقدر کم توجہی کی شکایت تہی غالباً وہ رفع ہوگئی ہوگی - اور کچہہ کچہہ آنکہین کہلی ہونگی - کہ ابتک مین نے کیا کیا - اور کیا کرنے کو باقی ہی - لیکن مشکلات و معاملات موجودہ کا جم غفیر ایسا مضطرب الحال بنائے ہی کہ آپکو مشکل سے آگے پیچھے نظر پہیر دیتا ہی - خیر یہ تو امور اتفاقی ہین - چارہ ہی کیا ہی - اگر اتنا ہی خیال ہی جتنا میرے خیال مین ہی وہی بہت ہی ع

عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست

آدمی کی تلاش عالمگیر اور سعادت علیخان کو عمر بہر رہی - اور ہمیشہ پہیلیان بجہایا کیے - کہ وہ کیا ہی - کہ بہت ہے اور پہر نہین - یعنے انسان - مگر خدا کی عنایت سے کوئی نہ ملا - اس سے یہ نہ سمجہنا چاہیے کہ اوسوقت کوئی بہی انسان نہ تہا - بلکہ بات یہ تہی کہ اونکی طبیعت اور مزاج کے موافق کوئی نہ مل سکا - اسپر کوئی کام اونکا رُک رہا نہ انتظام ملتوی - ایک نے سلطنت کی شاخین - انتظام کی سختیان دُہر تک پہونچا دین - دوسرے نے ایک جدید ریاست کی بنا ایسی قائم کی کہ سلطنت کی حالت نصیب ہوئی پس اسی طرح کام چلانے کے واسطے تم بہی رُکے نہ رہو کسی نہ کسی طرح جہگڑا

چلا جائے۔ چلتی کا نام گاڑی ہی۔

سعادت علی خان کوئی نائب نہ مقرر کرتا تھا۔ اگر لوگ پوچھتے یہی جواب دیتا۔ کہ وہ ریاست ہی ایسی کیا ہی جسکے واسطے نائب کی حاجت ہو۔ مین دیکھتا ہون تمہارے ہان معاملہ بالعکس ہی ریاست اور اوسکی آمدنی سے شائد محض اسوجہ سے ترقی نہین کی جاتی کہ وہ نیابت ہی کیا ہی جسکے واسطے ریاست بڑہائی جاے۔ خیر اسمین ور دیگر امور مین کلیہ یاد رکھو۔ کہ وزارت ریاست کیواسطے ہی۔ نہ ریاست وزارت کے لیے۔

عاشق و معشوق کے خطوط کیسی احتیاط سے کیون نہ بند ہون ضرور تاڑ لیے جاتے ہین۔ وہ اونکا وزن۔ وہ چارون طرف سے نئی نویلی دولہن کی طرح سمٹا سمٹایا۔ ٹھسا ٹھس بند ہونا۔ وہ گوند کی چار چار تہین۔ وہ سیکڑون تختے کاغذ۔ اور لمبے چوڑے مضامین۔ ارمانون۔ آرزوئون۔ حسرتون کے جم غفیر سے چست اور تنگ لفافے کے گوشے سطح معشوق نوخیز کے سینۂ و بازو کی طرح اوبھرے اور بھرے بھرے۔ وہ اعلی درجے کا کاغذ وہ انتہا کی خوش خطی۔ وہ خوشبوئون مین بسا ہونا۔ وہ بند کرنے کی جگہہ پر اکثر پان کی ہلکی سرخی۔ وہ اسم بر خاتمہ۔ وہ دوسرون پر طلاق۔ یہ سب محبت الفت شکوہ و شکایت۔ راز بتاتے۔ لب اور پان خوردہ کی شیرینی ظاہر کرتے ہین۔ مشاق اور نظر باز ع

خط کا مضمون تاڑ لیتے ہین لفافہ دیکھکر

پس ہندوستانی رئیسون کے ساتھہ گورنمنٹ انگریزی کی مراسلہ بازی۔

وہ رزیڈنٹ کا جانا آنا۔ وہ مراسلہ لانا۔ وہ تخلیے مین ہی سرگوشیان۔ وہ اخفا مین اہتمام۔ جو کچھہ ظاہر کرتا ہی اس بوڑھے خرانٹ پر آئینہ ہی۔ ہان (سر ہلاکر) اچھا تو ہی۔ تمہاری خاطر کسکو منظور نہین۔ خصوص جب تم ناراض بہی نہ کرو۔ امور ناگوار زبان تک نہ لاؤ۔ مشرق کے جانیوالے کو سمجھہ لینا چاہیے اگر برابر چلا ہی جائیگا تو ایک دن مغرب مین آنکلیگا۔

"اگر در خانہ کس ست یک حرف بس ست"

تمہارے مدار المہام کے چھوٹے بہائی گھوڑ دوڑ مین (جو تمہارا خاص مشغلہ ہی) اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور خود بازی جیتے۔ اونکو اور تمکو مبارک۔ اگر حیدرآباد کی مدار المہامی مین صرف شہسواری درکار ہوتی تو پھر کیا تہا۔ ترقی و تنزل مدارج کے واسطے حاکم کی توجہ یا کم توجہی کے ساتھہ امور اتفاقی لازمی ہین۔ پس یہ بہی اونہین امور اتفاقی سے ہی۔

مجھکو تو تم جانو ہندوستانی نہ دکنی۔ پارسی نہ مدراسی۔ انگریزی نہ ارمنی۔ مین تو باشندۂ دنیا ہون۔ میری نظر وسیع مین سب یکسان۔ پس میری صلاح و مشورت مین کسی کی جنبہ داری کو دخل نہین ہوسکتا۔ فی الحال ہندوستانیون دکنیون کا چڑ ہاؤ۔ و تار ریاست کو ہنڈولا بنائے ہی۔ تم کو لازم ہی سب مین اپنا مطلب مقدم رکھو۔ نہ وہ افراط کہ ادہر سے کوئی بہی بال کترا فیر ہووے جہاڑن کا کوٹ پتلون پہن۔ کہڑے گہاٹ نیچری بن۔ سید صاحب پیالہ پی چھٹی کے چادر گہاٹ جا اوترا۔ اور آنکھہ بند کر تمہارے یہان سے تنخواہ۔ عمدہ جگہہ۔ کام۔ سب بگٹٹ چلا آتا ہی۔ بلکہ اسٹیشن پر ریل سے قدم نیچے رکھا نہین

کہ تنخواہ بیش قرار نے نذر دکھائی۔عہدے نے سلامی اوتاری۔اور ترقی کی چوکڑی پر یہ جا وہ جا۔

اور نہ یہ مناسب و مصلحت ہی کہ ڈھونڈھ ڈھونڈھ ہندوستانی نکالی جائین۔ایک آغا صاحب ولایت سے ہندوستان تشریف لائے۔ایک دوست نے پھلیندرے کھلائے۔ہندوستان کا یہ میوہ آپ کو بہت لذیذ معلوم ہوا۔ پوچھا کہان پیدا ہوتا ہی۔اَمُ کو آنجا لے چلے تو بڑا مُہَر بانی ہو۔دوست صاحب نے ایک پھلیندرے کے درخت کے نیچے جا کر دکھا دیا کہ لو یہان ٹوٹے ہوئے سیاہ سیاہ یہ بہت سے پڑے ہوئے ہین۔جتنے کھائے جائین کھاؤ۔آغا صاحب لگے ذوق شوق سے کھانے۔اتفاق پھلیندرون کے ساتھ مین کئی بھونرے بھی مرے پڑے تھے۔آپ ایک آدھ وہ بھی چکھ گئے۔وہ جب دانت کے نیچے پھونچا کر کراہٹ معلوم ہوئی۔آغا صاحب فرماتے کیا ہین "تم چاہی چر کرے چاہے مر کرے کالا کالا ہم ایک نہین چھوڑے گا۔بس کچھ ضرور نہین ہندوستانی ہندوستانی ایک نہ چھوڑے۔ہان افراط تفریط ہر شخص کے نزدیک معیوب ہی۔

خیر یہ تو ہو چکا۔ایک ضروری اور اہم ضروری بات لکھکر مین یہ خط ختم کرتا۔اور کسی دوسری طرف رُخ کرتا ہون۔

سنو مثل مشہور ہے جی ہی تو جہان ہی۔اگر اپنی طبیعت درست مزاج صحیح ہے۔تو ریاست سلطنت عیش عشرت۔شراب کباب۔سیر تماشے سب کا لطف ہی۔بھلا معشوقان پری تمثال۔ومہوشان خوشخصال

نائے ونوش مستی کا جوش وخروش - کیا مزا دیگا جب ہم پڑے پڑے
مسہری پر بالسم کپیبا - اور مرکیوری کے مرکبات کے محتاج نیم کا ٹیرا بلا
رہے ہین - تاج پر زر - لباس مکلف کیا اوس چہرے پر بہلا معلوم ہوگا
جسکو فساد خون نے تہیج سے اس طرح بگاڑا جیسے گلفام اور بے نظیر کو
اندر سبہا اور مثنوی میرحسن کے مصورون نے ان امور کا اثر اعصاب پر
اور اعصاب کا اثر دماغ اور جسم لطیف (حواس خمسۂ ارادہ وغیرہ) کے
افعال پر جو کچہ پڑتا ہی طب وحکمت گواہ ہین - واجد علی شاہ باوجود لحیم و
شحیم ہونے کے انتزاع سلطنت کی خبر سنکر رونے لگے - اسکی وجہ علی نقی خان
اور لارڈ ڈلہوزی سے پوچہو -

شائد تم فساد خون مین شہزادۂ بسمارک کی مثال پیش کرو - مگر اتنا
بہی سمجہ لو کہ یورپین طرز تعلیم - وخیالات - وسعت معلومات اور کندی جذبات
انسانی وہان کیسی ہی - اوسپر بہی دیکہہ لو فساد خون کو افساد عالم اسباب
مین کسقدر دخل ہی - جو بات اوسکے دماغ سے نکلتی ہی دنیا مین فتنہ
وہنگامہ پیدا کرتی ہی -

اب مین تمکو رخصت کرتا اور سید بلگرامی کو سونپتا ہون -

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۲

بنام بیگم بہوپال

دام بہوپا لہا - غالبا - اس غیر مانوس دعا پر تم مسکراؤ - اور دل مین

سو جو اقبالمہا کا بدل بہوپالہا کیسا۔ سو اسکی وجہ یہ ہی کہ سلامتی سی تمہاری ذات
مستجمع صفات مین خداوند تعالیٰ نے تمام خوبیان جو آجکل اقبالمندی کی
واسطے لازمی ہین بدرجۂ اتم کوٹ کوٹ۔ اور ٹھونس ٹھونس کر بہری ہین
تمہارے حق مین ایسی دعا تحصیل الحاصل ہی۔ رہی بہوپال کی تخصیص وہ
خمیر زمانہ دیکہتی ہی۔ اسمین بُرا ماننے کی بات نہین۔ خدانخواستہ کوئی
بدشگونی ہی نہ بدفالی۔ صرف احتیاطاً زمانے کا رجحان یاد دلادینا ہی۔
مین اب تو خدا جانے کس عالم مین ہون۔ مگر کوئی زمانہ تہا کہ شجیع اور
بہادرون ہی کے گروہ مین مدت تک رہا۔ قوت فعالہ و منفعلہ موجبہ سالبہ
اکٹو پیسیو۔ پازیٹو نگیٹو کی ماہیت آدم حوا کی خلقت۔ جنس مذکر و مؤنث کی
منزلت سے از روے فلسفہ و منطق۔ و مذہب۔ و قواعد زبان بخوبی آگاہ۔
اور ایک دوسرے کے مرتبے والتزام میلان طبعی۔ و خواہشات نفسانی سے
بہمہ وجوہ واقف۔ زمانہ نزاکت محسوسات۔ و ضلالت استبداد و ضعف عقل
و قوت جذبات کو اچہی طرح جانتا۔ اور مردانہ شجاعت اور خاطرداری کماحقہ
پہچانتا ہون۔ پس جو کچہہ مشورہ دونگا سب امور ملحوظ رکہکر۔ تمام باریکیان سمجہکر۔
خدا کی عنایت اور تمہاری اور تمہارے بزرگون کی لیاقت سی تمہاری
ریاست اپنی طاقت اعلیٰ سے اچہا برتاؤ رکہا کی ہی۔ تمنے بہی شخصی اور ذاتی
طور سے کچہہ ہی کیا۔ مگر بحیثیت ایک رئیسہ اور حاکمہ کے وہ کیا جو بڑے بڑے
مردون سے نہو سکا۔ مین تم کو تہ دل سے سراہتا۔ اور دست اشراقی سے
تمہاری پیٹہہ ٹہونکتا ہون۔ مگر تم جانو۔ سہ

اک وضع پر نہین ہی زمانے کا طور آہ   معلوم ہو گیا ہمین لیل و نہار سے

بڑے سے بڑے درخت - اور چھوٹی سی چھوٹی گھاس - ہوا کے جھوکون یا گرد و غبار کے ہاتھون - صدمہ اوٹھاتے یا تکلیف سہتی ہین مستحکم مکانات کی چھتین - اور بڑے بہوس کی جھوپڑیان - یکسان ٹپک نکلتی ہین - رفیع مہیب عظیم الشان پہاڑ جنکی چوٹیان آسمان سے سرگوشی کرتی ہین - آتشی مادون کی بے اعتدالی سے سینہ چاک ہو جاتے ہین - پس اگر معاملات کا اولجھاؤ تمہاری خاطر نازک پر بار تکدر ڈالے تو چندان متردد و متفکر نہونا چاہیے ؎

ز رنج و راحت گیتی مرنجان دل مشو خرم   کہ آئین جہان گاہی چنان گاہی چنین باشد

تمہاری کارروائی نسبت عقد سید صدیق حسن شخصی اور پولیٹکل لحاظ سے قابل ملامت ہو یا لائق عفو - مگر سردست اوس سے بحث کرنا بے موقع ہی مضی ما مضی - ہان جو کچھہ بعد عزل سید صدیق حسن تم نے کیا ہی اوسکو مین ہرگز قابل اعتراض نہین پاتا - حاکمانہ اور معشوقانہ اداؤن مین ابہام اجمال و راخفا کے ذریعے سے ایسے ایسے مہمات سرانجام پاتے ہین کہ جنکا طی ہونا دوسری طرح سے ممکن ہی نہین - پس سر لیپل گریفن اور سید صدیق حسن کے ساتھہ جو کچھہ برتاؤ ابتک ہی ہر طرح لائق پسند ہی - دنیا مین پالیسی اسی کا نام ہے - اول تو آجکل اسی کی فصل ہی دوسرے یہ طریقہ تمہاری جنس کے موافق مزاج و سرشت بھی ہی - علدر آمد مین بہت کچھہ تکلف بھی نکرنا پڑے گا -

تمہارے کلکتے جانے کی خبر پر سب لوگ کان کھڑے کئے ہوئے ہین -

نازک حالتون مین حکام اعلیٰ سے مل لینا مضطرب اور منتشر دل کو بہت کچھ تسکین دیتا ہی۔ مگر تمکو لارڈ ڈفرن کی طبیعت اور مزاج پہ پہلے غور کر لینا چاہیی کہ ایسے ملنے والون سے وہ کیونکر ملتے۔ اور اونکے ساتھہ کس طرح پیش آتے ہین تم جانو گھاٹ گھاٹ کا پانی پیے ہوئے بیس پسوے تو وہ نوبت ہی اسکی نہین آنے دیتے۔ کہ کوئی اونسے ملکر اپنی غرض ظاہر کرے۔ اور اگر شرما شرمی منڈبھیڑ ہوگئی تو اہل غرض ٹپے کاتے۔ یہ شعر پڑھتے بیرنگ واپس آتے ہین۔ ؎

کہ شرح حکمۃ العین ست مژگان دراز او
بدقت میتوان فہمید معنیہاے ناز او

مدت سی میرا یہ قول مشہور کہ اقبال اس وجہہ سے بطی السیر اور ادبار سریع السیر ہی کہ اوسمین اسفل سے اعلیٰ کی جانب صعود۔ اور اسمین اعلی سے اسفل کی جانب نزول ہوتا ہی۔ اگر تمہارے شخصی شوہر کے اتنے دنون کی قسمت ایک تنفس کی گردش چشم کے ساتھہ اوس سے پھر گئی تو کوئی تعجب نہین۔ گو مین جانتا ہون یہ معاملہ تمہارا بخوبی سمجھا بوجھا ہی۔ مگر احتیاطاً گوش گذار کرتا ہون کہ بندہ بشر ہی۔ کہتے سننے سے دیوارین ٹل جاتی ہین۔ ایسی کوئی حرکت نہ کرنا کہ ریاست اور مستحقین ریاست کو صدمہ پہونچائے۔ یہ سمجھہ لو سید صدیق حسن تمہارے صرف شرعی شوہر ہین۔ نہ ریاست بھوپال کے پولیٹکل شوہر۔ شخصی طور سے جو چاہو کرو۔ مگر پولیٹکل امور مین پالیسی ہی برتو۔ گرتے کو اوٹھانا۔ ڈوبتے کو سنبھالنا۔ انسانی ہمدردی اور جرأت کا کام ہی۔ مگر وہ مختلف الاصول حرکات گو نیکی ہی کے کیون نہون۔ ہمیشہ موجب فساد ہوتے ہین۔ مثلاً۔ انصاف اور رحم۔ انصاف اگر ہے رحمدلی کجا۔ رحمدلی ہے۔ تو انصاف کدھر۔ اسی طرح۔ خودغرض

جابر۔ متعصب۔ شوہر کی اطاعت مین۔ حق رسانی۔ رعایا نوازی۔ معدلت مذہبی آزادی ندارد۔

سردست اسقدر پر خوض کرو۔ آیندہ اور ضروری امورمین مشورہ دیا جائے گا۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۳

بنام بیگم بہوپال

دام بہوپالہا۔ پہلے خط مین مین تمکو چند ابتدائی امور سمجہا اور سُنا چکا ہون کچہہ مضامین باقی رہ گئے تھے۔ جب تک وہ بہی گوش گزار نہ کرلون مجھے چین نہ تمہین تسکین کی امید ہوسکتی ہی۔

جو کچہہ ویسراے کی ملاقات کی نسبت میری راے تہی غالباً اوسکا حال بخوبی ظاہر ہو گیا ہوگا۔ اب تم اندازہ کرسکتی ہوگی کہ دیگر معاملات مین بہی میرے خیالات صحت و واقفیت سے کسقدر نزدیک ہوا کرتے ہین۔

دنیا مین کم وبیش ہر جگہہ اور ہر زمانے مین یہ دستور ہی کہ جس چیز کے ملنے کی جسقدر امید قوی ہوتی ہی اوسیقدر اوسکے حصول مین سعی کرنے کو ہمت زیادہ ہوا کرتی ہی۔ مگر ساتہہ ہی اوسکے قرائن وہواس ظاہری کی غلطی بعض اوقات ایسے مغالطے پیدا کر دیتی ہی کہ محال ممکن اور ممکن محال نظر آنے لگتا ہی۔ عرب کے وسیع کف دست میدان بالو کے سمندر یعنی ریگستان ہین جہان منزلون بجز خاک کے پانی کا نام ونشان تک نہین وہ صاف شفاف افق وہ

تڑاقے کی دہوپ وہ جلتی ریگ وہ آتشبار سموم وہ جلتا بھنتا آفتاب مسافر
بیچارہ تشنہ لب ہونٹون پر پپڑیان جمی ہوئین۔ حلق مین کانٹے پڑے ہوے
پانی کی تلاش مین آنکھین پہاڑ پہاڑ چارون طرف دیکھ رہا ہی۔ کہ دور سے
ایک بڑی لمبی چوڑی جھیل صاف شفاف نتھرے ہوے موتی سی پانی سے
لبالب نظر آتی ہی۔ وہ پانی کی آب وتاب وہ کنارے کے درختون کا دوہرا
سایہ اور عکس۔ آنکھون مین تراوٹ۔ دل مین ڈھارس۔ پیدا کرتا ہی۔ اور
وہ بے اختیار ہوکر اوس طرف لپکتا ہی۔ مگر وا ے نادانی وہان پہونچکر معلوم
ہوتا ہی کہ سُراب ہی۔ بجھے دل۔ ٹوٹی ہمت۔ اور مایوس خاطر سے آہستہ
آہستہ۔ آگے قدم بڑہاتا اور تضیع اوقات ومحنت پر متاسف۔ اور غلطی
پر خجل ہوتا ہے۔

پس ہر کوشش اور سعی کے پہلے عقل وعلم صحیح کی میزان مین ہر امر تول
لینا چاہیے۔ کہ آیا یہ بیل منڈھے چڑھے گی یا نہین۔ دنیا کے معاملات مختلف
طور سے مختلف مقدار توجہ کے محتاج ہوا کرتے ہین۔ ممکن ہی کہ ایک لاابالی
اپنا اہم سے اہم کام۔

نالہ کرتا ہون اثر ہو کہ نہو ڈر کیا ہے وہ مثل ہی کہ لگا تیر نہین تکا ہی

پر عمل کرکے اول جلول طور سے آنکھ بند کرکے انجام دینے کی کوشش کرے
مگر والیان ملک اور رئیسان عظام ایسی اندھا دھند کارروائی سے
کبھی نفع نہین اوٹھا سکتے۔

پس جس کوشش مین تم ہو جس فکر مین ہو پہلے سوچ لو۔ یہ کام ہونیوالا ہی یا نہین

نپولین کا یہ مقدر صحیح ہی۔ کہ دنیا مین کوئی کام محال نہین۔ مگر یہ بہی صحیح ہی
کہ کوئی امر یقینی نہین۔ یونانیون کی ایک مثل ہی کہ جام شراب و رلب کے
ما بین بہت سی کہنڈتین ہین۔ جو بات اچہی یا بُری رضامندی یا خوشی
سے کسی قوم پر عرصے تک مُسلط رہتی ہی وہ قوم اوسکی عادی ہو جاتی ہی۔
العادت کالطبیعۃ الثانیہ مشہور رہی ہی۔ پس اسی وجہ سے ہندوستان مین
عموماً گہر کی مرغی دال برابر رہتی ہی اور غیر کی ہر ادا بدل مرغوب ہوئی ہے۔
مدار المہامی کے عہدے پر کسی انگریز کا تقرر تو کونہ موکوچولے مین جہوکوکے
مطابق ہی۔ حیدر آباد کے عہدۂ چیف جسٹس کے واسطے اگر یورپین کی پکار ہی
تو لائق عہدہ دارون کا اپنے اپنے عہدے پر شاکر رہنا۔ نالائق مدار المہام
مین مردم شناسی کا نہونا۔ نوجوان رئیس کا اینلا ہونا موجب ہی۔ ہمتو خدا کی
عنایت سے باران دیدہ سرد و گرم چشیدہ ہو۔ بخوبی تمام تمیز کر سکتی ہو کہ
معمولی لیاقت کا ہندوستانی (جسکا ملنا آجکل کی ترقی تعلیم اور سرکاری
ملازمت کے تجربہ کے بدولت کوئی دشوار امر نہین ہی) جو ہندوستانیون کے
طرز خیالات عادات اطوار ضروریات حاجات طبعی سی واقف۔ جذبات
وتعصبات سے بہمہ وجوہ ماہر ہی۔ کسی غیر ملک کے لائق سی لائق باشندے
سے بدرجہا بہتر اور بکار آمد ہو سکتا ہی۔
یہ بہی بخوبی ذہن نشین رکہنا چاہیے کہ نکلے دانت اندر نہین جاتے اگر کوئی
زبردستی مسوڑے سے دبا کر پہر اونسے وہی کام لیا چاہے جو پہلے دیتی تھے
تو اوسکو نوک دار جڑون کی خلش زبان کی ذرا ذرا سی ٹہیس پر

روح فرسا درد کا منتظر رہنا چاہیے۔ اگر چہرے کی رونق اور زیبایش کا ایسا ہی خیال ہی تاروں سے بندہوالو یا کمانی بنوالو۔ گھر بھلائی ہو جائے گی۔ اور باقی اللہ اللہ خیر سلّا (صلاح)

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۴

بنام لارڈ ڈفرن

سن تو سہی جہان مین ہی تیرا فسانہ کیا   کہتی ہی تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

صاحب من۔

جب کسی قسم کی کارروائی کا مصمم ارادہ کر لیا جائے۔ اور کچھ لحاظ نہ رہے کہ ملک کے مناسب حال ہی یا نہین تو ظاہر ہے کہ موقع افہام وتفہیم گنجایش پند واندرز اس طرح غائب ہی جیسے برہما سے تیبا یا ہندوستان سی اتفاق۔ مگر دنیا کا کوئی فعل بے نتیجہ نہین رہ سکتا۔ آج نہین کل یہان نہین وہان۔ ضرور بالضرور سہ ضرور کچھہ نہ کچھہ اثر پیدا کرتا ہی۔ ممکن کیا یقینی سہی کہ تمنے آہ ونالے کی طرف سے کانون مین اونگلیان بڑے زور سے ٹھوس لین حالت خستہ کی طرف سے آنکھہ پہیر لی۔ لیکن ع

سدا دور دورا یہ رہتا نہین

دنیا گذشتنی اور گذاشتنی ہے۔ ع۔

بہوش باش کہ عالم رواروی ہی

جہان بڑے بڑے راجے مہراجے۔ بادشاہ گذر گئے۔ جنکے پیشاب سی چراغ

جلتا تہا - اور اب اونکا نام ونشان تک باقی نہین - ونکی جگہہ خدا جانی کس کس
وسا ور کا ریزہ - کس کس جنگل کا بہالو - کس کس ملک کا جانگلو - کس کس اقلیم کا
انسان آکر حاکم بنا - وہان ایک ویسراے جو صرف پانچ سال کو آتا ہی کس
شمار قطار مین ہی - پس کون شخص یقینی طور سے کہہ سکتا ہی کہ کبہی کسی زمان و
مکان مین اس زمانہ دیدہ سرد وگرم چشیدہ بوڑہے کے - یہ دو جملے محض
بیکار اور بیفائدہ ہونگے - اب رہی یہ اسوقت بالفعل - در نیولا - ضرورت
اظہار خیالات اوسکی یہ صورت ہی کہ مین کار امروز بفردا نگذار پر عمل کرنے والا -
جو مبحث جس زمانے مین پیش ہوتا ہی اوسکی نسبت اوسی وقت کارروائی
کرنیوالا ہون - جو کچہہ کہنا ہے کہے دیتا ہون - اپنی وقت پر جاکر اثر پیدا ہوتا رہیگا -
اور مین اپنے اوسوقت کے مباحث مین مشغول رہونگا -

طلب الکل فوت الکل مشہور ہی - جو سبکو خوش کیا چاہتا ہی وہ کسی کو
نہین خوش کرسکتا - مگر تمکو اپنی ظاہری کامیابیون پر خوش ہونا چاہیے کہ
جنسے تمکو مطلب ظاہری تہا - جنکی خوشی وناخوشی تمہاری ظاہری حالت پر
ایک قسم کا اثر پیدا کرسکتی تہی اون سب کو اپنی اپنی باری سے خوش رکہا -
مگر یہ سمجہہ لو - ایمان وانصاف - کانشنس - ذری بیڈہب ہین - جمہور رعا کا
دل کارروائیون کا فوٹو ہی - اگر وہان کا حاکم خوش - اور یہ دل دعاگو -
اور ایسا فوٹو خوبصورت ہی - تو البتہ موجب فخر ونازش ہی - ورنہ مدقوق کے
چہرے پر تو مرتے دم تک روپ روغن رہتا - دماغ مین تا دم والپسین قوت
باقی رہتی ہی - اگر کوئی اس دہوکے مین رہے تو اوسکی نادانی ہی - ایک عاشق

اپنی معشوق کی نادانی اور اپنے چہرے کی بے محل رونق پر کہہ گیا ہے شعر

اُنکے دیکھے سی جو آجاتی ہی رونق مُنہ پر — وہ سمجھتے ہین کہ بیمار کا حال اچھا ہی

رعایا کو ممنون ہونا چاہیے کہ مثل دیگر جابرون کے تمنے جبریہ سیاست کی ٹرین ہانک دی۔ اور نہ حاکمان بالادست اور محکومان زیردست کو آئے دن مبتلاے زحمت رکہا ع

قول ہی مشہور بن مطلب کے سو مطلب کے دو

اگرچہ چند امور زمانے کی خرابی و فساد سے بگڑتے چلے آئے۔ اور فرشل انتظام مین جو رسین پڑتی چلی آئین جنکا درست کرنا اور جہول نکالنا تمہارے سر پڑا تو اس مین تم مجبور تھے۔ یہ اتفاقی بات ہی کہ یہ معاملات اور ایسے ہاتھون سے ا۔ اتفاقات کا کیا علاج۔

جو کچہہ خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا

تمہاری مستعدی اور جودت بیشک اچھی بات ہی مگر وہین تک کہ کسیکو نقصان نہ پہونچے۔ اوسکے واسطے چٹکی بجاتے فوج فراہم کرلو۔ مگر یہ جھٹ پٹ ٹکس جاری کرنے یا اسی طرح دیگر انتظامات سخت کے لیے۔ جس ترکیب اور عنوان سے خرابی کی حالت درست کرنے کی کوشش کی گئی ہی اوسکو دیکھتے دل سے یہی دعا نکلتی ہی کہ خدا مشکور کرے۔ کیا وجہ کہ ولایت کے کپڑے کا محصول بڑھنے سے رہا۔ نمک کے محصول کا انتظام نمک خوارون کی آسایش کے لحاظ سے پلٹنے سے رہا۔ اخراجات مین کانٹ چھانٹ شاید ممکن ہی نہین۔ فوج کی ترقی۔ افغانستان کی پرورش۔ شہنشاہی

دہوم دہڑکے اغیرہ وغیرہ کا باب مسدود ہوچکا۔ پہر آخر روپیہ آئے تو
کہان سے۔ اور کام چلے توکیونکر۔ تمہاری فارن پالیسی لوگ کہتے ہین ویسی
نہین جیسی ادہر چند روز سے تمہارے ہم رتبہ حضرات کی تہی۔ تم گہاٹ گہاٹ
کا پانی پیئے ہوئے مختلف سلطنتون کے دربارون مین پولیٹکل کُشتیان
لڑے ہوئے۔ دیسی ریاستون سے برسر حساب رہا کرتے ہو۔ برہما۔ کشمیر
بہوپال۔ نیپال۔ کی کارروائیان کچہہ کرنے والے ہاتہہ اور سوچنے والے دل
اور متفکر دماغ کے پورے چربے ہین۔ حیدرآباد دکن کے معاملات ژولیدہ
سے چشم پوشی عقل دوراندیش کی معابازی کا پتا بتاتی ہی۔ جمہو ہندوستان
کی تحریری اور تقریری رایون پر برہمی کی افواہ اور دیگر انتظامات درست
و درشت کے اشتباہ نے وہ اثر پیدا کر رکہا ہی جو ڈسپاٹک گورنمنٹ ہیبت
و صولت اپنی ہمراہ رکاب لاتی ہی۔ جس طرح اولیات مین کوئی فلسفی و منطقی حجت
و اعتراض نہین کرسکتا یعنی دو اور دو کو چار کی جگہہ پانچ یا تین نہین ثابت
کرسکتا۔ یا مثلث کے دو ضلعے لقیہ تیسرے ضلع سے بڑے کے عوض چہوٹے نہین
کہہ سکتا۔ اوسی طرح معاملات کی خلقی دور کو کوئی روک نہین سکتا۔ ممکن ہی
جائز ناجائز کوششون مناسب غیر مناسب تدبیرون سے براے چندے کسی
نتیجۂ لازمی مین مکث یا دیر واقع ہو۔ مگر مجال کیا کہ بالکل عدم ہوجائے
یا ہمیشہ کے لیے ملتوی رہے۔ پس جو جو خلقی نتائج مہذب اور منصف آزادی
پسند اور فائدہ رسان انگریزی حکومت کے ہین ہندوستان مین ایک
نہ ایک دن ضرور بالضرور ظاہر ہونگے۔ اون کے مخالف تدابیر کرنا

ہمالیہ کی پہاڑیون کو سر کے ٹکڑ ون سے ہٹانے کی کوشش کرنا۔
"پنجہ بسیمین خود رانجہ" کرنا ہی۔
مین تمہاری خوش قسمتی پر مبارکباد دیتا ہون کہ تمکو لیڈی صاحبہ وہ
نیک دل اور رحیم مزاج ملی ہین کہ جنکے مثل شاید ہی آجتک ہندوستان
مین کسی اعلیٰ عہدہ دار کی آئی ہون۔
اب مین تم سے رخصت ہوتا اور تم کو ضمیر وایمان کی روشنی مین معائنہ
اشباہ کی ہدایت کرتا ہون۔

کہلے خطوط اور سر بستہ مضامین

نمبر ۱۵
بنام نظام دکن

حضرتا۔ گورنر جنرل کی آمد آمد نے جب رعایائے دکن کے در لاکہ روپیہ چپٹ
کرنے پر ہمت باندہی۔ ریاست کے چلتے پرزے کیل کانٹے سے لیس ہوے۔
دو ایک سست تدبیر پست ہمت بہی بستر پاس سے اوٹھ بیٹھے۔ شہر مین
ظاہری صفائی۔ فوج مین نمایشی ٹیم ٹام ہوئی رزیڈنسی مین نئی کپھڑیون کی
ہانڈی چڑہی۔ دیوانی کارروائی کے چہرے پر نقرئی پٹ سی ہوشیاری کا پوڈر
لگا یا گیا۔ تو بہلا یہ تمہارا بوڑھا۔ خرانٹ۔ خیرخواہ۔ کیونکر نہ سمجھے کہ تم اوسکی صلاح
دوستانہ اور مشورۂ مشفقانہ کے آجکل محتاج ہو۔
انگریزی کچہریون کے گرد (اور شاید دیسی عدالتون کے بہی) ایک گروہ
گواہ پیشہ حضرات کا منڈلایا کرتا ہی۔ کہین کا معاملہ ہو۔ کسی جگہ کا مقدمہ ہو

کسی زمانے سے متعلق ہو۔ یہ حضرات دو چار آنون کے عوض آپکی طرف سے
گواہی دینے کو موجود۔ اور اکثر حاکم عدالت کو ان جھوٹی گواہون سے مغالطہ
عظیم واقع ہوا ہی۔

پس بعض اوقات اسی طرح عدالت مجمہ مین حاکم دماغ بھی حواس خمسہ ظاہرہ
کی جھوٹی شہادت سے دہوکا کہا جاتا ہی۔ جو لوگ اس گُر سے واقف ہین وہ
نمایشی ترکیبون وہوم دہڑکے کی چاٹ دیکر ان پانچون گواہون سے اپنے موافق
گواہی دلوا لیتے یا اور کچھ نہین بیانات مین ایسا اختلاف ہی پیدا کرا لیتے ہین کہ
اپنا مطلب حاصل ہوجاتا ہی۔ یقین ہی تم فضول آرایش وزیبایش۔ ناچ۔ دعوت
تہیٹر۔ گہوڑ دوڑ مین ایسے اولجہ جاؤ کہ اس آمد کی علت غائی تھوڑی دیر کو
بہول جاؤ۔ یا جو چوٹ مدت سے تمہارے دلپر ہی اوس مین خفت وکمی گوارا کرو
اور اگر ان سب مہمات کے مقابل مین ثابت قدم ہی رہو تو پردۂ غیض وغضب
تدابیر سے آنکھون پر ایسا ڈالدیا جاے کہ تدابیر معقول اور نامعقول مین تمیز نہ کرسکو۔
تمہارے عادات تمہارے مشاغل۔ تمہارا سن۔ تمہاری گُپ چُپ۔ یا پاسپیدہ
مشیرون سے مجھے ہرگز ہرگز امید نہین کہ تم بدون میری فہمایش
اور نصیحت کے بطور خود حملہ یا ضبط جذبات کرسکو۔ اسیواسطے مین نے آج
یہ زحمت گوارا کی۔ ورنہ تمکو یاد ہوگا کہ ضروری اور اہم امور کے اصول مدت
ہوئی مین تمکو سمجھا چکا ہون۔ ماننا نہ ماننا تمہارا کام ہی۔ حصول مطلب
کے واسطے کوشش معقول ومناسب اور ہمت مستقل شرط ہی۔ نپولین سے
پوچھو اوسکے نزدیک کوئی چیز محال نہین۔ پس مین کیونکر فرض کرسکون کہ تمہارے

مقاصد ملکی پورے نہون گے۔ مگر ساتھہ ہی اوسکے تمہارے طفلانہ مزاج۔ اور عیاشانہ عادات سے استقلال ہمت کی جانب سے اندیشہ اور تردد ہی۔ مجھے اس امر سے کمال درجہ حیرت ہی کہ باوجود امتداد زمانہ تم آجتک اعلیٰ تر رایون پر یہ امر حالی نہ کرسکے کہ تمہارے اور تمہارے والد بزرگوار اور میر لایق علیخان اور میر تراب علیخان سر سالار جنگ مرحوم کے امزجہ اور نوعیت معاملات۔ فہم و فراست۔ خبط و حماقت مین آسمان و زمین کا فرق ہی۔ تمکو ثابت کرنا چاہیے کہ سب وہان پنیری نہین ہوتے۔ نہ سب مریضون کی بدپرہیزی اونکے پلنگ کے نیچے پڑی ہوئی چیزون سے معلوم ہوسکتی ہی۔

نہ ہر گھینگے والے کا علاج موگری کی ضرب سے ہوسکتا ہی۔

ایک بات ضروری گذارش کردینا اور باقی ہی۔ اگر جامۂ ریاست تمہاری قامت زیبا کے واسطے قطع نہوا ہوتا تو انتظام موجودہ پر آزادی سے اعتراض کرنا یا

۱؎ ایک طبیب نے اپنے مریض کی بدپرہیزی اوسکے پلنگ کے نیچے نارنگی کے چھلکے پڑے دیکھکر پہچانی اونکے ایک شاگرد صاحب نے بھی اتفاقاً ایک مریض کے یہان دیکھا پلنگ کے نیچے نمدے کے ٹکڑے پڑے ہین۔ آپنے زجر و توبیخ شروع کردی کہ تمنے بدپرہیزی کی ہے۔ وہ لاکھ لاکھ کہتا ہے آپ ایک نہین مانتے جب و سنے پوچھا کہ اچھا کیا بدپرہیزی کی ہے۔ تو فرمانے لگے تمنے نمدا کھالیا۔ ا۔ اا۔ ر

۲؎ ایک طبیب کے پاس ایک شخص اونٹ لایا کہ حضرت تدبیر بتائیے اسکے گلے مین خداجانے کون عارضہ ہوگیا ہے کہ بے انتہا ورم کرایا اور دانہ پانی موقوف ہے۔ طبیب نے پوچھا یہ کہان چرتا تھا معلوم ہوا تربوز کے فالیز مین۔ فوراً اوسنے لٹاکر دو چار موگریان مارین تربوز ٹوٹ کر حلق مین اوتر گیا اونٹ اچھا ہوگیا۔

ایک شاگرد صاحب بھی دیکھتے تھے۔ اتفاقاً کسی روز ایک گھینگھے والا شخص ملا۔ آپ نے اوسکو لٹاکر حلق پر اتنی موگریان مارین کہ وہ مرگیا۔ ا۔ اا ب

اوسپر ناراضی ظاہر کرنا آسان تھا۔ مگر اب تمہارا منصب وہی تمکو یہ امر ہر حال
مین بلحوظ رکھنا چاہیے کہ اعتراضات کے ساتھہ دوسری چلتی ہوئی تدبیرون
اور ہوتے ہوے انتظام کا نشان دنیا بھی فرض ہی۔ مگر افسوس اول تو
نازک اور اہم معاملات کی تمکو فرصت ہی کسدن تہی۔ دوسرے سب کام
تن تنہا (دیوان کے ہوتے ہوئے) تم کرہی نہین سکتے۔ اگر ہر ایک ایسا ہی
ہو تو سعادت علیخان کی طرح سب رئیس بدون نائب دیوان حکومت
کر لیجا یا کرین اُسپر طرہ یہ کہ حضرت دیوان کچہہ بھی نہ نکلے۔ ڈھول کے اندر پول۔
اعلیٰ درجہ کے مباحثے جو بڑے بڑے مدبرون کو چکر مین ڈالے ہوے تھے۔
اب خواب وخیال مین بہی نہین۔ بقول احمد مرحوم ع

وہ بات کوہ کن کی گئی کوہکن کے ساتھہ

اب تم کو اتنا ضرور چاہیے اور بلند پروازیون سے قطع نظر کر کے ریاست
کی ٹوپی سنبھالو۔ زمانہ بُرا ہی۔ وہ تو کہیے پہلے کو دکن مین آرام سے بیٹھے ہو۔
اگر سرحد شمالی کے قرب وجوار مین ہوتے والئی کشمیر کی طرح بوکھلاے ہی
رہا کرتے۔ کونسل آف اسٹیٹ بلاشک اپنے حدود سے باہر قدم رکھتی ہے
اوسکے واسطے دستور العمل مناسب بننے کی کوشش اور بکمال سختی کی ساتھہ اوسکی
تعمیل کی نگرانی تمہارا کام ہی۔ مگر خرابی تو یہ ہی۔ افیون کی پہنکی جب مہلت دی۔
بیلی صاحب کا آنا گورنر جنرل کی آمد کا دیباچہ۔ تمہید براعتہ الاستہلال تھا۔
بیلی صاحب بلاشبہہ حیدر آباد کی مٹی سے بنے ہین۔ اونکی کارروائیان ویسی ہی
ٹہس ہوتی ہین جیسے تمہارے دربار کے خطاب اور عہدون کے نام۔

سُنتے ہین جب گدہون کی کافی تعداد بن چکی اور بہت سا تخمہ باقی رہا تو ملائکہ نے خداوند تعالیٰ کے حضور مین عرض کیا کہ اسکو کیا کرنا چاہیے۔ حکم ہوا۔ انکو صورت انسانی مین لاکر اور کسی بلند مقام پر کھڑے ہوکر زمین پر برسا دو۔ چنانچہ چار مینار سے ان حضرات کی بارش ہوئی غالبًا اونہین مین سے دو چار تمہاری مصاحبت مین آگئے ہین۔ ورنہ لائق علی خان کی دیوانی ہانڈی اور اتنے دن تک گرم رہے۔ یعنی چہ۔

تمکو یہ بات ہر وقت ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ رئیس ریاست کے واسطے بنا ہی نہ عیش و آرام۔ لہو و لعب کی واسطے کسی سے۔ نا چاقی۔ عداوت۔ شکر رنجی۔ کچھ ہی کیون نہو مگر کوئی وجہ نہین۔ انتظام ریاست کی باگ چھوڑ دیجائے۔ ملک کی رونق رعایا کے دل سے فرحت اس طرح قرار ہو جیسے تمہارے دیوان کے دماغ سے تمہاری عظمت۔ تم خفا ہو۔ خوش ہو۔ لڑو جھگڑو۔ جو چاہو کرو۔ مگر ملک کی جانب سے غفلت نہ کرو۔ اور خدا کے یہان گنہگار نہو۔ مردم شناسی کرو۔ قدردانی مین مشق بڑہاؤ۔ ملک کے رنج و راحت کو اپنا رنج و راحت بناؤ۔ تب حق سے ادا ہوگے۔ ورنہ پولو مین کرتب دکھانے یا گھوڑدوڑ مین بازی جیتنے سے کچھ نہین ہوتا۔ تم رئیس ہو نہ سوار و سائیس۔

پیارے کارسپانڈنٹ کا پیارا خط پیارے سالے کے نام

میرے پیارے جورو کی عزیز بھائی خدا تمکو نیک راہ پہ چلائے جس مین تمہاری بہن
پژمردہ رہ کر مجھکو پریشان نہ رکھا کرین افسوس تمہاری بیکاری اور اُسپر شادی کی
خواستگاری تمہاری بہن کو تو بڑی خوشی ہی کہ ایک پیاری تربیت یافتہ بھاوج ملیگی مگر بھائی
مین ایک سلیچ ملنے کی آرزو مین سالی کو برباد کرنا پسند نہین کرتا۔ تمہارے گلے مین سنت پیغمبر کا
طوق پڑتا نہین چاہتا۔ شاید یہ سبب ہو کہ پان کھانا جو مین نے چھوڑ دیا ہی تو سخت سخت گلوریون کی
تمنا نہین رہی۔ سلیچ اور نندوئی کے مزاحون کو بھی مین عیب سمجھتا ہون۔ نہین تو اسی پر خوش
ہوتا کہ کبھی کبھی دو مُنہ ہنس ہی لینگے۔ آپکی باجی نے کوئی ایسا نتیجہ بھی نہین دکھایا کہ
سلیچ اوسکے غور و پرداخت مین ہاتھ بٹائین۔ اور وہ میری خدمت کچھ زیادہ کر سکین
جب یہ کچھ نہین تو مین کیون پسند کرون ہان رہی یہ بات کہ دنیا مین شادی ایک ضروری
فعل ہی خدا کی ودیعت اُس سے بڑھتی ہی۔ مرد کو گھر کے کامون سے چھٹی ملتی ہی کمانے مین جی
لگتا ہی۔ گھر کا بندوبست ٹھیک ہوتا ہی مگر یہ تو تب ہی ہونا چاہیے کہ جب پہلی کا وقت گذرجاتا ہو
اور دوسرے مین فتور پڑتا ہو۔ ہندوستان ایسے گرم ملک مین پچاس برس کی عمر تک مرد اولاد
سے مایوس نہین ہوتا۔ تم تو ابھی خیر سی بالغ ہونے مین بھی مشتبہ ہو۔ قانون نابالغی تمکو نابالغ
کہتا ہی اور یون بھی بیس نابالغ نہین کہے جاتے۔ ابھی تو تیس ۳۰ برس تک تم خدا کی ودیعت اور
نبی کی امت کو بڑھا سکوگے پھر عجلت کیا ہی رہا انتظام خانہ داری تو وہ آپ کی ہی نہین انتظام
لگا ہیکا ہوگا ظرف سے پہلے ہمیشہ مظروف کی فکر کرنی چاہیے۔ پھر تم پہلے گھر تو بنا لو گھروالی بھی
ملجائے گی۔ مین تو کبھی ہندوستان کی اس رسم کو پسند نہین کرتا کہ بھوجن ہو یا نہ ہو مگر وہ ہو !!!

لا جلال الدین نے لکھا ہی کہ شادی اسواسطے دنیا مین انسانی ضروریات کا جزو اعظم قرار پائی ہی
کہ انسان کا کوئی ایسا سربراہکار ہونا چاہیے جو کمائے ہوئے مال کو مثل اوسکی ذات کی خرچ
کر سکے اور بیجا خرچون سے مال کو محفوظ رکھکر اسکا نگران رہی اور اُس مال کو خرچ کرنے مین
حفاظت کرنمین اپنا سمجھے اسی لیے انتظام منزل مین داروغہ خانساماں کی ضرورت
پڑتی ہی مگر وہ لوگ کتنا ہی کچھ کرین اپنا مال نہین سمجھ سکتے یان بی بی جو ایک بڑے فرقہ کی
رسم کے بموجب ردہنگ سالے کہلاتی ہی اور اوس سے اس کام کے سوا خدا کی قدرت کی ترقی
بھی ہوتی ہی یہ حق رکھتی ہی پس جب انسان کے گھر اور مال ہو تو ضرور شادی کر لے۔
بھائی اب تم بتاؤ کہ تم اسکے مصداق ہو یا نہین۔ اگر نہین ہو تو اپنے ساتھ ایک اور نیک بخت کو
کیون خراب کروگے اور اگر روٹی نہ کپڑا اسینٹ کی . . . . بناہی تو ہنو مزے کر دس دنکے بعد
اونکو پڑوسیون کے سپرد کر کے نوکری کی تلاش مین نکلو جہیز کا زیور زادراہ کیواسطے
کافی ہوگا سال بھر مین وہ بارہ ماسہ ختم کرینگے تم حیدر آباد اور گوالیار کا سفر جب زادراہ
چاٹ جائیگا تمھکے ماندے گھر مین آنا تکٹھو تو خدا بنا ہی دیگا۔ بی بی گٹھری ٹٹول کی نوٹون کے
دہوکے مین امیدواری کی عرضیون کی صاف جواب دیکھکر شادی سے بہت خوش ہونگی
مالک مکان کرایہ مانگے گا۔ بی بی نے جو قرض لیکر صرف کیا تہا اوسکے تقاضے ہونگے مجبوراً کہین
اور جائے گا وہ پھر اوسی مصیبت مین مبتلا اس شادی سے تو کسی . . . . تو تم
دو دن کی بعد جس مصیبت مین پڑنا تہا پڑتے وہ تو چین سے رہتی۔ شادی کا کیا نتیجہ کہ تم اور وہ
دونون پریشان۔ نہ خدا کی ودیعت بڑھی نہ گھر کا انتظام اگر ایسی ہی شادی کی بڑی
خواہش ہی تو لکھنؤ مین جاؤ کسی وثیقہ والی کو پیغام دو بن پڑے تو دونون باتین حاصل ہون
نہین تو میری صلاح مانو تو دو برس اور کالج نہ چھوڑو بی اے اور بی ایل پاس کر لو

سلہ نصف جسم یعنی جزو ۱۳

جلد معاش حاصل کرنیکا یہی منشا ہی کہ اودہر ڈپلومہ لو اودہر مخطوبہ رات دن پڑہنے کی
جگہہ کچہری اور سونے کے کمرے مین اپنے اور بی بی دونون کے پیٹ بہرنے کی کوشش
کرو پہر دیکہو کیسا جلد دولت والے گہر والے خدا کی قدرت ظاہر کرنیوالے اوس کی
ودیعت بدیعت کے بڑہانے والے مشہور ہو جاؤگے اور اس حالت مین تو مین ہرگز
شادی کرنیکی صلاح نہ دونگا تمہارے تو باپ کی بہی کوئی دولت نہین ہی اور اگر ہوتی
تب بہی مین باپ کی قوت پر شادی کی صلاح نہ دیتا۔

نیچر کا مارشل لا

بہئی واہ قانون قدرت کو دیکہیے کیا افراط تفریط۔ کمی زیادتی نکالی ہی۔ میزان عدل
کے پلے ہین کہ بے ایمان بنیے کے دل کی طرح ڈہیکلی مات کرتے ہین۔ نیچے کو جہکا تو تحت الثری
سے بہی پلے پار۔ اوپر کو اوٹہا تو گنبد گردون پر چتر بن گیا۔ چہتر منزل کی کیفیت
دکہادی۔ اک دفعہ لڑکیان پیدا کرنیکا وہ طوفان کہ جدہر دیکہیے ایک ایک دو دو کی جگہہ
چار چار ایک مشیمے مین ملفوف بیرنگ چلی آتی ہین۔ ہر حاملہ آدمی کیا چوہی کی اولاد ہوگئی
اس کثرت وارادت کو دیکہکر مرد بیچارے لگے چوہیا کا بل ڈہونڈہنے۔ اور اوسی طرح
گہبرائے جیسے ریاست دکن مین ہندوستانیون کے جانے سے دکنی بہائی ماری گہبراہٹ کی
عورتون کی عوض اونہین کے پیٹ مین چوہے گہس گئے۔ اس طوفان نسائی کا دیکہیے
کیا انجام ہو۔ حقوق چہن جانے اور حکومت قوامونی کا فور ہونے کا دہڑکا تو یورپ
اور امریکہ کی ترقیان دیکہہ دیکہہ مدت سے دامنگیر حال تہا۔ اب اس خلقی بہرمار سے اور
بہی رہے سہے حواس پیترے ہوئے۔ بارے کب تک ایک دفعہ پہیر بدل جو ہوتا ہی
تو عزرائیل نے بہی انہین کی جانب نظر توجہ مبذول فرمائی۔ ایکی سال پیٹ مین بچہ

گیا رہا ملک الموت حلول کر گئے - جان سولی پر ہو گئی - زچہ جی گیا بچی گویا بچے کے
ساتھون ساتھ خود بھی مان کے پیٹ سے پیدا ہوئی - اور جو گئی تو قصہ پاک حکیمونکا
قول ہے - کہ کارخانۂ قدرت مین جب کوئی چیز اپنی نسل پیدا کرتی ہی - تو اوسمین
اپنی جان ڈال دیتی ہی - بہت سے حیوانات اور نباتات ایسے ہین کہ بروقت بارور ہوئے
یا بچہ پیدا ہونے اور پھل پک جانے کے مرجاتے ہین - ایک دفعہ پھل لانے والے
درختون یا ایک بچہ جننے والون جانورون سے ثبوت کامل ملتا ہی - پس اس طرح
انسان بھی اپنی جان اپنے قوے کے مطابق اپنی اولاد کو دیتا ہی - جب تک دورۂ قوانین
قدرت کی رو سے انسان مین زیادہ جننے کی طاقت رہی بچے دنادن ہوا کیے - کڑیان
جھیل لین - اب الخطاط کا دور دورہ ہی - اب عورت کا ہیکو سچ مچ کی بچھو ہے -
کیا سبب کہ بچھو کے بچہ پیدا ہوتے وقت اُسکا پیٹ پھٹ جاتا اور وہ مرجاتا ہی -
علاوہ اسکے یون بھی مرد کی سرمایۂ راحت ہی - اور عالم اسباب مین راحت کی ساتھ
نیش رنج بھی اسطرح شامل جیسے مسوڑون مین دانت - گلاب مین کانٹا - پس اسطرح
بھی ان ذات شریف مین نیش موجود - تیسرے بوجہ قربت اقرب بھی کہی جاسکتی ہین
الف کو عین سے بدل دیجیے اور بچھو کے معنے لیجیے - اب فرمایئے انمین اور بچھو مین کیا
فرق - طبیعت اور مزاج کی کجی مقتضائے طبیعت کا ثبوت ہی - یہی سمجھ قانون قدرت
نے بھی بچے جننے مین خاصیت عقربی پیدا کرلی - اور بھی ایک بات اور بھی ہے
بڑی بوڑھیان تو آپ جانیئے پاؤ تولہ باون رتی تلی ہوئی بات کہا کرتی ہین
اگر غور کرکے دیکھیئے تو معلوم ہوگا - جہان کسی کے بچون کو ایک دو تین کرکے
گنو - اونکو وسواس ہوگیا - بدشگونی ٹھرادی - آپ دیکھیے تہذیب اور

انتظام حال کا ستیاناس ہو۔ کہ آئے دن فصل بے فصل۔ وقت بے وقت جب دیکھو مردم شماری کی ڈائن دروازے پر کھڑی کنڈی کھٹ کھٹا رہی ہی۔ بتاؤ تمہارے گھر مین کے آدمی۔ کے بچے۔ کے بوڑھے۔ کے جوان کے لڑکے۔ کے لڑکیان۔ اور پھر خالی پوچھنا ہی نہین۔ دفتر پر چڑھا لیا اور دفتر پر چڑھا کے ..... انگریزون کے روبرو پیش کیا۔ اوسنے انگریزی مین ون۔ ٹو۔ تھری۔ جوڑ جاڑ تمام دنیا مین گشت کرایا۔ ملکون ملکون ڈھنڈورا پٹ گیا۔ فلانے شہر مین۔ فلانے قصبے مین۔ فلانے گانو مین اتنے مرد اتنی عورت۔ سال مین اتنے بچے جنتی ہین۔ اتنی عورتین گابھن ہوتی ہین پھر آپ جانیے خدا جانے کس کس کی نظر پڑتی ہے۔ کس روسیہ کا جی للچاتا ہی آخر کسی نہ کسی کی نظر ہو گئی۔ اب مرنے کا لگا لگ گیا۔ حضرت عزرائیل کو دیکھیے ایک بولی تین کام کی کیا ترکیب ایجاد کی ہی۔ جس طرح ہمارے سرکار درندہ جانورون پر نر کی بہ نسبت مادہ مارنے سے دونا ڈیوڑھا انعام دیتی ہے کیونکہ وہ تو پیدائش کی جڑ ہے نا۔ اسی طرح حضرت عزرائیل نے عورتون پر چھری پھیرنا شروع کردی۔ کہ نہ یہ ہونگی نہ انسان برسات کے مینڈکون کی طرح گلی کوچون مین کچ کچا کے پیدا ہوگا۔ نہ مردم شماری کے نقشے آئے دن غلط ہوا کرین گے۔ اپنے ایک دفعہ نقشہ بھر لیا سو دو سو برس کو کافی ہے۔ کبھی کبھی جانچ کر لی۔ فوتی فراری کا نام نکال ڈالا یہ روز کا قلم جاری رہنا تو موقوف ہوگا۔ الغرض بیان مصائب اہل بیت آسان نہ۔

مٹی خراب خلق مین مہر و وفا کی ہی

(عبدالرحمٰن خان کے خیالات)

اگرچہ اس بات کی تصدیق کسیقدر خطرناک ہی کہ ان بزرگوار کی خیالات ہم تک کیونکر پہونچے مگر کابل کی طرف منہ کرکے ذرا غور و تامل کرنیسے یہ عقدہ اسطرح حل ہوجاتا ہی جیسے نائیٹرک ایسڈ مین چاندی - لہذا ہم اپنے ناظرین کو ان مزے دار خیالات کی اطلاع سی محروم نہین رکھتے

امیر عبدالرحمٰن خان

لاحول ولا قوۃ - عجب مخمصے مین جان ہی - پای رفتن نہ جای ماندن - اس ملکداری کی ہوس اور دوستونکی دوستی پر خدا کی مار کہ مفت مین بیٹھے بٹھائے یہ عذاب اپنے سر لیا اپنی مزے سے بسر ہوتی تھی اللہ رازق تہا ہر حال مین دیتا کچھہ آرزو بہی نہ باقی رہی تھی سبطرح کے مزے لے چکے تھے ؎

شب تنور گزشت و شب سمور گزشت

جی چاہا ادہر اُدہر کی سیر کی نہین اللہ سی لو لگائی - تخت و تاج کے جھگڑے دیکھے تسبیح مصلے کے جلوے نظر آئے دنیا کے بکھیڑون سے مطلب ہی نہ تہا - روس بخارا پر قابض ہوا تو ہمکو کیا - انگریزون نے شیر علی کو جیتے جی مزار شریف تک بھگایا - مار اچہ - مگر اس طمع کو کیا کیا جائے نہ رہا گیا ملک خالی ملا - گمان ہوا کوئی اور نہ قابض ہوجائے - مثل مشہور ہی "خانہ خالی را دیو میگیرد" - چلو بہی تم بہی قسمت آزمائی کرو - یہان یہ کیا معلوم تہا انگریز لوگ بیکار سمجھکر سر سے بوجھہ اوتار نیولے ہین - لو صاحب مجھہ بیچارے کی گردن پہنسا ہی تو دی - واہ خوب سلوک کیا ؎

آسمان بار امانت نتوانست کشید
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

اب ایک طرف انگریزون کی احسانات اور دہمکیان - کہین - ادہر آوٴ - اودھر جاوٴ - لفٹ - س انٹ - لفٹ - رائٹ - ایک بولی تین کام یہ کیون ہوا! وہ کیون ہوا! -

تمہاری سلطنت مین ریچھ کیون آیا۔ لومڑی نے کیون ماند بنایا۔ یا اللہ کیا غضب ہی جان پڑی
چلو اس سی تہوڑا بہت اطمینان ہوا کہ بے صبر ایوب دور سی غرّے ڈبتے بتانے لگا۔ رعایا ہی
کہ مجھ بہکوے کی ایک نہین سنتی۔ اے لو یہ سب کچھ تو تہا ہی روسیون کو تازہ دل لگی جو سوجھتی ہی
مرد بیر آجھے .... ہندوستانی بوکھلا گئے۔ کوئی تو کہتا ہے کہ
ہرات پر روس قبضہ کرلیگا تو انگریز قندہار لینگے۔ کچھ حصہ ایران دبالیگا۔ ارے یارو مجھ
بیچارے کو کیون بوکھلا دیا ہی۔ میرا ملک نہوا تمہارے بابا کا مال ہوا۔ اگر روس و انگریز و نہین
چشمک ہی اپنے سمجھوتہ کرلین میرے ملک پر کیون دست درازی ہے۔ وہی مثل ہوئی
دد کہسیانی بلّی کہمبا نوچے مین حیرت مین ہون آخر کیا کرون۔ روس سی ملتا ہون تو انگریز دو ہی
دن مین چہٹی کا دودھ یاد دلائین گے۔ نہین تو روسی ملک چھینے لیتے ہین۔ بہئی واہ ؏

دونونکی ضد نے خاک مین ہمکو ملا دیا

گھوڑے گھوڑے لڑین موچی کا زین ٹوٹے۔ لے بہلا پوچہیے۔ مجھے ان باتون سی کیا مطلب
اپنے انگریز جانین روس جانے ‹‹ گوش خر دندان سگ ›› حیرت مین ہون کیا کرون۔
اگر عوام کا قضیہ ہو حاکم وقت سی استغاثہ کیا جائے۔ اب یہ فرمایئے کس سے باد مین داد بیداد مچائی جائے
صرف ایک احکم الحاکمین ہی وہ قیامت کی دن اجلاس کا وعدہ کرتا ہی۔ چلو ؏

تا تو بمن میرسی من بخدا مے رسم

اگر یورپ ہوتا تو اور ہمعصرونسے کہا سنا جاتا۔ یہ کمبخت ایشیا تو یورپین پولیٹکل کالج کے ناہموار
طلبا کے واسطے گیند دہڑ کے کا میدان ہی۔ جو جی چاہتا ہی کرتے ہین۔ کوئی بات بیجا ہی نہین۔
اب میرے واسطے سر دست سوا اسکے اور کچھ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ جہان تک ہو سکے
انگریزون سے روپیہ اینٹھون۔ پہر دیدہ خواہد شد۔ کسکی رہی اور کسکی رہجائیگی۔

انڈے بچے والی چیل چلہار

بہلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ بی کانگریس صاحبہ لکھنؤ مرحوم مین جان تازہ پہونکنے۔ چہرے کی رونق بڑہانے خرامان خرامان تشریف لائین اور بی انٹی صاحبہ چپ شاہ کی بالکی بنو ہی بنی۔ منہ مین گہنگہنیان بہرے بیٹہی رہین۔ اجی توبہ کیجیے بولین اور بیچ کہیت بولین اس طرح بولین جیسے ارہر کے کہیت مین پہندیت بٹیر۔ بلکہ گلا پہاڑ کے۔ غل مچا کے۔ سارا شہر سر پر اوٹہا کے۔ جس مین یہان سے لندن تک تو خبر ہو جائے کہ لکھنؤ مین بہی کچہہ انٹی بہائی ہین۔ چنانچہ یون تو عرصے سے سٹر پٹر جلسے ہوتے تھے اور بعض حضرات اپنے نزدیک حق ادا کرنے یا مستحق بننے کی کوشش کرتے تھے۔ مگر جب دیکہا کہ کانگریس کا اجلاس سر ہی پر آ پہونچا ادہر لفٹنٹ گورنر بہادر بہی شہر مین تشریف فرما ہین اودہر حضور ویسرائے بہی عنقریب دربار فرمانے والے ہین۔ چہتری سرکس بہی تماشے کر رہا ہے۔ الفریڈ تھیٹریکل کمپنی بہی آتی ہے۔ ان حضرات کو بہی مثل عارضہ متعدی کچہ کچہ چہوٹی۔ بے چینی بڑہی مادہ ہیجان مین آ ہی گیا۔ اور ایک بار آنکہہ بند کر کے کچکچا کے ”عظیم الشان جلسہ انٹی کانگرس“ کا اشتہار دے ہی دیا۔ کس کی رہی اور کس کی رہجائے گی۔ وقت گذر جاتا ہے۔ بات رہجاتی ہے۔ اب خلاصہ اشتہار ملاحظہ ہو۔ ”منجانب مسلمانان شہر لکھنؤ تاریخ ۳۰ دسمبر ۹۹ ع بمقام بلند باغ کانگرس جلسہ سالانہ لکھنؤ مین ہونیوالا ہے اوسمین کچہہ تجویزین قرار دی جائین گی اور کہا جایگا کہ وہ کل باشندگان شہر کی ہین۔ حالانکہ اس شہر کے قریب قریب کل باشندے

جیہ ہند وجہ مسلمان ابتدا سے کانگرس کی مخالفت کرتے آئے ہین لہذا تدارک ہمپر لازم ہی جسکے لیے ایک بڑا جلسہ منجانب مسلمانان لکھنو تاریخ مذکور ۹ بجے اتوار کے دن مکان انجمن رفاہ عام ہین قرار دیا گیا ہی لہذا استدعا ہی کہ وقت معینہ پر عام حضرات اہل سلام...... اس جلسے ہین مع اعزا واقربا واحباب ومتعلقین کے شرکت فرمائین اور گورنمنٹ کے خیرخواہ بنین"

یون تو اس اشتہار کی کئی باتین ایسی ہین جن ہین اکثر گفتگو ہی مگر ایک بات اس نیاز مند طرفین کو یہ پوچھنا ہی کہ مخالفین کانگرس کے متعلقین کو جو تکلیف دی گئی ہی اوسکا انتظام کیا فرمایا گیا ہی۔ کیونکہ اپنے انٹی بہائیون سے کچھہ بعید نہ سمجھیے کہ کنجرون کی طرح مع متعلقین جلسے ہین آموجود ہون۔ کیا معنے کہ جب اعزا واقربا اور احباب کے علاوہ مخصوص متعلقین کو بہی آپ نے یاد فرمایا ہی اور یہ بہی غالبًا دو المشتہر، خمسہ یعنے خان بہادر نظیر حسن خان صاحب حکیم نواب اغن صاحب۔ مرزا عباس علی خان صاحب سکرٹری۔ حکیم محمد رضا خان بہادر شیخ علی عباس صاحب وکیل جانتے ہونگے کہ متعلقین بی گھربسی۔ یعنے گہر کے لوگون یعنے لڑکون کی والدہ یعنے اے جی یعنی بیگم خانم صاحبہ۔ یعنے جورو جی۔ یعنے زوجہ سعظمہ طال للہ پائنچہا وا تحل للہ دوپٹہا علی روٗس الشوہرین الی یوم الوفات بل بعد الممات کو کہتے ہین۔ تو ان ذات شریف کے اوٹہہ کہڑے ہونے ہین کوئی کسر باقی نہین رہی جس طرح تہیٹر۔ سرکس۔ گہوڑ دوڑ کے جلسون ہین اکثر اتفاق ہوتا ہی اوسی طرح یہان بہی آدہمکینگی اور یہ بہی دور نہ سمجھیے کہ جب سارا گہر یون شریک ہوگا تو اوس دن ضرورت کا سامان بہی ہمراہ ہوگا۔ خواصین پیش خدمتین شیرخوار بچہ

جسکے ابھی ٹیکا لگا ہوگا اور دانہ اوبھرنے یا دانت نکلنے کی وجہ سے چڑچڑا ہورہا ہوگا۔
پھر اوسکا گھوارہ۔ پالنا۔ جھنجھنا۔ چُسنی۔ انا۔ چھوچھو۔ مع برادر رضاعی اسکے علاوہ
بکری کا بچہ۔ چند خرگوش اور چینی چوہے۔ طوطے کا پنجرا جو یہ نرم کرتا ہی اور خاص
اس مصلحت سے آئے گا کہ بولنے والون کی بولیان یاد کرے۔ باورچیخانے کا بگلہ
انا کے صاحبزادے نطفۂ ناتحقیق کا پالا ہوا لینڈی کتے کا پلّہ۔ چھوٹی صاحبزادی کا
گلہری کا بچہ۔ بی گربہ خانم مسماۃ پُسی۔ کبوترون کی کابک۔ مرغی کا ٹاپہ۔ ٹیبڑن
کے تھیلے۔ بیگم صاحب کا پاندان یعنے سب کچھ دان۔ آفتابہ۔ آئنہ۔ اُگالدان۔
طشت۔ تسلہ۔ لوٹا۔ ڈھولک۔ بایان۔ مجیرے۔ بچھونے۔ گاؤ۔ تکیے کے پوتڑے۔
نہالچے۔ لحاف۔ توشک سلامتی سے سبھی ہوا چاہیئں۔ بس معلوم ہونا چاہیے
اسکا کیا سامان کیا گیا ہی۔ اور۔ ہان بڑی بات تو رہی جاتی ہی۔ یعنے ان
سب کا کرایہ کون ادا کریگا۔ بی صاحب خدانخواستہ کیون دینے لگین کیا وجہ
کہ یہ نہایت بدشگونی ہوگی۔ دوسرے اگر یہ جرمانہ دینا پڑا تو متعلقین کیا معنے
متعلقین کے متعلقین یعنے شوہران برخوردار بھی گھر سے باہر نہ نکلنے پائینگے۔
پھر اگر مع اعزا و اقربا و احباب و متعلقین کو بلانا چاہتے ہین تو پہلے جلسے کی
جانب سے ان سواریون کا بندوبست فرمایا جاوے۔ پھر اللہ نے چاہا تل
دھرنے کو جگہ نہ ملیگی۔ سارے اتھلی بھائی بقول اہل دکن اپنا اپنا کھٹلا لیے
موجود جلسہ ہونگے۔ طاعون والے جلسے مین تو دو کانین ہند تھین اس دفعہ
چوطے تک گھرون مین نہ گرم ہون تب کی سند۔ بگڑ جاے اوستاد خالی۔
ایک بات مشتہر صاحبان بھول گئے یعنے متعلقین تک کو تو طلب کیا مگر

رنڈیون۔ خانگیون کا کہین ٹھکانا نہ کیا۔ جو ایک کیا معنے ساری دنیا کی متعلقین ہونے کا پیشہ اوٹھائے ہوئے ہین اور معاملہ فہمی کا یہ حال ہے کہ بی چدن۔ بی جو دہرائن۔ وغیرہ وغیرہ کا تجربہ ذاتی تو غالبًا انٹی بازون کیا بڑون بڑون تک کو ہوگا۔ پس اُن کی طرف سے آنکھین پہیر لینا یعنی جہ مناسب ہے بُلوائین اور ضرور بُلوائین اسکے کیا معنی کہ جہان بگہیان۔ پالکیان۔ ڈولیان ہون وہان جو پہلے نہ ہون۔ واللہ انٹی ونٹی تو چار دن کی بات ہی سابقہ انہین سے پڑتا ہی۔ اگر اس تقریب مین انکو نہ پوچھا تو بہتون سے برادری ترک ہو جائیگی اور پہر شادی بیاہ ہونا۔ ناچ گانے کے جلسون مین رنڈی منڈی ایک نہ آئیگی اور سفر دائیون کو جو شکایت ہوگی وہ نمک بہ جراحت ہوگی۔ یہ سمجہہ لین انکی پیشوازی گورنمنٹ بہی اندرونی قوت رکہتی ہی۔ انکا سکہ دلون پر چلتا ہی۔ انکے طبلے کی گمگ نانک ہتی توپ۔ سارنگی ہنری مارٹنی۔ مجیرے مکزم گن سے زیادہ توڑ رکہتے ہین اور بی صاحب تو پوری ڈائنا مائٹ یا ٹاربیڈو ہی ہین۔ انکے توڑ کا کیا پوچہنا۔ بلکہ سچ پوچہو تو یہ لوگ سُرنگ ہین جیسے اکثر خاندان اوڑ گئے ہین پس ان کی زد سے ضرور بچنا چاہیے۔

راقم

ساتہہ لے دے کے اپنے یارون کو
مینڈکی بہی چلی مدارون کو

مرزا مچھو بیگ ستم ظریف

مرزا محمد مرتضیٰ نام عاشق تخلص عرف مچھو بیگ پیچ کی نامہ نگاری مین ستم ظریف کے نام سے مشہور تھے۔ آپکے مورث اعلےٰ مرزا عطاءاللہ بیگ معروف بہ نواب حسین علی خان بہادر اٹک سے لکھنؤ تشریف لائے تھے آپ کے نانا مرزا اسد علی بیگ پادشاہ اودہ کی فوج مین کمیدان تھے مرزا صاحب بچپن سے بائیس سال کی عمر تک نانا کے ہمراہ رہے اور اسوقت تک بجز سپہ گری اور کوئی مشغلہ نہ تھا۔ لیکن سنہ ۱۸۵۷ء کے بعد بطور خود کافی علمی لیاقت پیدا کر کے مشغلہ شعر و سخن کی جانب بھی توجہ شروع کی اور رفتہ رفتہ اس فن شریف مین بھی اسقدر قدرت بہم پہونچائی کہ آپ کی زندگی ہی مین آپکا نام اُردو زبان کے اساتذا اور محققین کی فہرست مین داخل ہوگیا تھا آپ مرزا نسیم کے شاگردون مین سے تھے۔

دراز قامت فربہ اندام صحیح و شدید القویٰ جسم و قوت کے اعتبار سے بقول حضرت حسرت موہانی شاعرون مین ناسخ ثانی کے نام کے مستحق تھے۔ رنگ البتہ ناسخ کے خلاف گندمی تھا کھلتا ہوا۔ دوپلی ٹوپی انگرکھا گھٹنا لکھنؤ کی معمولی وضع آپکو بھی مرغوب تھی لیکن آخر عمر مین کبھی کبھی کوٹ پتلون بھی پہن لیتے تھے۔ لطیف و ظریف خوش بیان و خوش گفتار اپنے چھوٹون سے بھی ظرافت کو دریغ نہ کرتے تھے۔ آپکے ملنے والون میں پرانی وضع کے لوگون مین اشرف علی صاحب اشرف مرحوم منشی امیر اللہ تسلیم وغیرہ اور نئی تہذیب کے لوگون مین منشی جوالا پرشاد برق مسٹر حامد علیخان بیرسٹر اور منشی محمد سجاد حسین صاحب سے صلح کل و مرنجان مرنج کی یہ کیفیت تھی کہ مرتے دم تک بلکہ مرنے کے بعد بھی لوگون کو آپکے اصلی مذہب کی کیفیت نہ معلوم ہوئی کہ سنی تھے کہ شیعہ آپکے شاگردون مین منشی بالمکند گپتا مرحوم اڈیٹر اخبار بہارت

مرزا مچھو بیگ ۔ ستم ظریف

انڈین پریس الہ آباد

مستر کلکتہ خصوصیت کے ساتھہ قابل ذکر ہین کہ جس سے آپکی ہر دلعزیزی
و بے تعصبی کا ثبوت ملتا ہی۔ حضرت حسرت موہانی کہ جنکے لطف وکرم سے
یہ حالات زندگی مرزا صاحب کی ہم تک پہونچے ہین فرماتے ہین ؛۔
"آپ کے نظم ونثر کے تمام کارنامے ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے
بعد کے ہین۔ مرزا تسلیم مرحوم بھی اسی زمانے مین دہلی سے
لکھنؤ تشریف لائے تھے انکی صحبت اور شاگردی نے سمند ناز پر تازیانے کا
کام کیا۔ اور آپ کے ادبی مذاق کی خوبیون نے روز افزون ترقی کے ساتھ
پایان کار وہ مرتبہ حاصل کیا کہ آپ نثر نگاری مین یکتائے روزگار اور
سخن سنجی مین اُستاد قرار پائے۔ لکھنؤ کے مشہور ظریف اخبار اودھ پنچ مین
اسکی ابتدا سے لیکر اپنی آخر عمر تک ۳۲ سال برابر "ستم ظریف" کے فرضی نام سے
ایسے دلچسپ مضامین لکھتے رہے جنکا ادبی اور تنقیدی حیثیت سے بے مثل
و نظیر ہونا آجتک اہل قلم کے حلقے مین مسلم سمجھا جاتا ہی۔ تذکرۂ شعرا کے مانند
جب کبھی اردو زبان کے نثر نگارون کے حالات بھی مرتب کیے جائینگے
اسوقت حضرت عاشق کا نام یقیناً طبقۂ اول کے انشا پردازون کی فہرست مین
ممتاز نظر آئیگا۔ لکھنؤ کی زبان اور محاورون کی جتنی تحقیق مرزائے مرحوم کو تھی
اسکا اندازہ انکی مشہور تالیف "بہار ہند" کے دیکھنے سے بخوبی کیا جاسکتا ہی۔
افسوس ہے کہ ملک نے اس لغت کی کافی قدر نہ کی ورنہ اگر اسکے باقی تین
حصے بھی چھپ جاتے تو اُردو زبان کی اصلاحون اور محاورونکا ایک لاجواب
مجموعہ مرتب ہوجاتا۔ مولوی حکیم الدین وکیل اکولانے علم ادب کے متعلق اودھ پنچ
سے آپکے بعض مضامین کو نقل کرکے "چشمۂ بصیرت" نام ایک کتاب کی صورت
مین چھپوا دیا تھا مگر وہ اب کمیاب ہی۔ گلزار نجات میلاد شریف نظم اور مثنوی
نیرنگ خیال معرفت کے علاوہ آپ کا ایک ضخیم دیوان مشتمل بہ جملہ اصناف سخن
آپ کے خلف رشید مرزا محمد صدیق صاحب صادق کے پاس موجود ہی"۔

گرما بگذشت و روبکاری ہی وہی
سرما بگذشت و روبکاری ہی وہی
برسات مین سب سے بڑھکے چھچھالیدر
برما بگذشت و روبکاری ہی وہی

سُبحان تیری قدرت۔ کیون قبلہ مولوی اودہ پنچ خان صاحب بہادر دنیا بھی بقول جلا ہے بہائیون کے کیا ہی مقام ہی گھڑی مین کچہ اور گھڑی مین کچہ یقین ہے آپ کو یاد ہو گا کہ ابھی کل کی بات ہی مئی جون کا مہینہ دسات قرآن درمیان۔ کیا کیا آتش افروزیان اور گرمیان کرتا تہا۔ کس شدت کی کیسی دہوان دہار جلاپے کی گرمی تہی۔ اسے لیجیے اک ذرا مین ہوا جو بدلی بادل خانصاحب ڈنکے بجاتے مع افواج قاہرہ برشکالی آدھمکے لگا دنا دن مینہ پڑنے پہر لے میرے بہائی ابر ہی کہ دوڑا دوڑ کرتا چوطرفہ سے گہرا چلا آتا ہی پانی کہتا ہی کہ آج برس کے پہر نہ برسونگا موسلا دہار۔ چہاجون برس رہا ہے۔ چار ہی دن مین وہ پکار مچ گئی کہ توبہ بہلی ہی۔ نالے ندیان دریا سمندر کا بچہ جدہر دیکھو عالم آب کام کا جی پسینے کے بدلے مینہ مین شرابور۔ رات کیسی ون کو کجلی بن گہٹائین مست ہاتہیون کی طرح جہومتی چلی آتی ہین۔ بجلی کی چمک پہر اوسکے بعد گڑگڑاہٹ کو اور کیا کہیے یا تو آسمانی بم کے گولے چہوٹتی ہین یا فرشتے عالم بالا کی چہتین کوٹتے ہین۔ تاریکی وہ کہ ہاتہہ کو ہاتہہ نہین سوجہتا اچھے خاصے

آنکھون والے لاٹھی کے سہارے اندھے حافظ جی بنے چلے جاتے ہین مکانات
ایک تو یونہین بڈھے کا دانت بنے ہوئے ہالے ڈولے ہین تھے۔ اب جو پانی
برسا کسیقدر تراوٹ پائی چلیئے اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ اڑارڑا دھڑیم
کرکے پشت بزمین رسید ہوئے۔ اب مٹی کون اوٹھائے مزدور تو مزاج
معشوق کی طرح ملتے نہین۔ برقنداز بہادر جیسے پولیس والون کی شکایتین ہوئین
اور بہی خون کے پیاسے ہوگئے چالان ہی کیے دیتے ہین۔ دوڑتے دوڑتے
پھیپھڑی کیسے ہاتھہ پاؤن تک پہول گئے مگر بارہ بارہ چوبیس کوس مزدور کا
پتہ نہ لگا۔ بڑی خرابی نہایت مشکلون سے اگر کوئی لولا لنگڑا نصیب ہوا تو رسیان
باندھکے رکہیے نہین رکتا پٹا توڑ لئے بہاگا جاتا ہی۔ سو اگر دن ہلنے کے ہونکارا
زبان ہی سے نہین نکلتا سوا نہیّان کے ارسیان چار آنے آٹھہ آنے روپیہ
دو روپیہ دس بیس سو پچاس ہزار دو ہزار روپیہ روز لوگے۔ جی نہین او ن ہون
یہ بہی وکلا کی تعلیم یافتہ بڑے ڈبلو آختہ ہوئے۔ لے توبہ استغفر اللہ پاؤن
کی طرح زبان بہی پہسل گئی کدہر کی کدہر ہو رہی ہی۔ اب لاحول ولا قوۃ الا باللہ
ہان نیت کرتا ہون مین واسطے بیان کرنے حالت پُر ملالت مقدمۂ مذکورۂ
بالا جس سے بڑھکے کوئی مرض لا دوا نہین واسطے دوزخ کے منہ طرف پکہری کی
اللہ اکبر۔ استغفر اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ لیجیے نیت بد ہو گئی
نماز توڑنی پڑی پہلے سب سے اتنی بات بطور مقدمہ اور گذارش کرنے
کے ہی کہ فصل کا کچہہ قصور نہین کوئی موسم کیون نہو قسمت اپنی اپنی دنیا کی
دورنگی عالم مین مشہور ایک برتاؤ زمانے کا سب کے ساتھہ نہین ہوتا

خوش نصیبون کو اسمین بھی خوشی ہی چین سے گھرون مین بیٹھی ملار گایا کرتے ہین
اک ذراسی بیفکری ہونا چاہیے پھر واہ جی واہ پانچون گھی مین اور سر کڑھائی مین
یہی فصل وہ ہی جسکے لیئے تمنین مرادین مانی جاتی ہین۔ شعرا مین کشتی نوح کا
اوتارا برسات ہی کے گھاٹ پر ہوتا ہی۔ جب سنیئے ؎

تند و پر شور و سیہ مست ز کوہسار آمد ؔؔؔؔ میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کا ترانہ۔ اُردو والے ؎

گرہ مین زر ہے رندون کے گھٹا اوٹھی ہی ادتر سے
خدا چاہے تو ساقی آج میخانے مین ہن برسے

کے شور غل سے کان پھوڑے ڈالتے ہین۔ نشہ پانی والے بہشتی جوان جب
دیکھیے آسمان ہی کی طرف تکا کرتے ہین۔ معشوق لوگو لکا یہ پیار اُمنہ ہی
جتنی باتین ہوتی ہین وہ انہین دنون کے لیئے اوٹھا رکھی جاتی ہین۔ جہان
اک ذراسی گھٹا آئی بوندا باندی کا لگا لگا اور گھر گھر کڑھائی چڑھ گئی۔ چھنن
مُنن کی آواز آنے لگی۔ کپڑے رنگ برنگی انہین دنون کے لیئے ایجاد ہوے
بی مہندی خانم کی قدر و منزلت شاید سال بھر تک ایسی کبھی نہین ہوتی
جب دیکھو قدمون سے لگی ہین اور عاشق تن رشک و حسد سی ہاتھہ ملتے ہین
جھولون پر لہک لہک کے سال بھر کی دل کی بھڑاس نکالی جاتی ہی۔
لہری بندے جب دیکھو دریا کنارے لال پری سے علیک سلیک کرتے
نشہ پانی کا رنگ جماتے مزے اوڑاتے ہین ہاے ہاے
یادش بخیر بقول کسے ؎

ہوس گل کی کبھی مثل عنادل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی تہا شوق گل ہمکو کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

سب سے بڑھ کے عیش باغ کے میلے جنہین افیونیونکے دلسے پوچھا چاہیئے۔ وہ خاکی پریزادوں کے بناؤ بیفکر دن خوش نصیبون کے جماؤ۔ جنبولنوں اور ساقنون کے ہجوم۔ سودے سلف والون کی دہوما دہوم کہین بٹی دہڑا کا میان بیوی لڑاکا کی پکار۔ کسی طرف شاخین سہال گو لیا ن مزیدار جابجا ہنڈولے گڑے۔ کبڑیون کا ہلڑ۔ ارے میان ملیح آبا دلٹا دیا ٹیکے ٹپک پڑے کسی طرف چٹ پٹے سلونی گرما گرم چڑپڑے۔ کباب ہین بارہ مسالہ دا دہی کے بڑے۔ بگہیون کے گرد مالی ہار بیچنے کے بہانے آنکہین سینکتے پہرتے ہین۔ جب سنیے۔ ارے میان بیلا یہ پلنگ توڑ بیلا۔ بیلا محبت مین کھلا۔ سونگھا اور گلے پڑا۔ کہین جھولے پر جنتی قمریون کا تانین لگانا۔ مفلس شوقینون کا تانین پیٹ پیٹ کے تلملانا۔ یہ بھی آٹھوین دن کا ڈھکوسلا ہی قسمت ورونکو تو برابر چین ہی چین لکھا ہی ہر روز دن عید رات شب برات پھر واہ ری برسات اور واہ ری برسات یہان بلا تشبیہ نقل کفر کفر نباشد بھلے آدمی سے ترے کہرے سائل ہو کے رہگئے۔ جب سنیئے سائل یہ چاہتا ہی سائل بعرض کرتا ہی سائل کو اطلاع دو۔ سائل حاضر ہی۔ واہ جی واہ اتنی بڑی سرکار سے خطاب بھی ملا تو بھک منگا کنگلون کا سا۔ طرہ یہ کہ حاصل حصول خاک نہین بلکہ روز لینے کے دینے کچھ اپنی ہی گرہ کا خرچ ہوتا ہی۔ خلاصہ یہ کہ ہم ایسے اور بندگان خدا جو معظمہ و مکرمہ بی دیوانی خانم صاحبہ کے چکر سے ننانوی کے

پھیر مین پڑے ہین او نہین دن رات وہی جھگڑا ہی بلکہ گواہی شاہدی اغیرہ وغیرہ کے بجز جہکڑے کو چرخ چون کرکے گھسیٹتا بدا ہے ہان اکثر بیحیائی کے تقاضے پر یہ شعر حسب حال الاپتے ہین ؎

وہی محبوب بھٹیاری جو آگے تھی سواب بھی ہے
وہی لہنگا وہی ساری جو آگے تہی سواب بہی ہے
وہی کہانا نہ پینا دس بجے جانا کچہری کا
نصیبون کی وہی خواری جو آگے تہی سواب بہی ہے
وہی دولت کا لٹنا اور وہی خرچے وہی ہرجے
وہی پیسے کی بھرماری جو آگے تہی سواب بہی ہے
وہی کپڑون مین کیچڑ کے چھپکے کائی کے دہبے
ہوائے چرخ زنگاری جو آگے تہی سواب بہی ہے
وہی دیوانون کی سی رات دن گردش وہی چکر
جنون کی گرم بازاری جو آگے تہی سواب بہی ہے
اوسی صورت سے ہے ابتک بُرے کی جان کا رونا
طبیعت زیست سے عاری جو آگے تہی سواب بہی ہے

قصہ مختصر۔ کچھ ہی کیون نہو مینہ برسے آندہی آئے۔ ادھر کی دنیا چاہے ادہر ہو جائے اِن مصیبت کی مارون کو وہی ایک دہندہا۔ صبح ہوئی اور موم جامے کے ٹکڑے مین کا غذات لپیٹ کر مستعد ہو بیٹھے۔ اور مینہ کہلنے کا نام نہین لیتا

سوسلا دہار پانی پڑ رہا ہی۔ گھبراہٹ مین تیل جلا رہے ہین اولتی تلے مسافر بنا رہے ہین ٹوٹکے پر ٹوٹکے ہوتے ہین۔ کبھی رات کے تارے دن کی دھوپ کا وظیفہ۔ کبھی چار مندے چار گندے چار نکر ہا رے۔ بدلی گئی پہاٹ پہوٹ تارے نکل آئے۔ کی تسبیح جپنا۔ مگر توبہ بھلی ہی بدلی خانم صاحبہ کا اور گھٹا ٹوپ ہوتا جاتا ہی اب گھڑیال کی آواز جو کان مین آئی تو گنتی شمار کون کرے تن بہ تقدیر گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور سیدہی کچہری کی راہ لی۔ مگر قطع شریف اتنی پاک و پاکیزہ کہ مئی جون کے مہینے کا ٹھاٹھہ بہی قربان کیا تہا۔ اے واہی واہ۔ پائینچے دونوں چڑھے دامن گروانے۔ موزہ باران کوٹ ایک تو نصیب نہین دوسرے انگریزی وضع بناتے پرانی شریعت کے خلاف چلیے گھوڑے کی گردنی یا پرانی سڑی کملی کا کھڈونگا کے دہی موی بستہ نائی کی سی کسبت یا اپنی قسمت کی طرح بغل مین دبا کے زیر پائی کے ہوادار پر سوار سٹر پٹر کرتے ہوے چلے اب ڈوبتے ترتے سڑک پر پہونچ کر نہ کسی کو دیکھتے ہین نہ سنتے ہین۔ اِکّے والے ہوت اکے والے ہوت کی صدا لگا رہے ہین۔ جواب کون دے مینہ کے دہاڑ دم دھاڑ مین کان پڑی آواز تو آتی نہین۔ بڑی بڑائی کسی دلگی باز نے اِدہر اودہر کونے کھدرے سے آواز دی بہی تو کیا دوت دوت۔ یہان اوسی کے سہارے ڈوبکیان کہاتے ہوئے رینگ چلے۔ اب ہوا کے سنّاٹے دانت کھٹے کیے دیتی ہین یہان کچہری کا بہوت سوار پکے سے زیادہ یہ خوف لگا ہوا کہ کہین پکار ہو جائے نہین شتم پشتم گول دروازے تک پہونچ گئے۔ اب اکے تو جمعرات کی پلی دوجین بہت مگر خالی ٹٹو پوشش بچھونا ندارد۔ وہ بہی غنیمت است کہکے بے چکائے

سوار ہو لئے اور کہا کہ بہائی اکے والے کہان ہو ہمین کچہری لے چلو کے والے
دوکان مین کہڑے سلفہ اوڑا رہے تھے بولے لیچلنے کو تو ہم نئی دنیا تک لیچلین
لیکن پہلے آپ آسمان پر جا کے پانی کا برسنا بند کرا دیجئے تو کام چلے سڑک تو
دکہائی نہین دیتی آئے وہان سے لیچلو گے ایسے ہم بیدہے ہین کہ بن ناحق
اپنا ہاتہہ مُنہ توڑ واڈالین - بہائی جان ہمارا مقدمہ ہی ہمین دس بجے ضرور
وہان حاضر ہونا چاہیے رات کے دس بجے تک بہر بیکار ہو لیکن حکم دس ہی
بجے کا لگا دیا ہی - پہر مقدمہ آپکا ہی ہمین کیا ہم تو بے پانی کہُلے خدا ہی بُلائے
تو نہین جاتے اپنا کام کیجئے بڑی جلدی ہی تو اور دو قدم ناک کی سیدہہ پر
سے چلے جائیے ہمین فرصت نہین - اونہہ جہان ستیاناس وہان ساڑھے
ستیاناس چلو گاڑی پر چلین - ارے بہائی ایک گاڑی کچہری تک لے چلو -
بہت خوب آئیے یہان سائے مین نکل آئیے اب تو ہنا کے بہیگ گئے صورت نہین
پہچانی پڑتی ہی لو ہمارے پُرانے وہ ہین گی سواریان ہونگی - ارمیان اب
تقریرین نہ کرو ہمین جلدی ہی بس ایک سواری اور گہنٹون کا حساب - کیا کہا
گہنٹون کا حساب - تو آپ ضرور کچہری پہونچے میان جی ابہی آغا میر کی ڈیوڑہی تک
کرایہ دو روپیہ کا پہیر دیا کہ بہیا کون اپنے ٹٹوون کی جان لے کہین کچہ اینڈے
بینڈے پاتون پڑ گیا تو اپنا سو روپیہ کا نقصان ہو جایگا - لیکن آپکی خاطر ہی
خیر دو روپیہ دیجیے لے چلین گے پہر غصہ آگیا اور پیدل چل نکلے اونہہ کیا ہمارے
پاتون نہین - اجی تو آئیے میان جی یہ لیجیے آپ تو خفا ہو چلے آخر کچہ دیجئیگا - کچہ نہین
کہتے ہوئے یہ جا وہ جا سڑک پر معہ مبالغہ پونے تین قد آدم پانی گنگا جمنا کا دہارا ہو رہا تہا

چلی چین سے کھڑی پیر لگاتی ملاحی کاٹتے ۔ ایک گاڑی ڈوبتی تیرتی پانی
مین خل خل کرتی نظر آئی دہی جان مین جان پڑی جلدی سے کیون بھائی
لیچلو گے ۔ وہ تو جان جوکھون بھولی بیوپاری کا مال لٹا دیا بھیک کے شور ہو
ہو ہی چکی تھی بڑی ڈپٹ سے بولے آئیے اور ایک رپاٹا لگائین مگر چہرہ دار
لگے گا ۔ اجی اور سوا چٹا گلے گلے پانی گھٹنون گھٹنون دلدل منظور اور منظور
چلیئے جھٹ پٹ داخل گاڑی مبارک ہوئی اور جلدی لیچلو کی تاکید شروع
ہوئی قصائی کے پل تک تو ٹٹو ی ہزار خرابی اس ترکیب سے گھسیٹ لیگیا کہ بادشاہی
زمانے کے سزا ہر ہر قدم پر پانچ پانچ کوڑے پڑتے تھے آمین رجعت قہقری کا
وقت آیا کہ بالشت بھر بڑھے تو دو قدم پیچھے کو ہٹے یون ہی جون تون دلے
وے دے کر ریل کا پل نانگھے اتنو ہ نہ ہلد نہ جنبد نہ کھسکت زجا
کا زمانہ آگیا بابان ٹٹو اللہ کرکے زمین دوز ہوا ۔ کوچبین صاحب نے لاکھ کوشش
ہزار سر مغزن کی ۔ ہیچ نمی شود جنبش چہ معنی دارد لاجنب ولاتجنب جناب
ذرا باہر آکے پہیئے مین ہاتھ لگا دیجئے ۔ بجا ارشاد ہوا پہیئے مین زور لگانے سے
کیا ہوگا آپ ٹٹو کے پہیئے لگائیے تو کچھ کام چلے ۔ پھر صاحب عینہ بوندی مین
آدمی تو گر ہی پڑتا ہی جانور کی کون کہے ۔ ہٹ تیری کچھری کی دم مین تہ توڑ
کنوئین کا نل کیا تھا کس عذاب مین جان پڑی ہزارون باتین سناتی ہوئے
بگھی سے اوترے پیدل چلنے کا قصد کیا اسمین کوچبان صاحب نے کمر مین ہاتھ
ڈالا کہ بھارا ہر جہ معہ کرایہ بائین ہاتھ سے دھر دیجئے اتنو ٹٹو بچتا نظر نہین آتا
سو پچاس روپیہ کا نقصان ہوا بہت خاصے مختتا نہ بھر دیکیے بھی جان

چھٹتے نظر نہین آتی۔ بہزار منت خوشامد تہکا فضیحتی آٹھہ آنے دیکے رضامند کیا اور کچہری کا رستہ لیا۔ جلدی کا واسطہ گھبراہٹ کی چال ٹیڑہی کوٹھی والی سڑک تک جاکے پاؤن جو پہسلا لنڈہکری کہائی راستہ صاف تہا اِدھر اُدھر دیکھہ کے اوٹھ بیٹھے کپڑے لت پت کہنی لہو لہان کہڑے قدسے گرنے کا دہچکا ابہی سیدھے نہوئے تھے کہ دوسری قلابازی کہائی آپ ہی یا علی مدد کہکے پہر اُٹھے اور اُتو کرتے پو قدمے کی چال چلتے ہوے کچہری پہونچے وہان کی کیفیت قابل دید سعہ مبالغہ کئی ہزار غرض مند اور وہی ذراسی جگہ بہلا گرمی مین تو ادہر اودہر پکریا شہتوت کے تلے ٹکاؤ تو کیا پنچے ٹیک لیتی تھے ابتو بالکل جیسے بورا ہا کتا جدہر جائیے دوت دبک دیکھو پانی ٹپکتا ہوا اے لو کاغذ بہیگ گیا۔ ہان ہان چھینٹین نہ اوڑانا غرضکہ خدا کے سوا کہین ٹھکانا نہین۔ اسیطرح گھڑی دو گھڑی کا واسطہ ہو تو خیر جھیل ہی ڈالا جائے۔ نئے نئے حاکم سویرے سے اجلاس پر آکے جو ڈٹے تو سات بجے کی خبر لی بس جی پک گیا اُسپر کبہی ایک مقدمہ پیش ہوا کبہی دو۔ شام کو بعد تہی دستانِ قسمت سے کہدیا۔ دال پیش دو چلد وا اپنا سا منہ لیکے پلٹ آئے کہان گئے تھے کہین نہین کیا کیا خاک دھول بکائن کے پھول کرنا کیسا لکھا پورا کرتے ہین جس مقدمے والے سے پوچھیئے نت نئی آلہا گاتا ہی یہانتک کہ بعضے دو کہا چندہ کرکے سرا ٹہولنے کی تجویز پیش کرتے ہین کہ بلا سے اتنی ہی راحت ہو جاے گھر سے پاتراب کرکے یہان آرہین گے کبہی نہ کبہی پیشی کی نوبت آہی جائیگی۔ اور کچھ نہین تو کہانے پینے سونے بیٹھنے کی تو تکلیف نہوگی چین سے بی بھٹیاری کے یہان ٹکے رہے جب کبہی وقت بیوقت اندھیرے اوجالے پکار ہوئی جلدی سے حاضر کہکے

جا کھڑے ہوئے اتو بے موت مرے جاتے ہین خیر لعنت بکار شیطان جب ذرا پیٹ
مین سانس سمائی کپڑے پہر ہرے ہوے تو وکیل صاحب کی تلاش کو نکلا ایک آدھے
شناسا سے علیک سلیک کی وہان خبر سنی کہ آپ کی تو پکار ہوئی تھی ورہی پیشاب
پانی ہو گیا اب چلے پانؤن کی سی بلی ادہر وکیل صاحب کو دیکھا اودہر تلاش کی
وہ سلامتی سے چلا وا بڑی جستجو اور ڈگا پو سے بانسون مین کنوئین اور کنوون مین
بانس ڈال کے وکیل صاحب سے ملاقات نصیب ہوئی۔ غضب ہو گیا قہر ہوا
دیکھتے ہی ساون بہادون سے بڑھ کے برس پڑے۔ ایک گھڑکی تبائی کہ واہ وا
صاحب تم تو عدالت کو خالہ جی کا گھر سمجھے ہوئے ہو۔ نکلنے کا نام ہی نہین لیتے۔
وہ تو کہیں خدا ساز بات ہین اپنی چند مقدمات کا نقصان کرکے آج سویری منہ اندھیرے
آیا حاکم ہاتھہ پر ہاتھہ رکھکے بیکار بیٹھے تھے کہ مین نے سلام کیا۔ تخلیہ تو تہاہی پوچھا
کیون تمہارا آج کوئی مقدمہ ہے بس ہین لی اوڑا۔ چنان وچنین حضور خداوند غریب دل
بات کو بڑہا وادیکے مطلب پر لایا کہ جی ہان ایک فلانا مقدمہ ہے وہ کم بخت بدنصیب
ناشدنی ابہی تک نہین حاضر ہوا۔ وکیل ہون لیکن ابہی تک سوا محنتانہ لینی کے
اور کچھہ نہین سمجھا اور نہ آج تیار ہو کے آیا وہ ہوتا تو خیر کچھہ کام چل ہی جاتا آپ
مہربانی سے اسکی تاریخ بڑھا دیجیے کیونکہ مدعی کا بہی کوئی وکیل حاضر نہین آیا۔
پہلے تو خاموش سکوت مین بیٹھے رہے پہر فرمایا کہ اچھا برخاست کے وقت دیکھا جائیگا
پہر مین نے بہت منت سماجت کی ہاتھہ پانؤن باندھے مگر کچھہ جواب ندیا اچھا کہا
لیکئے۔ بس جناب اس حاضر باشی اور پیروی کا محنتانہ شکرانہ داخل کیجئے نہین آج ہی
سیدہے جہنم واصل تحت الثریٰ کے اندر چلے جاتے۔ بس مجھے کمشنری جانا ہے وہان سے

اور ایک جگہہ وہان سے اور کئی مقام پر تم تاریخ پیشی دریافت کرکی معہ رقم محنتانہ شکرانہ مکان پر آنا
بہیجیے بندگی۔ چلیے وہ سبکدوش ہوئی یہان پر ہزار ہزار مرتبہ دروازیکی صدقی ہوتی پہرتے ہین خالی
میدان پر آج ہوتا ہی نہ کل۔ مگر ہان ایک بات ضروریات سی قابل گذارش ہی کہ باقی بوندی
کی سیلن سی ذرا مقدمات کی گرما گرمی جو سرد یا گئی تہی تو جسے دیکہیے وہ بہوک پائی کبوتر کیطرح
کندسے تولی مستعد بیٹہا ہی جدہر سنیئے اللہ بہیج مولا بہیج کا وظیفہ جپا جاتا ہی جس سے دو چار
ہوئی بڑی لمبی چوڑی مہربانی سی۔ اللہ کہان تہی آج کتنے دنونکے بعد کمائی پڑی۔ تمہارے
کاغذات تیار رکہی ہین۔ واہ صاحب سلام آپکی نقل کئی بار لکہی اور رد ہو ڈالی۔ اجی حضرت
آپکا ترجمہ رکہا ہی اسے تو لیے جائیے بہت خوب بہت اچہا بہت بہتر آپکی مہربانی نوازش
بندہ پروری۔ مذکوری چپراسی آج کیا آپکی پیشی ہی۔ ہم تو بکر ید کو دن مکان پر جاکے گہوم آئے۔
خیر صاحب کہڑے کہڑے سر کا لہو پانوئین اوتر آیا خالی ایری پہیری پوچہا پچہی کتر بیونت
جہیل جہال مین چار بجے پانچ بجے۔ ابتو چہکے چہوٹ گئے۔ بہوک کا غلبہ جُدا۔ پاخانے
پیشاب کی ضبط کرنیسے جی بولایا ہوا۔ بواسیر کا مرض ہوا کہڑے کہڑے شدت سی درد ہونے لگا۔
بہیگنے کی زحمت نے حرارت کی سی کیفیت پیدا کی۔ ادہر تو برسات کی فصل ادہر رات
ہو چلی ہوا کی خنکی اور بہی ناگوار ہونے لگی بالکل شام کو قریباً تنا حکم ہوا کہ اس مقدمی کی تاریخ
دس مہینی کم سال بہر کو بڑہا دیگئی۔ سائل فریق ثانی کی اطلاع دہی کا خرچہ داخل کرے ثبوت کے
کاغذات ملاحظہ کرنیکو تاریخ اور مقرر ہو گی۔ بالفعل تفرقات کی پیشی مین نواب خان بہادر کی پوشش
ضروری کی واگذاری کی نئی نقطہ سے پڑہہ کی پوشش کی لفظ سمجہہ مین نہین آئی آج تک کبہی گاوی
تکیہ کرسی کی پوشش سنی تہی نواب صاحب بہادر پر کونسی پوشش پڑتی ہی تو بعد دریافت حال بسیار
آتنی اصلیت ثابت ہوئی کہ پوشش سے مراد (پوشاک ضروری) باقی پہر انشاء اللہ بعد پیشی و پیشی

ہو گیا زندگی سے جی بیزار
وقنا ربنا عذاب النار

توبہ سوبہ تلاّ بلاّ دوہائی تہائی چوتھائی - دادبیداد فریاد الغیاث وغیرہ وغیرہ - باایں ہمہ کان پکڑکے اوٹھا بیٹھی بعد ملاحظہ نظر ثانی پھر توبہ کر بندے اس گندے روزگار سے - کیا کیجیے اور کیا نہ کیجیے - آجتک معہ مبالغہ پونے پانچ کرور برس ہوئے کہ اس عذاب النار کا مطلب سمجھ کے ہیچا پیچ مین نہین آتا - بعضے عذاب النار کے یہی معنے بھاڑ چولھے کی آگ کہتے ہین - بہتیرے مُلاّ قل اعوذیے نار دوزخ جو ہمارے معزز مولانا سے عربی کے بقول یونہین سا ایک دوہڑ ہنکا ڈراوے دہمکاوے کا آلہ ہے - مان بیٹھے ہین - اکثر بیٹھو مرہیکے پیٹ کی آگ یعنے بھوک پیاس کا عذاب سمجھے ہوئے ہین - بعضے سپاہی پیشہ لڑنے مرنے مورچہ میدان داری کے آدمی بندوق کی نلی سے تعبیر کرتے ہین - غرضکہ اپنے اپنے خیالی پلاؤ کون ایسا ہی کہ نہین پکاتا خاص مطلب سچی بات وہی ہی جو ایک برگزیدہ سن رسیدہ گرم و سرد چشیدہ پہونچے ہوئے اللہ والے بزرگ نے مرتے وقت چپکے سے کہی تھی کہ بھیا نارسی مراد عورت یہی عذاب وہ ہی کہ جس سے پناہ مانگنی چاہیے بلکہ پناہ بھی مانگے نہین ملتی - غرض یہ کہ چھٹکارا ہی نہین - بھاگے سے بھی جان نہین بچ سکتی اب ضرور ہوا کہ مین تھوڑا تھوڑا سا ذکر بھی کردون پورا مرقع اوتارنے مین تو شاید کم سے کم کوئی سوا لاکھ جزو کی کتاب ہو ہان دو ایک جملے پتے نشان کے طور پر وہ بھی لب لباب کہدونگا - ہان لے اب پڑھیے - کیا (وقنا ربنا عذاب النار) ای حضرت پہلی قسم

بڑھیا معاملہ چندہ جور و عاشقی معشوقی کا درجہ۔ بیوی شمع پر جیسے پروانہ۔
میان جیسے چاند کے گرد چکور انتہا کے پینگ بڑھے ہوئے۔ اخلاص میل جول
ساری دنیا داری کی باتین ات گت۔ ساتھ دنیا وی سب کام بند میان بی مصرف
محض۔ گھر مین حوالات کا مزا مجال کیا دالان کے باہر قدم نکالین۔ دوست
آشنا حق ملاقاتی سب کو استعفا۔ نوکری چاکری کا تو ذکر ہی کیا بلا تشبیہ کفر کے
کلمے سے بھی زیادہ بیوپار تجارت گھر کی چاردیواری مین تو ممکن نہین بے دست غیب
یا کیمیا بنانے کے کام کیونکر چلے کھائین کسکے گھر سے اوقات بسری کیونکر ہو لاکھ امیر
سہی بیٹھے بیٹھے تو کنوئین خالی ہو جاتے ہین۔ خرچ ون بر چون کو آئی تو کہان سے
آئے۔ گھر سے باہر جانا۔ سفر کرنا بغیر سارا ٹبر لادے کل اثالہ ساتھ لیے ممکن نہین۔
پھر کچے بچے چینگا پوٹی ماما اصیل دائی کھلائی آئے گئے ملا کے تین چار کوڑی
آدمی اور ایک دوسرے سے ایسا متعلق جیسے چہرے سے ناک مصارف دن دونی
رات چوگنی ماشاءاللہ ہو نسنے والے کی آنکھون مین خاک روز بروز ترقی پہ
روزمرہ مین بہاڑ کی کیفیت جو پایا جہان سے جو کچھ ملا جھونک دیا آخر تابکجا۔
مجبوری کو ہاتھ پاؤن ہلانا چاہا۔ گھر سے باہر قدم نکالنا تھا کہ آفت آگئی۔
بس ہو چکا خوب دیکھا اب وہ ہماری بات کہان صورت سے نفرت ہے۔
رسیان تُوڑاتے ہین۔ ای صاحب وہ نہین کہتے کہ چار دن کی چاندنی پھر اندھیرا
پاکھ۔ کون کسکا ہوا ہی ایک سی بات ذرا مشکل ہی۔ ایکی یہی کیفیت ہی نگاہ تھی۔
اے مشکلکشا کی قسم وہ آنکھ ہی نہین۔ گھڑی بھر کو گھر مین آتے ہین تو رسیان
تُوڑاتے ہین گُندے تولا کرتے ہین۔ یہی معلوم ہوتا ہی کہ کیونکر باہر اُڑھ جاؤن

کب نظر بچے کہ ہوا ہون توبہ ہے ہمسے تو نگوڑی کبوتری اچھی - جب دیکھو کبوتر اوسکے گرد پھرتا ہی چونچ سے کھینچتا جاتا ہی جو بن دیکھتا ہی - اور تو اور اپنے پیٹ کا دانا اوسکے منہ مین اوگل آپ بیچارہ بھوکا رہتا ہی پھر یہ ایک پیار اخلاص ہی نہین - بچے پالے - تنکے چونچ مین اوٹھالا کے دربے مین گھر بنائے انڈے سیّا کرے بچون کو پھرائے کبوتری ذرا باہر نکلی اور غون غون - یہ اپنی زبان مین بُلاتا ہی - زبان تو ہی نہین کہ کہے مطلب یہ کہ تو کیون تکلیف کرتی ہے نہین چین سے بیٹھی رہو - اور مزا یہ کہ وہ قطّامہ اودھر رُخ نہین کرتی بھاگتی ہی دس دفعہ کی خوشامد درآمد مین ایک دفعہ شاید یہ بھی چونچ سی چونچ ملا دیتی ہوگی اور بڑی بڑائی اِدھر کی اودھر اِترائی اِترائی دم لٹکائے تیرتی پھرتی ہین - ابھی کل کی بات ہی - کتنا مرتبہ مین سنے خود کہا کہ کیون صاحب تمنے تو اب سب کہین کا آنا جانا اوٹھنا بیٹھنا چھوڑ ہی دیا - دن رات گھر مین کھونٹے سے لگے بیٹھے رہتے ہو - گھڑی پھر کو ٹانگین سیدھی کر لیا کرو - اسیوجہ سے کھانا ہضم نہین ہوتا - ٹل ٹلی چلا کرتی ہی - تو حضور فرماتے تھے کہ صاحب سُنو باہر تم جا نہین سکتین اب تمہارے دیکھے بغیر چین کیونکر آئے مین کہتا ہون گھڑی بھر مین تو میرا دل اولٹ جائے نہین معلوم کیا سے کیا ہو جاے کچھ بن پڑتا ہے - چلیے صاحب وہی ہم ہین کہ پڑے مکھیان مار رہے ہین پورے نو بجے میان سیدھارے تھے یقین ہی بارہ بجنے کو آئے ہونگے - اوس بندۂ خدا نے پھر کے کروٹ بھی نہین لی یہ بھی نہین معلوم کہ مرتی ہی یا جیتی ہی اسپر کیا بنی اسنے کچھ کھایا پیا یا ہمارے انتظار مین یون ہی بھوکی پیاسی کنڈا ہوتی ہو گے آگ -

سچ کہتے ہین مردوے اور طوطے کی ایک ذات ہی- بیوی بے دید بے مروت آج کے سوا لعنت اللہ ہی جو انکا رستہ دیکھے اور بھوکون مرے- مین تو اپنی پیارے دیدون کی قسم کل سے تو بجتے بجتے سویرے سے کہاپی مگن ہو کے بیٹھونگی- پہر یہ بہی میری ناحق کی بات ہو مان نہ مان مین تیرا مہمان او نہین اسکی پروا ہی کیا ہے وہ نہین معلوم کہان کہان کون کون سی نعمتین کہا کے مونچھون پر تاؤ دیتے ہونگے- مگر آج نوج ذوق ہی ایسی باتون پہ یہ جیبی تک ہی کہ دوسرا خیال نہ کرے جان کے انجان بنا رہے سمجھے کیا آنکھون سے دیکھے اور ٹالا رہے نہین تو ذرا سے مین آدمی کو آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا ہی- دن کو تارے نظر آتے ہین-

عورت اگر برضدی پر آئے تو مردوئے کا ناک چنے چبوا دے اور میری ہاتھ مین وہ چٹیا دبی ہی کہ ابہی کہو تو کل ہی سے تگنی کا ناچ نچوا دون کچھ بنائے نہ بنے- آنکھون سے دیکھین اور کرم کرم جلا کرین- ایک ادنی اسی بات کل سوار ہو کے باجی امان کے بہانے سے چھوٹی پھوپی کے یہان جاؤن اور پندرہ دن کا غوطہ مارون سواری پر سواری جائے اور خالی پہر آئے- یو نہین اکیلے پڑے مکھیان مارا کرین- پہر آپ سے آپ وہ دی توبہ پھٹکار ہی میری باتون پر لے لو وہی سیدہی سمجھ کے ننہی بھولی باتین کرنے لگی یہ نہین جانتی کہ گھر والے کا ایک گھر نگھرے کے سو گھر- وہ تو خود اللہ پیر مناتے ہونگے کہ کہین یہ دفع دفعان ہو تو کہل کہیلون رات رات بھر غائب رہون- نوج آگ لگے ایسے خاوند جورو کو کلیجے مین پیپ پڑ گئی آئے دن کی موئی سوختی- اس گھر داری کو لوکا- سات چہیرون کا پہونس نگوڑی جان جلنے ہی کی ہو گئی- سب سے بڑی مصیبت

جھوٹ ہو یا سچ اُلفت محبت کا نام ہی تھی اب بدگمانی بھی لازم و ملزوم بلکہ ضروریات شعر مین سے کہنا چاہیے۔ لیکن نہ اتنی بے تکی نفرت خیز کہ جس سے جی متلائے دل بُرا ہوتے آنے لگے۔ یہان سیکھا سیکھ پڑوسن کی کہین کسی دوست آشنا کے یہان گئے لڑائی کا سرا نکلا۔ حق ناحق کی تن بھن قسما قسمی ہو رہی ہے قرآن کتاب تسبیح کنٹھا ایک ہے۔ شامت کی مار کسی دوست نے بلوایا یا کہین سے کوئی ملازم خدمتگار رقعہ لیکے آیا۔ چلیے غضب ہوا تیوریان بدل گئین باچھین پھرکنے لگین الٰہی شکر الٰہی شکر چلو اچھا ہوا۔ یہ کوئی نئی ملاقاتی بڑے گھر سے دوست پیدا ہوئے۔ اِنکا حکم اِتنی دیر بھی گھر والے مین بیٹھنے کا نہین۔ پھر تازی تازی دوستی ہی نا ملاقات کے معنی بھی یہی ہین جب تک ملاقاتی دوسرے کی ٹانگون مین ٹانگین ڈالے ایک جگہ نہ بیٹھا رہے وہ ملاقات ہی کیا۔ ہمنے تو یہی دیکھا سنا کہ جہان کسی سے رسم وراہ دوستی آشنائی ہوئی وہان فوراً گھر بار تج دیا۔ جورو بچون کو استعفا دے اونھین کے دروازے پر دھونی رما بیٹھے لکیر کے فقیر ہو گئے۔ گلے وقت کی وہ مثل سُنی تھی کہ شادی مبارک نوکری ندارد یہان اولٹی گنگا بہی ہے۔ دوستی مبارک گھرداری ندارد۔ بلکہ جورو جاتا بال بچے سب برخاست۔ ماما او چھوٹی انّا ذرا جا کے ان آدمی صاحب سے اتنا پوچھ آ کہ بھائی کہان بلایا ہی کیا کام ہے کچھ خیریت تو ہے۔ بھلا اگر تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ قباحت تو نہین۔ خط چاہے کیسا ہی ضروری بلکہ دوسرے کسی شخص کا فقط یہان کے پتے سے آیا ہے پھر کچھ ہی کیون نہو بغیر کھولے اور پڑھ لیے جین کہان سب سے بڑھ کے شامت کی مار اگر کہین میرے پیاری دوست (تہذیب چال کا فقرہ)

یا جانمن فدایت باد کسی بے اٹکل خانہ خراب نے لکھدیا اور بملاحظۂ اقدس
بیوی صاحبہ معظمہ آیا تو زمین آسمان کے قُلابے ملگئے۔ بہت بڑی بڑی
موٹی جلدون کے قرآن سات سات تلے اوپر رکھکے اوٹھتی ہین کہ یہ خط کسی
عورت کا ہی۔ ہائین نام تو دیکھو نام کو کیا دیکھین دل تو بنا کے احمد محمود لکھدیا
دوسرے کیا مردانے نام رنڈیون کے نہین ہوتی ہین صاحب علیجان امیر صاحب
وزیر صاحب پیارے صاحب حیدر صاحب ایک ہو تو کہا جاے۔ باقی جب قلم
ہاتھ مین ہی تو گوہر خان یا خورشید کا خورشید حسن نہین ہوتا بلکہ اس قوم کے
تو یہی پیارے پیارے ننھے مُنّے نام ہوتے ہین۔ اب لڑائی کیا لینے جانا ہی
آٹھ آٹھ دن تک ہنڈیا چولھا اوندھا پڑا ہی۔ ہزار دقت بڑی منت خوشامد
سے جب سعی سفارش ہوئی تو اِس خانہ جنگی سے نجات ملی غرض کہ آئی دن
کی تو تو مین مین۔ پھر ہانڈی کا سا ادبال ایک مورچہ ہوچکا تھا کہ دوسرا
قلعہ دغنے لگا آج کیا ہی دامن مین پیک کا دھبا کیون لگا ہی۔ کل یہ گلوریان
کہان چبائی گئین کہ ہونٹھون پر لکھوٹا جم گیا۔ جتنی جان عطر کیونکر نہ لگائے
ہون اتنو گلاب کیوڑے کے حوض مین غوطے لگتے ہین۔ بالون مین کنگھی
نہ کرے اور نہائے نہین تو جوئین بہنے لگین۔ کپڑے گرمی مین دوسرے دن
نہ اوتارو تو پسینے کی بو سے ناک نہ دیجائے۔ پناہ بذات خدا اب سنیئے
خدا اس لائے۔ یہ نکھار یہ چکن پٹ بغیر کہین لگن لگے تو ہوتی نہین۔
ماشاء اللہ جب دیکھو جیسے چوتھی چالے کی دولھن پٹیان بنتی ہین گلوری
سے منہ کبھی خالی نہین آئینہ تو سامنے سے سرکتا ہی نہین بغلین سونگھ کے

تازے پھولون کی خوشبو آتی ہی اور اوبٹنا کہان ملا گیا مائیون ہی بیٹھے تھے
یہ تو اب جوہر کہلتے جاتے ہین جناب امیر کی قسم ہین تو اگر قرآن کا جامہ پہنکے آؤ
تو نہ مانون کچہ نہ کچہ دال مین کالا ضرور ہی۔ نیند کسی دن شام سے آتی تھی
کبہی دو دو بجے تک آنکھ نہین لگتی۔ ٹھنڈی سانس اکثر اوقات بلا ضرورت
بہی نکل جاتی ہی۔ شعر کا پڑہنا اور اوسکے مضامین کا مختلف ہونا کچہ اختیاری
بات نہین ورنہ کچہ ایسی قباحت ہی ہو کہ یہ کچہ ضرور نہین کہ ایک سی رہی
اور ایک ہی وقت اشتہا ہوا کرے سوتے مین آدمی بدخواب بہی ہوتا ہے
بڑّاتا بہی ہی۔ مشکوک مزاج کو اکثر دہری پرنالی کی چھینٹ سے بہی بغیر نہائے
چارہ نہین۔ نماز بڑے بڑے نمازیون کی ایک کیا دو دو چار چار وقت کی
قضا ہو جاتی ہی۔ آنکہین محرور مزاجون کی تو ہمیشہ اور یون عموماً گرمیون
کی فصل مین یا کسی گرم غذا کے کہانے سے سُرخ بہی ہو جاتی ہین رنج
ملال انسان کو ہوا ہی کرتا ہی ایک سی طبیعت ہمیشہ رہتی نہین کبہی گدگدی
مین آدمی رو دیتا ہی کبہی چھُریان کہاتا ہی اور ٹھٹھے لگاتا ہی سوتے مین
کروٹ کا ادہر سے اُدہر ہو جانا کوئی ایسے گناہ کی بات نہین پہر سوا موا
برابر مثل مشہور ہی۔ لیکن توبہ توبہ العظمت للہ جتنے سامان عرض کئے گئے
یہ جملہ دفعات مندرجۂ بالا ایک ایک کو تخم فساد کہنا چاہیے اسمین سی جو پہنسی ہی
وہ ایسا دل باندہتی ہی جسکی حد نہین۔ وہ اوجہنین ہوتی ہین کہ مہینون کلیجے پر
نشتر پڑا کرتے ہین محرم کی مجلسین بلا قید کل فرقے سب تو مومنین ہوا چاہین
پہر ایک شہر کی سکونت اور کچہ نہ سہی تو خالی علیک سلیک صاحب سلامت ہی ہی

بغیر شریک ہوئے بنتی نہین۔طوائفون پرسب سے زیادہ محبت کا اطلاق رقعہ
حصہ کیونکر نہ آئے۔ اب ادہر آدمی نے پکارا کہ ماماجی حصہ لیجاؤ۔ یہ بی آبادی
کے یہان کی حاضری یا بی مشتری کے گھر کی قفلی ہی اور قیامت قائم ہوئی
سچ مچ ٹیڑہی کھیر ہوگئی مجال کیا ٹاٹ کا پردہ نا نگھنے پاے مزدوری دستوری
چہ معنی دار و بلا تشبیہ تبرک کی ذرو شا ہونے لگی۔سب سے بڑی اہم لڑائی
پوری قلعہ بندی کوئی لونڈی باندی ماما اصیل پیش خدمت مغلانی اہاری
کہاری ایک آدہے کنے سے درست سنون سے اتری ہوئی نہوئی اور گھر کا مالک
سمجھکے کام کاج بہی ہہک دبک کے کیا پھر کیا پوچھنا لے میرے بہائی کہڑی کہرے
شہر بدر تو نہین گھر بدر کردی گئی اب کام کی تکلیف ہی تو بیزار کی نوک سے۔
ہزارون لاکھون قسمون پر تسکین نہین۔ دشمنی روز بروز بڑہتی ہی جاتی ہی۔
غصہ مین اگر کبہی کوئی امر خلاف مزاج زبان پر آگیا تو نوبت سے پانی بلند
پہانسی دلوا دینا اور قتل کرا دینا باقی رہجاتا ہی۔غرضکہ زندگی تلخ۔ یہ پہلا
وزن نہایت چاہ پیار الفت محبت والا تہا اب اختلاف مزاج کا ذکر ہی کیا
بقول شخصے ؎

تم تو بیٹھے ہوئے پہ آفت ہو　　　　او ٹھکہڑے ہو تو کیا قیامت ہو

دوسری قسم۔ بانٹ کی اینٹ چوراہے کا روڑا۔ بہانمتی نے کنبہ جوڑا۔
زبردستی پکڑ دہکڑ کے ماباپ کے حکم بموجب شادی ہوئی او سپر بیوی جی
بیوقوف و بدمزاج۔ اپنے گھر کے لاڈون کی پلی ہوئی۔ پہلی بسم اللہ ہل کے

پہلی نہین چھوڑتین۔ لڑا کا اس غضب کی کہ جسکی انتہا نہین ذرا ہونٹ
ہلائے اور پکڑ ہو گئی۔ کھانا چاہے کیسا ہی خوش ذائقہ ہو بغیر کسی عیب نکالی
کیا ممکن کہ نوالہ اوٹھائین۔ چولھے مین جاے ایسا پتلا شروا۔ بو ہائی بے مرچ
کی ہانڈی نگوڑی سیٹھی پھیکی نہ جسکا آب و نمک درست نہ مسالہ ٹھیک ہلدی
کی کچا ہند چلی آتی ہے چپاتیان ہین کہ گاوزبان ہین لنبی تانت سی چلی جاتی ہین
او سیر چھید ہائی دہوئین کی بو آٹا بطخون کے کہلانے کا یا موا گھوڑے کا ار داوا
ایک گیہون کے چار چار ٹکڑے۔ کپڑا نہ کبھی پسند آیا ہی نہ آئیگا۔ گلبدن۔ مشروع
کہار دے سی بد تر ٹانگین جلی جاتی ہین پھپھولے پڑ گئے۔ ململ۔ تنزیب جھونا
کتے کا کفن سوت کی تار برابر ملتے ہی نہین۔ اطلس گرنٹ اب نہین معلوم کیسی
جھرجھری پتلی بُنی جانے لگی جسمین روئین تک دکھائی دیتے ہین۔ میان کی
عزت کا پوچھنا ہی کیا موا مونڈی کاٹا جوانا مرگ کا خطاب۔ ذرا بات کی اور
کاٹ کہایا۔ مار پیٹ شرفا کا شیوا نہین چشم نمائی خاطر مین کون لاتا ہی بلکہ
بے مارے توبہ یونہین کوسم کاٹا بہتان لگائے جاتے ہین۔ مثلاً چلے بہنے کسی وجہ سے
گھر مین آئے۔ پکانے والی ہمیشہ کی چپیائی اوسپر بیگم صاحبہ کی مُنہ لگی ہوئی۔ ہر بات
مین پٹاخ پٹاخ بولے چلی جاتی ہی بندہ بشر ہی مُنہ سے نکل گیا کہ خبردار مُنہ سے
چٹر پٹر نکیا کر جھاڑ کا کانٹا ہو جاتی ہی زبان رکتی ہی نہین مُنہ مین بواسیر ہو گئی
ہی وقت دیکھتی ہی نہ بیوقت جب دیکھو حق ناحق کی ٹائین ٹائین آدمی کو مزاج
دیکھنا چاہیے اب وہ برابر سوال و جواب بلکہ تھوڑا بہت مزاج کو چراغ پائون
کرتی جاتی ہی چپ ہی نہین ہوتی مجبوری درجے کو۔ چل چپ رہو۔ زیادہ

بک بک نہ لگا عورت سمجھ کے ہین کچھ نہین کہتا نہین تو ایسا ٹھیک بناتا کہ یاد کرتی
چل میرے بھیا اب آؤ تو جاؤ کہان نیوی صاحب تو کڑک بجلی کی طرح گرج
کے برس ہی پڑین - رونا درکنار کھڑی اور بیٹھی پیٹ رہی تھین ہی ہی میرے
آدمی پہ رکھکے مجھے ذلیل کیا بُرا بھلا کہا - اپنی مان کی ہڈیان چباؤن جو آج
اس گھر مین کھڑے پانی پیون - میانہ نکلواؤ کہارون کو بلواؤ کیا مجھ کوئی یسی
ویسی بیوارثی مقرر کیا - ای توبہ ہین اون ہین نہین ہون اور بدمہری کی بچی
مالزادی بیسوا اشتا کھڑی ہوئی دھگڑے کا مُنہ تکتی ہی ابتک کہار نہین بُلائے
جا جلدی سواری لگوا - مین تخت سلطنت ہو تو یون خاک مین ملا دون -
گھر بار یون ملیا میٹ کردون - لو صاحب خدا کی شان خدا کی قدرت مجھسے
یہ بدذبانیان یہ ذلتین کا ہے کو اوٹھین گی - چہ خوش چوری اور سینہ زوری
ایک تو ہم آپ کے نیک وبد سے خبر نہین دن دن بھر جہان چاہین یہ ہنڈلتے
پھرین ہم ہین اور گھر کی چار دیواری سارا دن کوئی ٹھکانا والان کی دھنیان
پڑے گنا کرتے ہین نہ اچھے کے نہ بُرے کے چُپ چاپ دم سادھے بُرے کے
جندڑے کو روتے ہین اُسپر یہ غرّے ڈبتے گھر مین کیا قدم رکھا کہ مُوا اہلا کو گھسا
کسی نے بات کی اور گلا دبانے کو موجود - کیونکر مُنہ مین چھوپا لگائے ہون سے
تون نہ کرے آج کو میری پکانے والی کی دھجیان اوڑائین ایک حن کے بہتر
تن کیے - کل کو مجھے جوتیان لگائینگے اِس سے پیچ پی ہزار نعمت کھائی بس
ہو چکا چھوڑو بی بلی مرغا لنڈورا ہو کے جیے گا ایسے خصم کو جُھلسا مجھ مین اب
کوفت کھانے کی طاقت نہین رہی بس بہت برداشت کر چکی - آج ہی تک کا

ساتھ تہا۔ چلو چٹکارا ہوا خانہ آباد دولت ایزاد۔ تمہاری یہ راہ تو ہماری وہ راہ۔
مین کہتی ہون یہ اپنے دل مین سمجھے کیا ہین۔ روٹی رزاق کے ہاتھ ہے۔
جہان بیٹھ جائین اور چار کو دیکے کھائین ایسے کچھ ناخون نہین گر گئی۔ لو صاحب
جب تک مین کچھ خیال نہین کرتی اور سچ تو یہ ہی کہ خیلا پنے سے اپنے خراب ہون
ہزار خرابی تیرے میرے کہنے سے تہوڑی بہت تتّو تھمبو ہوئی نہین تو چراغ پائون
ہو کے بیٹھے پرسے اوکھڑی جاتی تہین غرضکہ میان کہین دن تو بیوی کہین
رات ذراسی بات مین شکائیتین ہین کہ بڑی بازارون مین کودتی پہرتی ہین
محلّے کی کوئی بچپانی آئی اور خلا ملا کرکے سر پر اٹھا لیا۔ اور شکایتون کے
طومار کا دفتر کھلا بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ای بیوی خدا اس زندگی سے
موت دے مجھے اپنے پیارے دیدون کی قسم جان تک دوبھر ہی کیا کرون کیا
نہ کرون کدہر سر پیٹ کے نکل جاؤن دل چاہتا ہی کہ گریبان چیرون اور
سر بصحرا نکل کھڑی ہون خصم ہی کہ نگوڑا دل کا زخم۔ مردوا گھر مین کیا آیا کہ
زمین آسمان سر پر اوٹھا لیا کبھی سیدہی طرح بات نہین نصیب ہوتی ہم نہین
جانتے کہ دو گھڑی بیٹھ کے پیار اخلاص سے بات چیت کرنا کس چڑیا کا نام ہی
برسون ساتھ کو گذر گئے آنکھین پھوٹین جو دیکھا ہو کہ میان دہیلے کی مسّی لائے
ہون سرمہ خریدا ہو۔ ارے توبہ مردوے ٹو کرون بہر بہر کے مٹھائی پھولون کا
گہنا خوشی خوشی گھر مین لاتے ہین یہان اسکا ذکر ہی کیا کبھی خواب مین بہی
نہین دیکھا۔ پھر مجال نہین کہ منہ سے آدمی بات تو نکالو۔ ذرا ہون سے
تون کی اور عزرائیل گلا دبانے کو موجود ہی دنیا جانتی ہی کہ میکے کا رستہ

کسی نے نہین بند کیا یہان جمّا جمّا (جمعہ جمعہ) آٹھ ہفتہ تو اتوار دسن ا پیر
گیارہ منگل بارہ بدھ تیرا جمعرات چودہ دن ہوئے کہ بھابی امّان کی کچھ خیر
خبر تک نہین معلوم کل کہین مجھ نبختی کے منہ سے نکل گیا کہ میرا دل بہت گھبراتا
ہی جی چاہتا ہی دو چار دن کو ذرا کھڑے تڑے ہو آؤن پھر چمیگوئیان تھین کہ
اللہ دے اور بندہ لے وہ وہ کلاح کی باتین کہ سبحان اللہ ہان ہان کیون نہین
بیشک ٹھیک بہت دن گذر گئے۔ اُخوہ پھر تمہارے گھر والے کہ ہمشہ کے عاشق زار
جب دیکھیے دن مین بارہ بارہ آدمی خبر اترکو چلے آتے ہین تِل پھوٹتی خیر صلاح
منگائی جاتی ہی۔ لاحول ولا قوۃ توبہ کر کے کہتا ہون مین تو کبھی ایسون کے
نام پر جوتی بھی نہ مارون میرے باپ ایسے ہوتے تو اپنا (دیکھی) گنج مین بدلوا ڈالتا
یا نخاس مین ٹکے پنسیری کھڑا کر کے بیچتا۔
پھر ہمن بولو مجھے بُرا لگے کہ نہ لگے مین ساری پیری بن آگ جلون کہ نہ جلون
لے اب فرمائیے کہ بیوی صاحب کیا ایک قہر خدا ہی۔

پنڈت تربھون ناتھ ہجر مرحوم

پنڈت تربھون ناتھ صاحب ہجر والمتخلص بہ ہجر

حضرت ہجر کے والد ماجد کا نام پنڈت لشمبھر ناتھ صاحب صبر والمتخلص بہ صابر تھا حضرت ہجر ۱۸۵۳ء مین تحصیل جنیا مین پیدا ہوے تھے ۔ مگر زیادہ تر سکونت سے فیض آباد فیضیاب رہا۔ علوم مشرقی کی تعلیم زمانہ کے دستور کے مطابق مکتب مین حاصل کی انگریزی مین کیننگ کالج لکھنؤ مین ایف۔ اے تک سلسلۂ تعلیم جاری رہا لیکن امتحان کی ناکامیابی نے دل توڑ دیا۔ اس سلسلہ کو ترک کرنا مناسب سمجھا۔ بعد ازان فکر معاش مین اودہ کے مختلف ضلعون مین گھومتے رہے۔ آخر کار گونڈہ مین مستقل سکونت اختیار کرنیکا ارادہ کیا تھا۔ مگر گردش تقدیر نے چین نہ لینے دیا۔ دو سال گذرے تھے کہ درد زانون کی شکایت پیدا ہوئی ۔ مرض نے نہایت طول کھینچا مجبور ہو کر فیض آباد علاج کے لیے واپس آنا پڑا۔ یہان چھ مہینے بیمار رہکر مطابق ماہ مارچ ۱۸۹۲ء حضرت ہجر نے احباب کو داغ مفارقت دیا۔ تخمیناً ۳۹ سال کی عمر پائی ۔

حضرت ہجر ان چند حضرات مین ہین جنکی شہرت کا آفتاب اودہ پنچ کے مطلع سے چمکا ہے۔ منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تھے کہ اودہ پنچ کے پہلے خریدار حضرت ہجر تھے اور سال بھر تک قریب ہر پرچہ مین آپ کے ایک دو مضامین شائع ہوا کیے ۔

اودہ پنچ کے علاوہ آپ سنجیدہ مضامین مختلف رسالون اور اخبارون مین لکھا کرتے تھے یہ امتیاز زیادہ تر مراسلۂ کشمیر مرۃ الہند۔ وکیل ہند وغیرہ کو حاصل ہوتا تھا۔ "ماہیت خواب" "نفس امارہ" "شرقی تہذیب" "مسئلہ و بدانت" وغیرہ پر اکثر معرکے کے مضامین لکھے جنکو کہ عبارت کی سلاست و پاکیزگی اور خیالات کی بلندی کیوجہ سے پسند عام اور قبول خاص کا شرف نصیب ہوا ۔

حضرت ہجر کو شاعری کا بھی مذاق تھا۔ قدر بلگرامی (نور اللہ مرقدہٗ) کے شاگرد تھے اردو سے تو انکو خاص انس تھا اسکے علاوہ منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تھے کہ فارسی کا کلام انکا خوب ہوتا تھا۔ اکثر احباب کے جلسے دریا کنارے ہوتے تھے وہان حضرت ہجر برجستہ اشعار تصنیف کیا کرتے تھے ۔ غزل کم کہتے تھے مسدس کا رنگ زیادہ پسند خاطر تھا۔ اس قسم کی نظمون مین لسان الغیب کشمیر۔ کچا چٹھا۔ نوحہ کشمیر و فغان کشمیر نے زیادہ شہرت پائی مگر افسوس ہے کہ انھون نے اپنے کلام کی قدر نہ کی خدا جانے یہ کیا قدرت کا راز ہے کہ اکثر صاحب اپنے جوہر کی قدر نہین کرتے۔ انیس مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

کس طرح قدر تجھے اپنی سخن کی ہو نہیں — مرتبہ مشک کا آہوئے ختن کیا جانے

چنانچہ حضرت ہجر نے کبھی کسی مضمون یا نظم کا مسودہ اپنے پاس نہین رکھا حافظہ خوب تہا نظم کا کلام ازبر رہتا تہا۔ شاید یہی وجہ اس بے توجہی کی ہو۔ لیکن اُنکے مرنے کے بعد بابو گنگا پرشاد صاحب ورما اڈیٹر اخبار ایڈوکیٹ وہندوستانی نے کچھ انکا کلام جمع کرکے ترتیب دیا تہا اور یہ ارادہ تہا کہ ایک مجموعہ کی صورت پر شائع کیا جائے مگر شومی تقدیر سے وہ بھی تلف ہو گیا۔ ایک مسدس انکا موسوم بہ کجا چھٹا اکثر بزرگان قوم کے پاس موجود ہی۔ یہ وہ نظم ہے جو کہ انہون نے ایک قومی جھگڑے کے موقع پر تصنیف کی تہی اسکے پڑہنے سے انکی زباندانی اور جوش طبیعت کا اظہار ہوتا ہی اس نظم مین نہ رنگین بیانی کو دخل ہی نہ زیادہ تر تشبیہون اور استعارون سے کام لیا ہی سیدہی سیدہی باتین ہین مگر گرمی تاثیر سے مالامال۔ چند بند بدیۂ ناظرین ہین۔

عداوت کے شعلے کو بھڑکانے والو — جہالت کی زنجیر کھڑکانے والو
دلون کو ضعیفون کے دھڑکانے والو — نیا روز اک جوڑ بھڑکانے والو

یہ کیا نت نئی شعبدہ بازیان ہین
یہ کیا قوم مین رخنہ اندازیان ہین

یا ایک مقام پر یگڑ کر کہتے ہین ؎

اگر لکھنؤ مین تمہین پارسا تھے — بڑے نیک طینت بڑے پارسا تھے
اگر قوم مین تم ہی دہرم آتما تھے — بڑے پاک باطن بڑے پارسا تھے

تو بہتر تہا گھر بار سب تیاگ دیتے
چلے جاتے کاشی مین سنیاس لیتے

یا قوم کی حالت زار کا نقشہ یون کھینچتے ہین۔

ہر اک قدم مین حسد رنج و محن ہے — نہ وہ صحبتین ہین نہ وہ انجمن ہے
بدی پر بہر اسال چرچ کہن ہے — نہ ہے جوش قومی نہ حب وطن ہے

محبت ہے باقی نہ الفت ہے باقی
پڑی قوم مین بہر ہے نا اتفاقی

محرم الحرام

دل کو میرے شغل غمگساری کا ہی
غفلت مین بھی طور ہوشیاری کا ہی
گردون کو اگر ہی سرکشی کا غرّہ
ہمکو بھی غرور خاکساری کا ہی

یا حضرت! ذری اِدھر مخاطب ہو جیے۔ واللہ۔ واہ مانتا ہون۔ کیون نہو۔ ہم پرتاب گڈھ سے ننگے پاؤن نہار مُنھ سر پر بھوسا اُڑاتے۔ خاک پھانکتے محرمی صورت بنائے آندھی کی طرح چلے آتے ہین اور آپ ہین کہ چپ چاپ مزے سے مُنھ مین گھنگنیان بھرے۔ کانون مین تیل ڈالے۔ لحاف مین دبکے پڑے خرّاٹے لے رہے ہین۔ اے سبحان اللہ بس آدمی ہو تو آپ سا ہو۔ لے آپ کو واللہ ہی۔ اُٹھیے بھی بعد عشرے کے پیٹ بھر کے سو لیجیے گا۔ اسے ہی آپ کا سونا نہ ٹھہرا ہمارا نصیب ٹھہرا کہ ایک مرتبہ جو لمبی تان کے انٹا غفیل ہوتا ہی تو بس گھوڑے ہی بیچ کے سویا۔ اور پھر ع

کچھ ایسا سویا کہ پھر نہ جاگا جھٹکے اُسے ہم جگا جگا کر

آخر آپ ہین کون۔ کہان سے آنا ہوا۔ الحمد للہ آپ خیر سے جاگے تو مسافرونکا پتا نشان کیا

گو صورتِ دریا ہمہ تن جوش ہون مین
لب خشک ہین چشم تر ہی۔ خاموش ہون مین
کیا پوچھتے ہو مقام و مسکن کیسا
مانند حباب خانہ بر دوش ہون مین

اخ آہ آپ ہین۔ بسم اللہ۔ آئیے بغلگیر تو ہو لین۔ حضرت یہ محرم مین سفر (صفر) کیسا۔ جی یہ زمانہ ہی اُلٹوانسی ہی بڑے دن کی خوشی اور محرم کے ماتم کو نہ دیکھ لیجیے ماشاء اللہ کیا اجتماع ضدین ہوا ہی۔ ہان یہ تو فرمایئے کیونکر آئے نہ سان

نہ گمان کھٹ سے موجود۔ اے حضرت یہ نہ پوچھیے۔ آیئے تو اس طرح سے آیئے جیسے ... میں ... پھاٹا۔ زمین میں زلزلہ۔ ہندوستان میں ادبار۔ مدراس میں قحط۔ سلطنت عثمانیہ میں زوال۔ کابل میں روسیون کی سفارت۔ ویسی اخبارون میں الکٹ تو چشم بددور آپ کی آمد آمد نہوئی قیامت ہوئی۔ مرگ مفاجات ہوئی۔ آئین یہ کیا؟ حضرت۔

قدمِ نامبارکِ مسعود گر بدریا رود بر آرد دود

ابھی کل کی بات ہی اینجانب پرتاب گڈھ میں بیٹھے عید الضحیٰ کی خوشیان منا رہے تھے۔ لکھنؤ کیا آئے کہ ریل سے اُترتے ہی چھینک ہوئی۔ پہلے ہی پہل حضرت محرم سے مصافحہ کرنا پڑا۔ اور گستاخی معاف آپ بھی بس دل ہی دل میں دعائیں بھی دیتے ہونگے کہ اچھے آئے تمام شہر میں کہرام مچگیا۔ محلون میں ٹِسّ پڑگئی۔ ہر سمت سے سینہ کوبی کی آوازین آنے لگیں۔ جس کوچے میں نکل جایئے رونا پیٹنا مچا ہوا ہی۔ کیا امیر کیا غریب سب کے ہان ماتم ہو رہا ہی۔ اشعار بھی پڑھے جاتے ہین تو سوز اور درد کے اب بھی گھر سے ساعت واعت بچار کے چلا کرینگے۔ لے اِس دُکھڑے کو تو ریل بیگ میں تہ کر رکھیے۔ اور یہ فرمائیے کہ کہان کے سیر سپاٹے کیے۔ کیا کیا مزیداریان دیکھیں۔

بھئی لکھنؤ کا بھی محرم یاد رہے ہم خرما و ہم ثواب۔ دنیا اور عقبیٰ دونون کے فائدے۔ زیارتون میں قند مکرر کی حلاوت۔ روحانی اور جسمانی دونون لذتین۔ اور ہکو تو آپ بخوبی جانتے ہین۔

دارم زکفر و دین بہر یک قدم دو سیر من میروم بہ کعبہ و دل میرود بہ دیر

رات کے آٹھ بجے ہونگے کہ بندۂ درگاہ کوٹ وپتلون ڈانٹ چھڑی ہاتھ مین لے سیٹی بجاتے رپ رپ چل کھڑے ہوئے اور آناً فاناً مین دن سے نجف اشرف داخل۔ ای سبحان اللہ روشنی تھی کہ ایک نور کا دریا موجین لے رہا تھا سڑکین صاف اور ستھری دو طرفہ سٹیون پر گلاس روشن۔ مقام پاک و مقدس ہر ایک چیز موزون و مختصر اور پھر کیون نہو۔

ہمشان نجف نہ عرش انور ٹھہرا | میزان مین یہ بھاری وہ سبک تر ٹھہرا
اس پلے مین تھا نجف او اس پلے مین عرش | پہونچا وہ فلک پہ یہ زمین پر ٹھہرا

وہان سے جو اڑنچھو ہوتا ہون تو داروغہ میر واجد علی صاحب مرحوم کے امام باڑے مین جا دھمکا۔ سچ پوچھیے تو داروغہ صاحب کے فرزند ارجمند نے اچھا نام روشن کیا تھا۔ سورج مکھی کی روشنی قابل دید تھی۔ یہی معلوم ہوتا تھا کہ کوہ نور دمک رہا ہے۔ وہان سے جو طرار ہ بھرا تو جھم سے چوک مین۔ دوکانین سجی ہوئین۔ ایک طرف کوکلے۔ نارنگی۔ امرود۔ کیلون کے ڈھیر لگے ہوئے دوسری جانب سیب۔ انجیر۔ انار۔ بادام۔ چلغوزے۔ پستے۔ کشمش۔ منقے خوبانی۔ انگور کی تھیلیان اور اخروٹ دھرے ہوئے۔ حلوائیون کے خوانچون مین چاندی کے ورق لگائی ہوئین برفیان۔ جلیبی۔ لڈو۔ پیڑے۔ کھاجا۔ امرتی قلاقند۔ پیٹھے کی مٹھائی۔ گرما گرم نان خطائی۔ حلوا سوہن۔ کڑاکے دار ریوڑیان مصری کے کوزے۔ قند۔ لوزیات۔ بعنوان شایستہ چنے ہوئے۔ ایک عجیب لطف دے رہے تھے۔ ”نو بہار گوٹا“ صدا کان مین آتی تھی آدمیون کا وہ اژدہام تھا کہ معاذ اللہ۔ سڑکین کھچا کھچ بھری ہوئی تھین۔ کھوے سے کھوا

پھسلتا تھا۔ تل دھرنے کو جگہ باقی نہ تھی۔ تھالی اگر پھینکتے تو سروں ہی پر جاتی اور
رائی چھٹکاتے تو زمین پر نہ آتی۔ آپکا کارسپانڈنٹ بھیڑ مین پہونچتے ہی۔ اوپر
اُچکا۔ اُچکتے ہی کی دیر تھی کہ پھر کیا۔ چڑھ مار گولر پا کے۔ چدمیاں لیتا ہوا
آغا باقر کے امام باڑے تک جاتے جاتے کچومر نکل گیا۔ وہ دھکم دھکا ریلم ریلا تھی کہ
الٰہی تیری پناہ۔ جسکا زمین سے پانوں اُٹھ گیا۔ بس ہاتھوں ہاتھ معلق جا رہا ہے
اِس مقام پر اکثر اصحاب کو ہنسنے اِدھر اُدھر دست شفقت پھیرتے بھی دیکھا۔ لیکن
ہنستے پر ٹوکنا مناسب نہ جانا۔
وہاں سے حیدری کے امام باڑے کی طرف رُخ کیا۔ اور نئے محل کی زیارت
کرتے ہوے پچھلے پاؤں پلٹا۔ بی حیدر جان کے سوز سُنے۔ کیا کیا چھوٹیں لی ہیں
کہ واہ جی وا۔ وہ رکھب گندھار لڑاتی ہوئیں ٹیپ کی تانیں تھیں کہ سُبحان اللہ
سبحان اللہ۔ ایک ہی مصرعے کی تقسیم میں مُلتانی۔ سری راگ۔ اور بھیروں کی
چھاؤں دکھائی دی اور پھر کیا مجال کہ پڑھتے وقت چہرے پر شکن آتی۔ ایسا
گلے کا لوچ اور آواز میں سوز و گداز دیکھا نہ سُنا۔ بارہ بجے ہونگے کہ جلسہ برخاست ہوا
اور دروازے سے قدم باہر رکھا ہی تھا کہ ایک سمت سے یہ آواز کان میں آئی کہ بھبی۔

پھرتے ہیں جوان بانکے۔ ترچھے۔ ٹوڑے تاکے کس مہ جبین کو کس کو گھورے
آؤ آؤ حسین آباد چلیں واں ہوتے ہیں سال بھر کے وعدے پورے

حسین آباد کے کیا کہنے ہیں۔ روشنی چشم بد دور۔ نورٌ علیٰ نور تھی۔ ہر در و دیوار پر
کنول روشن۔ جھاڑ۔ فانوس۔ مردنگیاں۔ ہانڈی۔ گلاس جگمگا رہے تھے۔

ذ شکن کی اب حاجت ہی کیا ہے۔

دو سنہرے پتلون کے ہاتھ مین زنجیر اور اُنھین روشنی کے گلاس تیل تبی سے درست
اس طرح آویزان تھے۔ کہ شب یلدا مین کہکشان کا جوبن دکھاتے تھے کنوئین پر تیلیونکا
وہ نکھار اور رنگ و روغن تھا کہ بے اختیار پیار کرنے کو جی چاہتا تھا۔
خلاصہ یہ کہ امسال حسین آباد پر **فضل حسین** تھا جو سب چیزین ایک عمدگی اور
قرینے سے تھین۔ انتظام بھی ماشاءاللہ وہ تھا کہ صلّے و جلّے۔ خدا آیندہ سال بھی یہی
رنگ و روپ رکھے۔ صبح ہوتے تعزیون کی سیر ین دیکھین۔ انگلے کی ضریح میان
خدا بخش کی بنائی ہوئی اس آن بان سے نکلی کہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ چاندی کی
ضریح ڈھال کے طیار کی گئی ہے۔ کاظمین اور تال کٹورے کے جگھٹے بھی مدتون
یاد رہین گے۔ بڑے بڑے نواب اور اونچی اونچی رنڈیان ننگے سر برہنہ پا اُسی دن
دیکھنے مین آئین۔ حضرت رنج و الم کا تو نام ہی نام تھا۔ یار لوگون کے اندھیرے
اُجالے مطلب براری خوب ہوئی۔
بی گوہر کا بے ساختہ پن بھی نہ بھولے گا۔ وہ اودے پھول گرنٹ کا انگرکھا
سبز اطلس کا چست گھٹنا ؎

بر مین تھی لباس چست معقول — کانون مین سیاہ تھے کرن پھول
ہاتھون مین کلابتون کی لچھیان۔ کریب کی گوٹہ دار رضائی عجب ستم ڈھاتی تھی۔
لے حضت اب طبیعت کی کیفیت دگرگون ہے۔

ٹیس پھر اُٹھنے لگی پھر اُسی دُکھ نے گھیرا — پھر کراہا دلِ بیمار خدا خیر کرے
اب لکھنا و کھنا خیر صلاح۔ آیندہ سال انشاءاللہ دیکھا جائے گا۔

ذری بالنعج پڑھیے گا۔ ؎ واللہ واہ بچوڑ بھی کیسر ہو ا ہے۔

نشہ کی ترنگ

مہنگا کرآٹا اور سستی کرافیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ای جناب اودھ پنچ صاحب۔ واللہ ہی کل مکتب مین کیا جی خوش ہوا ہی کہ قسم ہی جناب امیر علیہ السلام کی یہی بار بار دل چاہتا تھا کہ اللہ رکھے منے مرزا کو ایک دم چھاتی سے جدا نکرون۔ بخدا کسینے سچ کہا ہی تخم تاثیر صحبت اثر۔ باپ پوت پرا پت گھوڑا کچھ نہین تو تھوڑا تھوڑا۔ پھر آخر اچھے مرزا ہی کے تو صاحبزادی ہین ماشاء اللہ سے۔ وہ بلا کی طبیعت پائی ہی کہ حضت کیا عرض کرون مجھو تو رہ رہ کی یہی خیال آتا ہی کہ یہ دن سن۔ نام خدا اُٹھتی جوانی ہنوز مسین بھی اچھی طرح نہین بھیگی ہین اور یہ فکر آسمان پیما خدا چشم زخم زمانہ سی بچائے وہ پیاری طبیعت پائی ہی کہ سبحان اللہ بحمدہ باوجود صدہا نوکرون کے اچھے مرزا اپنی ہاتھ سے چلم بھر کر دیتے ہین اور پھر مین اُس چلم کی کیا تعریف کرون جسمین تلو اوپر چار توے اور پھر مزا یہ کہ چارون کی کیفیت نرالی ایک جلا دوسرا موجود پھر کش شربت کا گھونٹ دھوئین کی یہ لطافت کہ ہوالاول ہوالآخر۔ ہاے لال لال بیچے کو لون کو اس ترکیب سی جماتی ہین کہ تحریر اقلیدس کی حسن شکل سے جا بیٹھے بہڑا لیجیے اگر سرمو فرق ہو تو ہاتھ قلم کر ڈالیی ایک حقہ ہی نہین چانڈو کا قوام وہ پریا تیار کرتی ہین کہ بس اور کیا کہون ہاتھ چوم لی۔ اور یہی اُنکی سی محنت کوئی کر تو لی جناب سید الشہدا کی قسم کہا کی کہتا ہون کہ افیون کو پانات کی ٹکڑے مین کم سی کم دو سو مرتبہ تو منقطر کرتے ہین اُسوقت اُسکی رنگت دیکھنی سے تعلق رکھتی ہی کہ

ہو ہو خون کہو تر بو باس جھلے و جلے واللہ ہی ایک مرتبہ لگاہ بھر کی دیکھ لیجئے دو دن تک
چسکی کی حاجت نہوا اور پھر مین آپ سے کہون وہ انکی تباسے کی پٹ ڈالدیتا
ستم ہی برپا کردیتی ہی کیا مجال کہ کہین چھینٹا رکے تو۔ ایکدم مین طبیعت باغ باغ
ہوجاے خیر یہ تو انکے بائین ہاتھ کا کھیل ہی موزونی طبع تو انکے حصے مین پڑی ہی
ادھر آپ نے شعر پڑھا اور ادھر جواب لیجیے۔ اور تو اور شیخ سعدی کے کلام کی تصحیح کر ڈالی۔
اور پھر کیسے کیسے مصرعے چسپان کئے ہین کہ جنکا جواب نہین۔ اعجاز کہئے تو بجا ہی حضرت آپ پسند
کرین یا نہ کرین ہماری امت والون نے تو یہ دلمین ٹھان لیا ہی کہ اب کریما کے عیوض
یہی اشعار بچون کو پڑھایا کرینگے جس سے دنیا و عقبیٰ دونون ہاتھ لگین۔ حضرت فرماتے ہین۔ کہ

میرے ساقی چانڈو کا چھینٹا پلا کہ ہستم اسیر کمند ہوا
مزا کرکرا ہوگیا دے چرس ندارم غیر از تو فریادرس
خوش از چانڈو بازی دگر کار نیست وزین گرم تر ہیچ بازار نیست
مدک چون مس قلب را کیمیاست کہ افیون ہمہ درد ہا را دواست
اگر چانڈو بازی تو کرا ختیار شود خلق دنیا ترا دوستدار
یہ افیونیون کی کمر خم نہین نہد شاخ پر میوہ سر بر زمین
کمر خم ہوئی رہگیا مغز و پوست تواضع ز گردن فرازا نکوست
مدک کش لگائے اگر دم سجل زند سوز او شعلہ در آب و گل
ادھر لاؤ حقہ لگا ؤ نہ دم کہ ناگہ شود سر بسر کالعدم
جو افیون پیے ہے وہی آدمی نزیبد ز مردم بجز مردمی
میان پھر پینک مین آٹھون پہر بغفلت مبر عمر در وے بسر

لسان الغیب کشمیر

سنبھل قومی اعزاز کے کھونیوالے — زمانے مین تخم حسد بونے والے
جہالت کے چشمے سے مُنہ دھونیوالے — خبردار او بے خبر سونے والے
گھٹا کی طرح چھا رہی ہے تباہی
تری قوم پر آ رہی ہے تباہی

ترے ساتھ کیا قوم نے کی بُرائی — جو گمنام فہرست ہر جا گھمائی
یہ کیا تفرقہ ڈالنے کی سمائی — چھٹے باپ سے بیٹے بھائی سے بھائی
بھلا مقتضای ریاست یہی ہے
شرافت یہی ہے نجابت یہی ہے

تری قوم کو اس عداوت نے کھویا — جہالت نے کھویا حماقت نے کھویا
بنا گھر ترا تیری عادت نے کھویا — تجھے فخر بیجا کی شامت نے کھویا
وہ حالت ہی جسکا سدھرنا ہی مشکل
تہ آب سے اب اوبھرنا ہے مشکل

یہ سودا سمایا ہے کیا تیرے سر مین — جو شاخین نکالی ہین جھوٹی خبر مین
ہے مچ مچی حیف ہر ایک گھر مین — لڑائی ٹھنی ہے پدر او پسر مین
جو چندے رہی یونہین بے اعتدالی
تو پھر قوم کا بس ہے اللہ والی

یہ ذاتی تشخص یہ نخوت کہان تک — یہ پندار یہ عُجب ثروت کہان تک

یگانون سے اپنے یہ نفرت کہانتک یہ بینڈھے لڑانے کی عادت کہانتک

ذرا کہول کر کان سُن اس سخن کو

ہے دربیش چہ آخرش چاہ کن کو

یہ انصاف سے تونے کیون مُنہ کو موڑا یہ آغوا کا کیون تونے طوفان جوڑا

خور و نوش کیون اپنے بہائی کا چھوڑا یہ کیون سلسلہ حب اخوت کا توڑا

یہ نفسانیت کیا سمائی ہے سر مین

یہ اخراج جائز ہے کس شاستر مین

بہلا پنڈتون سے بو ستہا بہی لی تہی جرائم کی مجرم سے تحقیق کی تہی

کمیٹی مین پُستک بہی کوئی کہُلی تہی کچہہ انصاف بہی ان تہا یا دل لگی تہی

یہی طور پنچایتون کا اگر ہے

سزاوار اخراج پہر ہر بشر ہے

جہان ملگئے چار ہمقوم بہائی شکایت کسی نے کسیکی سنائی

توپہر کسکا اظہار کسکی صفائی وہین فرد اخراج دستخط کرائی

ہوئی گشت شہرون مین اور سبنے جانا

کہ خارج ہوا قوم سے ہے فلانا

یہ اخراج کا گر رہا تازیانہ کہانی رہی یہ یہی گر فسانہ

تو آتا ہے نزدیک وہ بہی زمانہ کہ اوٹھیگا کُل قوم کا آب ودانہ

مزا ہے یونہین نت نیا تفرقہ ہو

یونہین قوم مین تعمیہ تخرجہ ہو

مری قوم کے پیارے کشمیری بہائی
یہ ہٹ دہرمی کیون اتنی دلمین سمائی
گہٹا خوف کی کیون ہی آنکہو پہ چہائی
سمجہ بوجہکر کیون ہے بے اعتنائی

ذرا دل مین سوچو تو للہ صاحب
زبان پر ہی کچہ دلمین کچہ واہ صاحب

مجبوری دستخط کا کرنا غضب ہی
بزرگون پہ الزام دہرنا غضب ہی
اس اخراج سے آپ ڈرنا غضب ہی
مخالف کے آگے مکرنا غضب ہی

وہی ہو گا قسمت مین جو کچہ بدا ہی
رضائے خدا راستی مین سدا ہی

یہ غالب ہوئی دنیوی تم پہ عبرت
کہ دنیا کو عقبیٰ پہ دی تو نے سبقت
بڑہی ایسی تخویف بیجا کی عزت
گہٹائی نگاہون سے ایمان کی وقعت

نہ ہے اور نہو گا یہ مسلک ہمارا
مبارک تمہین دہریہ پن تمہارا

کہلے بند دن ہوٹل مین جانا روا ہی
گلاسون کا منہ سے لگانا روا ہی
برانڈی کی بوتل لنڈہانا روا ہی
مٹن چاپ کٹلٹ کا کہانا روا ہی

پیو برف بے کہٹکے اسٹیشنو پہر
اور اڑاؤ لیمونیڈ سوڈا و جنجر

کرو سر کو چپ چپ گی گر خم تو جائز
عبادت کرو ادلٹی وائم تو جائز
جو گہر ڈال لو کوئی خانم تو جائز
شکر شیر ہو جاؤ باہم تو جائز

وہی کرتی ہین جنکی کچہ حوصلے ہین
جو سچ پوچہو دولت کی سب چوچلے ہین

طوائف سے ہو گرمجوشی تو واجب — بہم ملکے ہو بادہ نوشی تو واجب
امیرون کی ہو خیر گوشی تو واجب — جو دانستہ ہو چشم پوشی تو واجب

مدک چانڈو افیون سے تم کو جائز
دوا ہر اک چیز ہے تم کو جائز

اِن افعال پر نکتہ چینی خطا ہی — رئیسون کو ہر فعل کرنا روا ہی
نہ معلوم کیا کیا دلون مین بھرا ہی — اس اخراج کا اور ہی مدعا ہی

کلب اور اغوا کا ہے اک بہانا
غرض قوم پر ہے دباغت جتانا

ارے جوش قومی کہان ہی کدہر ہی — یہ کیا ہو رہا دیکھ شام و سحر ہی
کبھی تیری انصاف پر بھی نظر ہی — تری قوم کی دیکھہ حالت تبر ہی

جو مفلوک ہین یا کہ ہین صاحب زر
نگاہون مین تیری تو سب ہین برابر

جو مارل کرج کا تجھے ہے سہارا — دباغت یہ کب ہوگی تجھکو گوارا
اگر تو بھی اسوقت ہمت کو ہارا — چنین خوف بیجا مبارک شمارا

یقین یہ نہین تیری ہمت جو کم ہو
یہ ممکن نہین تو نہ ثابت قدم ہو

کسی نے بھی اخراج ایسا سُنا ہی — کبھی ایسا کشمیریون مین ہوا ہی
سمجھنے کے قابل یہ کل ماجرا ہے — یہ ذاتی عداوت نہین ہی تو کیا ہی
بجھاتی ہین ثالث لگی اپنے جی کی — صدا بھی نہین سنتے ہم مدعی کی

یہی آجکل چار سو گفتگو ہے ۔ کہ یہ قوم بھی حیف کیا جنگجو ہے
کٹے مرتے آپس مین ہین ایسی خو ہے ۔ بھلا کیون نہو آخرش لکھنؤ ہے

ولایت کا جو نام تک لے وہ خارج
جو جانے کی ترغیب تک دے وہ خارج

نہ دستخط کرے بند پر وہ بھی خارج ۔ مخالف اگر ہے پسر وہ بھی خارج
موافق نہین گر پدر وہ بھی خارج ۔ کرے جو اگر یا مگر وہ بھی خارج

یہ اخراج کا مادہ پک رہا ہے
ہر اک "ہر طرف" "بر طرف" بک رہا ہے

بڑھی اسقدر رنجش نا اتفاقی ۔ گئی چھوٹ آپس کی سب خوش مذاقی
محبت کی بو تک رہی اب نہ باقی ۔ نہین ہوتے بھائی سے بھائی ملاقی

پھنسی قوم ہی ظلمتِ ماومن مین
ترقی کا چاند آگیا ہے گہن مین

نواب سید محمد صاحب آزاد آئی-ایس-او

مشرقی بنگال کے ایک سربرآوردہ اور دولتمند خاندان سے ہین ۱۸۴۸ء مین ڈھاکہ مین پیدا ہوے - اور اوائل عمر مین تعلیم بھی وہین پائی فارسی و اردو کی تعلیم ایک نامی اُستاد یعنی آغا احمد علی[۱] اصفہانی مصنف موید برہان کے زیرنگرانی پائی - آپ اُستاد کے نہایت رشید شاگردون مین سے تھے - اُس زمانہ مین اول تو انگریزی تعلیم کا چرچہ ویسی ہی بہت کم تھا پھر بنگالہ کے مسلمانون مین تو صرف شاذونادر اصحاب اسطرف توجہ کرتے تھے - چنانچہ آپ اپنے ایک خط مین فرماتے ہین "انگریزی مین مجھے انٹرنس فیل ہونے کی عزت بھی حاصل نہین ہے ہمارے وقت مین ہمارے شہر کے مسلمانون کو انگریزی خوانی سے مطلق رغبت نہ تھی - مین نے تفنناً چندروز انگریزی پڑھی تھی اور سہ سال کالج بھی گیا تھا اُسکے بعد پھر اپنے خسر معظم نواب عبداللطیف صاحب بہادر مرحوم کی صحبت بابرکت مین کلکتہ مین رہکر کتب بینی سے کسیقدر انگریزی حاصل کی اور پھر نوکری اختیار کرنیکے بعد بشرط ضرورت اپنی انگریزی کی تکمیل کرتا رہا"

سرکار انگریزی کی ملازمت عہدہ سب رجسٹراری سے شروع کی لیکن رفتہ رفتہ مختلف مدارج طی کرتے ہوے کلکتہ کے پریسیڈنسی مجسٹریٹ اور آخر مین انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن ہوے - دو دفعہ بنگال کونسل کے ممبر منجانب گورنمنٹ نامزد ہوے اور آئی-ایس-او

---

[۱] غالب مرحوم نے برہان قاطع لغت کی رد مین ایک کتاب موسوم بہ قاطع برہان لکھی تھی اسکے جواب مین آغا احمد علی صاحب نے موید برہان لکھی تھی جس کا جواب مرزا صاحب نے تیغ تیز سے دیا تھا اور پھر اسکا جواب الجواب آغا صاحب نے شمشیر تیز تر سے دیا تھا اس علمی معرکہ کا پورا قصہ مولانا مرحوم نے یادگار غالب مین بیان کیا ہے -

کا خطاب پایا ۱۹۱۲ء مین اپنے فرائض سرکاری سے سبکدوش ہوکر پنشن لے اور آرکاکتہ مین تشریف فرما ہین
اخبارہنی مضامین نگاری کا شوق شروع ہی سے تہا سب سے پہلے فارسی اخبار دوربین مین
کہ جو مسلم لٹریری سوسائٹی" کا پرچہ تہا مضمون لکہنے شروع کئے - یہ نہایت نومشقی کا زمانہ
تہا رفتہ رفتہ اُردو مین مضمون نگاری کا شوق ہوا- سب سے پہلے اودہ اخبار مین لکہنا شروع
کیا اور ۱۸۸۳ء سے یہ سلسلہ برابر قایم رہا- اکثر مضامین آپکے اکمل اخبار- دہلی - آگرہ اخبار-
سفیر بودہانہ- اخبار الاخبار مین بہی نکلے مگر آپکے شہرت بہی اودہ پنچ کی شہرت
کے ساتہہ ہی ہوئی - خاصکر آپکا نوابی دربار کہ جو ۱۸۸۷ء مین بطور ناول کے
پنچ مین شایع ہوا تہا نہایت ہی مقبول ہوا- علاوہ برین آپ کی ڈکشنری
مہذب نامہ وپیام اور سوانح عمری مولانا آزاد ایسے مضامین تھے کہ جنہون نے
کافی شہرت حاصل کی - اکثر مضامین آپکے ایک جگہ ترتیب دیکر ایک جلد مین کہ جسکا
نام "خیالات آزاد" ہے شائع ہوے ہین کہ جنکی قدر بڑے بڑے لوگون نے کی
اور دور دور سے آپکے پاس مبارکباد کے خط آئے ہین- انگریزی زبان مین بہی
آپنے مضامین نگاری کی اچھی خاصی مشق حاصل کی اور بابو شمبھو چندر ڈے کی
صحبت سے اس بارہ مین بہت ہی نفع اوٹھایا- آپ اخبار رئیس ورعیت مین
اکثر ایڈیٹوریل مضامین لکہا کرتے تھے کہ جو اکثر سرکار ورعایا دونکی نگاہ مین
قابل قدر سمجھے گئے - غالبًا پنچ کے نامہ نگارون مین یہ فخر صرف آپ ہی کو حاصل ہے
کہ تادم آخر آپ نے حق دوستی نبھایا اور برابر کچھ نہ کچھ لکھتے رہے-

نواب سید محمد خان بہادر آزاد آئی - ایس - او

انڈین پریس الہ آباد

پورانی روشنی کا نامۂ پیام

لندن۔ رسل۔ اِسکوبار

مائی ڈیر مولانا اودھ پنچ۔ تسلیم۔ اُس روز آپنے مجھے کانپور کے اسٹیشن پر آکر رخصت کیا اور احباب نے رنگا رنگ کے امام ضامن ہمارے بازو پر باندھکر خیر باد کہا اور آج دیکھیے بندہ عنایت ایزدی سے لندن مین ایک مکلف اور آراستہ اور ہوا دار ہوٹل مین ایک غرور اور مسرت کے زور سے ایک عمدہ اور نفیس کرسی پر بیٹھکر آپ کو یہ خط لکھ رہا ہی اِس خط کے مطالعہ سے آپ کو بخوبی معلوم ہوجائیگا کہ ہم اپنے قول کے سچے اور اپنے وعدے کے پکے ہین۔ اور شاید قلیل ہی عرصہ مین آپ اور ہمارے وطن کے دوسرے احباب اُسکو تسلیم کرلینگے کہ ہان بعد مدّت کے اب اسے ایک شستہ اور تہذیب یافتہ خیالات اور پکے تجربہ اور پختہ عقل اور پشتادتی عقیدہ کا آدمی اس ترقی انگیز ملک مین آیا ہی کہ جو آیندہ بہار کی ہر قسم کی اصلی اور واقعی حالات اور تمدنی اور اخلاقی خیالات سے اپنے نیم وحشی ہموطنون کو آگاہ کر سکیگا اور جو کہ خدانخواستہ ولایتی اخلاق اور تمدنی دیوتا کو برہنہ دیکھنے کا دوربین بنے گا۔ آپ تو جانتے ہین کہ ہم پورانے اسکول کے آدمی ہین اور ہمارے دل مین قدیم مدرسہ اور اُسکے علوم و فنون اور اور پورانے خیالات کا کیسا فیض بخش گنجینہ ہی۔ اور ہم اپنی وضع کے کیسے پاسدار اور پیار کرنے والے ہین کہین جائین کسی ملک کا سفر کرین مگر کیا معنے کہ اپنی وضع مین فرق آسکے

اور اپنی قطع بدل جاے یہ تو بہروپیونکا کام ہی کہ روز ایک نیا روپ لاتے ہین اور
اِس ذریعہ سے اپنی روٹی کماتے ہین - بندہ نے ڈوور کے قریب ہی جہاز پر اپنے
ڈبل اور پر شوکت اور سایہ دار اور کا مدار چوغہ ہین اپنے کو لپیٹا اُسپر سے ایک
۳۰ فٹ کا شالی کمربند بھی جڑ دیا اپنی بانسیری دستار علم کو بھی سر پر رکھا اور
سبز رنگ کی بلند ایڑی والی کفش کو بھی ڈانٹا بھر کیا تھا ادھر جہاز سے اُترکر
ریل پر سوار ہوے کہ تماشا بنگئے جسکو دیکھو وہی ہمکو دیکھتا ہی جس لیڈی کی
آنکھ پڑگئی وہ ہمہ تن حجر بنگئی اسٹیشن والے جوق جوق گاڑی کے دروازے
کے پاس آرہے ہین بیسون صاحبان عالیشان گاڑی ہین گھسے چلے آتے ہین
لیڈیون نے صاف مجھے عجائب المخلوقات ہی بناڈالا اور ہین اُن کے اس
استعجاب کو دیکھکر ہر دم زیادہ متحیر ہوتا جاتا تھا معلوم ہوتا ہی یہانکے انگریزون نے
آج تک کسی ایماندار متعصب اور خرانٹ مولوی کو اُسکے اصلی لباس اور
شان وشوکت اور ہیئت سے نہین دیکھا تھا اور اسلیئے میری پذیرفتگاری کا
وہ سامان ہوا کہ جو جزیرون کے وحشیون کے لیئے ہوتا ہی خیر انکا جو جی چاہے
مجھے سمجھین مگر ہم بھی اپنے دل مین اُنکو کچھ سمجھ لیتے ہین اور اسلیئے کسی فریق کو
جاے شکایت نہین ہی عوض معاوضہ گلہ ندارد مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
عقل سلیم بڑے زور سے میرے دل مین اسکی تحریک کرتی ہی اسکے قبل جو
ہندوستان کے لوگ یہان آئے ہین وہ لوگ جہاز ہی پر سے نہین بلکہ کلکتہ وبمبئی
سے صاحب بنکر اُترے یا سوار ہوے تھے اور اسلیئے وہ لوگ عجائب المخلوقات نہین
تصور کیے گئے اور یہانکے لوگون نے اُنکو ہندوستان کی نئی روشنی کے فرقہ کا

وکیل یا کالے صاحبون کا زندہ یادگار عزت آثار تصور کیا اور اُن کے ساتھ
اُس قسم کا برتاؤ خاص اور عام مجلسون اور صحبتون مین ہوتا ہے کہ جو اپنے
خاص لوگون کے ساتھ ہونا چاہیے مگر یہان کے لوگ بدل اسکے خواہشمند اور متمنی
تھے کہ کوئی قدیم اسکول کا آدمی بھی یہان آوے تاکہ اُس سے بہت دیسی باتین
کہ جنکے بیان کرنے مین نئی روشنی والون کو بہت ہی تامل ہوتا ہی دریافت ہون
اور وہ اپنے ہندوستانی بھائیون کی شکایت اور حکایت کو اُسکی اصلی آب و رنگ
اور دیانتداری کے ساتھ بیان کرے یہان کے قابل اور بیدار مغز وزرا
ہملوگون کے قومی رسم و رواج تعصب انگیز خیالات اور قدیم مدرسون کے
حالات سے واقف ہونے کے بڑے شایق ہین اور اُنکا قول ہی کہ اس قسم کی
معلومات انگریزی دان اور انگریزی خوان ناتجربہ کار طلبا سے نہین سکتی ہین
کیونکہ اول تو اُنکو خود بھی اپنی خبر نہین اور ثانیاً انگریزی تعلیم کے اثر نے ابتداے
شباب ہی مین اُنکے خیالات پر مغربی تہذیب کی پالش کر دی ہی ان وجوہ سے
میری خاطر تواضع حد سے زائد ہوتی ہی اور میرے ساتھ یہان کے لوگ اُسطرح سے
پیش آتے ہین کہ جس طرح غیر ملک کے کسی دیندار اور نیک کردار عالم سے پیش آنا
لازم ہے اور میرے ہوٹل کے دروازے پر گاڑیون کا ہجوم رہتا ہی اور ہر شب کو
کسی خاص یا عام جلسہ مین میری دعوت ہوتی ہی شاعر نویلیسٹ محرر ریفارمر
سفرا وزرا ممبران پارلیمنٹ تجار شاطر پادری صاحب لوگ اور بعض بعض دیسی
خاتونان بانام و نشان کہ جو ہندوستان کی آیندہ ترقی کے اسباب کی مہیا کرنے
اور بہم پہونچانے اور ہندوستان کے باشندون کی ہمدردی کا چراغ یہان کے

لوگون کے دلون مین روشن کرنے کی کوشش کرتی ہین اس حقیر کی ملاقات کو
آتی ہین اور مختلف امور اور مسئلون کے متعلق سوالات کرتے ہین یہان کے علما
اور پادری صاحب لوگ بڑے وسیع الاخلاق منکسر المزاج متحمل اور ذیہوش ہین اور
اسی قسم کے لوگون سے اور خاکسار سے زیادہ ملاقات رہتی ہی ؎

کند ہمجنس با ہمجنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز

آپ کو حیرت ہوتی ہوگی کہ ابھی تو مجھے یہان آئی مہینے دو مہینے کا ہی عرصہ
ہوا اور مین قلم ہاتھ مین لیکر یہان کے حالات اور خیالات اور رسم ورواج
اور طریق معاشرت وتمدن وغیرہ پر راے دینے کے لیے اکڑکر بیٹھ گیا
اور اپنے تئین کے آمدی وکے پیر شدی کا مصداق بنا دیا۔ مگر نہین مجھے اس
تھوڑے عرصہ مین یہان کے لوگون کے اندرونی اور بیرونی حالات کے
دیکھنے اور جانچنے کا جو موقع ملا ہی ایسا شاید کسیکو سالہا سال مین
نہین ملیگا کیونکہ میرے رسائی کا حلقہ بہت بڑا ہی اور میرا گذرا ایسے
ایسے مقامات مین ہوتا ہی کہ جہان فرشتون کے پر جلتے ہین۔
یہان کے لوگ گویا آزادی کے عاشق ہین اور نقش آزادی گویا انکے
سینون پر کندہ ہی انکو دولت حشمت اور ریاست کسی چیز کی پروا نہین
مگر جہان انکی آزادی کو کسینے انگلی دکھائی فوراً خون بہانے کو موجود ہین آزادی
کے نشہ سے کچھ انگلستانی لوگ ایسے مدہوش ہین کہ اسکی ترنگ مین انھون نے
اپنے سب قسم کے حقوق کو عورتون کے ساتھ بانٹ لیا ہی اور مرد وعورت
کی حالت مین کوئی فرق نہین ہی معاذ اللہ یہان عورتین گھوڑا دوڑاتی ہین

ناچتی ہین غیر مرد کے ساتھ پھرنے جاتی ہین دوکانون مین بیٹھتی ہین خدا جانے اور کتنا دھندا کرتی ہین ہمارے عفت آباد ہندوستان کی عورتون سی اگر یہان کی عورتون کی بے پردگی اور بے شرمی اور دلیری کی کیفیت بیان کردی جاے تو انکو فوراً شرم اور خوف اور غصہ سے اُس قسم کی حارتپ آجاوے کہ جو مثل شاخ چنار انکو جلا دے یہان کے مکانات سواریان سب بے پردہ ہین اور یہان کے لوگون کا قول ہی کہ کھلے مکان مین ہوا آتی جاتی ہے اور اسی سے صحت جسمانی مین ترقی ہوتی ہے غیر مردون کے واسطے یہ مکانات بیشک عمدہ ہین مگر نہ کہ ویسے صاف وشفاف کہ جیسے ہمارے دہلی کے اور لکھنؤ کے امرا کے دولتسرائین اور زنانون کے لئے تو یہ مکانات بالکل ناموزون ہین نہ بلند دیوارین نہ متعدد ڈیوڑھیان نہ تہ خانے نہ کنج قفس کی طرح پردہ دار پائین باغ نہ چھوٹے چھوٹے دروازے کی کوٹھریان نہ محرابی بارہ دریان نہ ہوادار اور پردہ دار کوٹھے۔ مکانون مین فن عمارت کے اصول سے دیکھئے تو کوئی تعریف کی بات نہین ہے کیونکہ صرف لکڑی اور اینٹ کی سرخی کا سادہ کام ہوتا ہی اور بڑے بڑے آئینے لگے رہتے ہین البتہ کوچ میز اور کرسیان اور بہی دوسرے سامان آرایش قابل تعریف ہین مگر نہ کہ ایسی کہ انکو اپنے نواب زادگان ہند اور والیان ملک کے مکانات اور ایوانون کے ایرانی قالین مخلی گاؤتکیے فیل دندان کی چارپائیان سونے چاندی کے جھاڑون رنگ برنگ کے شیشہ آلات اور طلائی اور نقرئی اُگالدان اور حلبی آئینون سے تشبیہ دیسکین

نورانی روشنی کا نامہ و پیام

مائی ڈیر مولانا ہنوز ظلمات لا آلی باقی ہے کہ مین اپنے حوائج ضروری سے فارغ ہوا اور چاے پانی مکھن اور توس بھوس کو اپنے معدہ کے زندہ خورچی مین رکھکر اور اپنی تسبیح کو پلنگ کے ایک کونے پر لٹکا کر لکھنے کی میز پر آ بیٹھا - اور نہایت تسکین کے ساتھ یہ چند سطر آپ کو لکھتا ہون گو میری ہندوستانی عادات کی پابندی کے سبب ملازمین ہوٹل کو بسا اوقات تکلیف ہوتی ہے مگر کیونکہ اپنے اوقات معینہ مین فرق ڈالون اور کیونکر اپنی حکیمانہ خیالات کی مطابق حفظ صحت کی قواعد کو نہ برتون - دریاے ٹمیس ہمارے کمرے کے نیچے سے بہ رہا ہے اور جہان تک نگاہ کام کرتی ہے صاف یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک عمدہ سلطنت کے فیل دندان کی ستیل پاٹی بچھی ہوئی ہے دریا مین جہازون کی رنگ برنگ کی روشنی طرفہ بہار دکھا رہی ہے - اور درختون پر مختلف قسم کے خوش آہنگ پرند قدرتی بینڈ باجا بجا رہے ہین - میز کے قریب آتشدان روشن ہے اور اُسمین ولایتی کوئلہ جل رہا ہے اور مین بیور کی عبا اور فلالین کی نیمہ آستین پہنے بیٹھا ہون - ہوٹل کا خانساماں اکثر ہمارے واسطے ہماری پسند کے موافق ہندوستانی کھانے بھی پکاتا ہے اور یہودی قصاب کی دوکان سے گوشت لانے مین ہم اُسکو بہت تاکید کرتے ہین اور جبکہ ہم اُسکو یہ حکم دیتے ہین تو وہ مسکراتا ہوا ہمارے سامنے سے چلا جاتا ہے یہان کے لوگ سحر خیز نہین ہین اور اکثر دس نبجے تک سوتے رہتے ہین اور گویا یہان نیند سے چونکنے کا معمولی وقت ۹ بجے سے ۱۱ تک ہے کوئی بھلا مانس تو نور کی تڑکے کیا اُٹھیگا شاید یہان کا مرغ سنئے نبجے کے مثل بولتا ہو -

سحر خیزی کی صفت یہان کے لوگو نمین دو وجہون سے نہین ہی ایک تو یہ کہ انگریز لوگ
ہر روز علی الصباح کسی قسم کی عبادت نہین کرتے ہین اور صبح کو نیند سے
چونک کر دنیوی کامون کے شروع کرنے کے قبل نماز نہین پڑھتے ہین اور
رات بھر جو آرام اور تسکین اور مسرت سے کاٹتے ہین اسکا شکر بارگاہ ایزدی
مین صبح کو بجا نہین لاتے ہین۔ اسوقت ہمارے ہندوستان کی مسجدونمین
جوق جوق مسلمان لوگ صاف لباس پہن اور خوشبو لگا کر جا رہے ہونگے
اور اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا کا ہمارے معبدون مین غل ہوگا کوئی وظیفہ مین
مصروف ہوگا کوئی درود پڑھتا ہوگا کوئی سجدۂ شکرانہ بجا لا رہا ہوگا اور
کوئی حدیث اور تفسیر کا درس دیتا ہوگا۔ دوسری وجہ یہ ہی کہ یہان ہر طبقہ اور
درجہ کے لوگ عموماً زیادہ رات تک اپنے گھرون سے باہر رہتے ہین اور عام
مقامات آسایش و آرایش اور تماشا خانون کی سیر کرتے ہین اور اپنے احباب
کے قلعہ مین کھیلتے کھاتے اور پیتے رہتے ہین۔ یہان ہر فشن اور پیشہ کی لوگون
کے عام مقامات اور مکانات تفریح اور ہوٹل اور کلب گھر علیحدہ ہین مثل فوجی
قانونی وزیری سفیری فرانسیسی ورجرمنی ہوٹل اور کلب اور پبلک ہوس کی
اور شام کے بعد سے تھیٹرون اور ایسے مکانون مین کثرت سے ہر قسم کے لوگ
جمع ہوتے ہین اور اپنی اپنی پسند اور مذاق کے مطابق ایک ایک طرح کی
تفریح مین مصروف ہو جاتے ہین۔ تماشا خانے کثرت سے ہین اور گنجفہ تاش
شطرنج اور بیز کے اسنٹے کا جوا بڑی دھوم سے ہوتا ہی اور ایسے ایسے سور کھلاڑی
ہین کہ جنکا لوہا سارے تہذیب یافتہ ملک کے جواری مانتے ہین اور جو اس

ناجائز ذریعہ سے لاکھون ہی لاکھ کماتے اور اڑاتے ہین کسی ہوٹل کے کسی
کمرے مین دو چار یار تاش کھیل رہے ہین کہین دو چار شطرنج مین غرق ہین کسی
طرف انڈے کی میز پر کشٹا کھٹ انٹے دوڑ رہے ہین کسی جانب بادہ نوشی ہو رہی ہے
کہین کافی اوڑ رہی ہی اور کسی گوشہ مین چاے پانی کا سامان درست ہی علاوہ اسکے
وضعدار اور طرحدار مالدار اور روساؤن اور امرا اور وزراے نامدار کے مکانون مین
خاص خاص دعوت کے جلسے بھی روز ہی ہوا کرتے ہین اور ہر غنچہ احباب مین مسائل
تمدن یا معاشرت یا تجارت پر گفتگو چھڑتی ہی اور بڑی گرمجوشی سی تبادلہ خیالات
اور آرا ہوتا ہی اور ہر شخص روزانہ ایسے صحبتون اور خاص جلسون مین رلے دینے اور گفتگو
کرنیکے لیے تیار رہتا ہی اور اخبار ونسے اپنی تحویل دماغ مین ہر قسم کے معلومات کا
خزانہ پیشتر سے جمع کر رکھتا ہی۔ جن لوگون کے رہنے کا اپنا خاص مکان یا کرایہ
کی کوٹھی ہی وہ ایک بجے دو بجے اپنے اپنے مکانون مین ہوٹلون تماشا خانون اور
کلبون سے چلے جاتے ہین اور جو خانہ بدوش ہین وہ ؎

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست

پر عمل کرتی ہین۔ سحر خیزی کے مانع جو دو وجوہ میری خیال مین آئی تھے مینی بیان کیے اور شاید
یہ بھی گمان ہو سکتا ہی کہ چونکہ صبح کو یہان بڑی سردی پڑتی ہی اسلیے ہر قسم کے
لوگ اسوقت اپنی اپنی خوابگاہ مین رہنا حفظ صحت کیلئے بہتر تصور کرتے ہین
یہان کے عام مکانات آرامش و راسش اور مقامات تفریح کی جو تصویر کہ ہمنی کھینچی ہی اسکو
دیکھکر تو آپ پھڑک جائینگے اور علی الخصوص ہماری ملک کے وہ امیرزادی کہ جو شبانہ روز
پوبارہ اور تین کانے کہتے رہتی ہین انکی دلونمین لندن کی سیر کا شوق بھر جائیگا مگر نہین

یہان کی عام مکانات تفریح اور ہماری ملک کی مدک خانے اور چنڈو خانے اندر
عیش خانون سی آسمان و زمین کا فرق ہی اور کبھی کوئی منصف مزاج اور دوربین ہمارے
ملک کی چانڈو خانے اور عشرت خانی پر یہان کی ہوٹل تماشا خانے اور جوا خانے کو
ترجیح نہین دیگا- یہان کارخانہ بہت فوق البھڑک ہی روشنی اچھی سامان اُجلے مگر تسکین
آرام راحت اور ہم لوگونکی خیالات کی مطابق عیش بالکل یہان مفقود ہی- ان مکانون
مین سناٹےکا لطف نہین بلکہ ہنگامہ ہی اصلی صفائی کا نام نہین بلکہ کسافت ہی-
تسکین کا نام نہین بلکہ انتشار اور اضطراب اُسکی جگہ ہی- اور خلاصہ یہ کہ گوشۂ عافیت
کی پوری تعریف صادق نہین آتی ہی غیر اور اجنبی لوگونمین ملنے جلنے سے ذی تکلفانہ تفریح کا
لطف کہان باقی رہتا ہی ہوٹل مین ہر قسم کی لوگ آتی جاتے اور رہتی ہین اور کوئی اُنکو
منع نہین کرسکتا ہی کیونکہ ایسے حکم کے دیتے ہی آزادی پر حرف آئیگا- ہمارے چانڈو خانون
مین گو ظاہر اسامان آرایش کم رہتا ہی مگر گوشۂ عافیت کی پوری تعریف اونپر
صادق آتی ہی اور اُنکو کان و معدن آسایش کہنا بجا ہی- ایک نفیس مکان چھوٹے
چھوٹے دروازے اور اُسکے سوا دھوان نکلنے اور تھوک پھینکنے کے لیئے سیکڑون سوراخ
بیسیون روشندان مکلف فرش بڑے بڑے گاؤ تکیے اور چھوٹے چھوٹے گل تکیے
عمدہ پیتل کا شمعدان ایک کونے مین اس طرح سے روشن جیسے کسی کے مزار پر چراغ
جلتا ہو- اسکے سوا ہر شخص کی سامنے ایک لمپ (ولایتی) ہر شخص کیلیے اُگالدان وہانکی
جانیوالو نپر بیٹھنا حرام ہوگیا فوراً آرام سے لیٹ رہا اور چپتی کے لیئے غریب چانڈو باز
لوگ موجود ہین اُنکی خدمت کی اُجرت نہایت کم ایک چینٹی پر رات بھر خدمت کرین-
فیرنی کی تشتریان بالائی اور ہر قسم کی شیرینی کھانیکے لیے موجود ہنگامہ غل انتشار کا

وجود بالکل مفقود نہایت ہی نکھری ہوئی ہند بانہ صحبت حفظ مراتب کا ایسا خیال کہ
کسیکی ٹانگ اور کسیکا مُنہ کسیکا چوتڑ اور کسیکا سر۔ ہر شخص کے لیی خوشبو کی
گلوری تیار اور ہر آدمی نشہ آزادی سے سرشار۔ انکی آزادی یہ ولایت کی آزادی
نہین ہی بلکہ وہ ایسی آزادی ہی کہ دنیا و مافیہا کے خیال سی یکایک دل کو دھودہا کر
پاک کردیتی ہی۔ انکسار کا وہ مرتبہ کہ

خاک شو پیش ازان کہ خاک شوی

کی مصداق بنے ہوئے ہین۔ عافیت پسند بھی ایسے کہ کبھی چھینکنے کی آواز تک سڑک کے
چلنے والون نے نہین سُنی۔ قانون کو ایسے مانتے اور جانتے والے کہ مچھر تک پر کبھی بھولے سے
ہاتھ نہین اوٹھایا۔ تحمل کا وہ جوش کہ گالی تو گالی جوتی کھانے پر بھی کسیکو نہین مارا
امورات تمدن کی ایسے شایق اور ماہر کہ آج تک روم و روس کی لڑائی کا فیصلہ اونکی
رائے مین نہین ہوا۔ اور افغانستان کی چڑھائی کو تا ایندم تسلیم نہین کیا۔ تھیابو کو زورکا
بادشاہ جانتے ہین۔ مسٹر شا کے زنجبار مین انتقال کرنے پر حسرت کرتے ہین۔
کم سخن ایسے کہ اگر نو بجے شب کو ایک فقرہ کہنا شروع کیا تو دو بجے وہ ختم ہوا۔ قانع
اور صابر اس مرتبہ کے کہ ایک تشتری کھیر کی چاٹ کر دن رات بسر کی۔ مردم آزاری کا
وہ خوف کہ دھوبی کی تکلیف کی خیال سی مہینون کپڑے نہین بدلتی ہین منتظم اور خوش معاملہ
اور با مروت ایسے کہ اپنا اور دوسرے کا پانا بے تکلف بھو جاتے ہین۔ تقدیر پر ایسا
تکیہ کہ زمینداری کے نیلام پر چڑھنے کی خبر سُنکر بھی کبھی بالین سے سر نہین اُٹھایا۔
گوشہ نشین ایسی کہ آفتاب تک کو کبھی چہرہ نہین دکھایا۔ شب بیدار ایسے کہ رات بھر تارے گنا
کرتے ہین۔ حفظ صحت کے ایسے عاشق کہ تمام دن مردہ سی بازی لگا کر سوتے ہین

پورانی روشنی کا نامہ وپیام

یہان کے تماشا خانون مین بیشک بڑی تیاری ہوتی ہو روشنی کا اہتمام خوب
ہوتا ہی اور پردے نہایت خوشنما اور حیرت انگیز بدلے جاتے ہین اور تماشا کرنیوالے
مرد اور عورتین عمدہ عمدہ لباس پہنکر تماشا کرتی ہین اور تازہ بہ تازہ سانگ
لاتی ہین اور ایک دم مین پردون کے اولٹ پھیر سے سارے مکان کی ہیئت
بدل جاتی ہے ابھی باغ تھا ابھی سمندر موج مار رہا ہی ابھی ہوٹل تھا ابھی
دیوانخانہ ہی ابھی سبزہ زار نظر آیا اور پھر ایک آن مین قبرگاہ بنگیا ہر تماشا خانی
اور تھیٹر اور اوپرا مین باجا بجتا ہی اور وہ اُسی قسم کے باجے ہین کہ جنکی آواز
وحشت ناک اور سامعہ خراش ہوتی ہی اور جنکے سُننے سے عزت کا خیال دلسے
جلد بھاگنے لگتا ہی اور لڑائی کا خوف اور سامان اون کی جگہ آجاتا ہے۔
اور اوپرا مین یہان کی گویا عورتین اور مرد گاتے ہین اور علم موسیقی کے
شیدا لوگ وہان اکثر گانا سننے کی غرض سے زیادہ جاتے ہین کم بختی سے
ایک روز ایک دوست کی خاطر سے مجھے بھی جانیکا اتفاق ہوا اور سامعہ پروہ
آفت آئی کہ آج تک خدا کی قسم کان بہرے ہورہے ہین اور اُس روز تو
شب مارے وحشت کے بندہ کو نیند نہین آئی - ہاے ہاے جنہی چندر بھاگا تیرین جان
ہیرابد خان اور تان رس خان کو سُنا ہوگا اور جسکے کان کہین سُر مین
سارنگی ستار طبلے کے سامعہ نواز آواز سے آشنا ہونگے اُسکو یہ جنگلی باجے کی بھُون بھُون
اور گون گون کی صدا اور چندے بے سُری اور بے تالی اور بد آواز قوی ہیکل عورت
و مرد کا چلاّنا کیا خاک بھائیگا یہان کے گانے کے مفہوم اور موسیقی کے کمال کو

ہم اور اس سے سہل اور عمدہ طور سے آپکو نہین سمجھا سکتے ہین فرض کر لیجیے کہ
جاڑون کی رات مین کسی پرانی مقبرہ کی کسی نئی قبر مین کسی سڑی ہوئی لاش
پر چند گیدڑ عالم غصہ مین اپنے اپنے حصہ کے واسطے لڑتے ہون اور اُس قبر
سے جو ایک مہیب اور وحشت ناک اور سامعہ گداز آواز نکلتی ہی اور دور تک
جاتی ہی اور ارد گرد کے رہنے والون کی نیند کا ستیاناس کرتی ہی اگر اوپر
آکے باہر سے کھڑا ہو کر کوئی ہمارے ملک کا آدمی گانا سُنے تو پہلے اُسکو ایسا ہی
خیال ہوگا کہ بھو کسی قبر گاہ مین مصروف جنگ وجدال ہین۔ دو آدمیونکا باہم ملکر
یا دوسرے سے لپٹ یا سمٹ کر یا ایک ایک شخص کے علٰحدہ کودنے اور دوڑنے کا
نام ناچ ہی تال گت کا بالکل خیال نہین ہی واللہ اگر کالکا یا بندادین یا ہمارے
جہان پناہ کو یہانکے لوگ ناچتے ہوئے دیکھین اور اُنکے توڑے کی آواز انکے کان تک
پہونچے تو یہ لوگ کبھی ناچنے کا نام تک نہ لین تبانے اور اُسکے نکات اور اُسکے کمالات سے
انگریز بالکل ناواقف ہین اور شاید مشکل سی اُسکا مفہوم اُنکے خیال مین آویگا خوب
زور سے جوتون کو صحن پر مارنا یہ ایک ناز ہی۔ سفید سفید بدقطع دانتون کا بیموقع
نکالنا یہ ایک نخرا ہی۔ ہاتھون کو زور سے دبا دینا یہ ایک ادا ہے۔ سر کو جھکا کر پھرتی
سے سلام کرنا یہ ایک غمزہ ہی اور انھین بھلوانی ناز و نخرے کا شہید یہان ایک عالم ہی
یہ نہین کہ ادھر بی مشتری نے اپنے خمدار ابرو کو چمکایا اور بیس امیرزادے شہید ہوگئے
بی زہرہ نے تبسم کا قصد کیا بجلی چمک گئی۔ بی گوہر نے پائچون کو ہاتھ سے اٹھایا
اور ایک عالم نے عالم بدحواسی مین کمر کے بچنے کی دعا مانگی خدا کمر کو بچائے۔
بی حیدر نے ناچتے وقت ایک توڑا لیا اور پٹنہ کے چند خانہ ساز نواب زادے

مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگے - بی نتھی نے سنہری دوپٹہ کو سر پر سے ہٹا دیا اور دو چار
بابو کو لو ٹولہ مین ہنسی سے لڑہک گئے - بی امانی جان نے محبت انگیز ادا سے کسیکو گالی دیدی
اور نوج کہکے لبونپر اُنگلی رکھی اور ڈھاکہ کے چوک مین قیامت آگئی بی طوقی نے بنارس
مین کسی مہاجن بچے یا رئیس زادے کو مصنوعی غصہ کی ادا سے مفتری کہا اور وہ اپنے
ذہن مین (نایٹ) ہوگیا ہماری ہندوستان کی معاشیق اور پریوشون کی چلبلی بانکپن
سیماب مزاجی - برق وشی اور دلربایانہ ناز و انداز کے قدردان کچھ ہماری ہی ملک کی
نازک خیال صاحب دماغ روشن دل اور صاحب مذاق لوگ ہین - یہ بیچارے آلو کے کھانے
اور بھیڑی کے چرانے والے ان باتونکو کیا جانین مگر ہان یہ بہی ہر ملکے و ہر رسمے اور

ع ہرکس بخیال خویش خبطے دارد

اِسکا خیال بہی رکھنا ضرور ہی جیسا کہ ہمنے پہلے خط مین لکھا ہی حُسن تو یہان ہملوگون
کے خیالات کی مطابق عنقا کا حکم رکھتا ہی اور حسن فرنگ حُسن فرنگ جو مدت سے
سُنا کرتے تھے اُسکی کچھ بہی تصدیق نہین ہوئی بلکہ یہان آنے پر اُسکو بالکل اُلٹا پایا
گو آئین قدرت نے حسن کی تقسیم کرنے کے دن یہانکی عورتون (جنکو حسین بننے اور
اپنی کو خوبصورت دکھانیکا جنون ہی) کے ساتھ بڑی بے انصافی اور بیرحمی کی ہی مگر
اُسکے جبر و نقصان کرنے سے یہ لوگ حتی الوسع قاصر نہین ہین بالائی تدبیر مصنوعی اشیا -
اور صنعت کے زور سے جہانتک کہ ممکن ہی حسن کی تیار کرنے مین کوشش کیجاتی ہی
اور (باربر) یعنے حجام اور طرح طرح کی رنگین اور زرکار لباس سی بہت کچھ اس
خصوص مین مدد ملتی ہی اور سرخ اور اسفید سفوف رنگ کی چمکانے اور دمکانے کے لیے
چہرہ پر لیے اتہا ملا جاتا ہی اور زر کثیر لباس وغیرہ کی تیاری مین خرچ ہوتا ہی

ہم اس قسم کی معصومانہ بوالہوسی اور زیر خام خیالی پر کوئی اعتراض نہین کرتے ہین
بلکہ ہمارا جی چاہتا ہی کہ اسکے جواز کا فتوی دیدین کیونکہ دنیا مین کوئی آدمی خواہ
وہ مرد ہو یا عورت ہو ایسا نہین ہی کہ جو اپنے کو دوسرون کی آنکھ اور پسند مین
خوبصورت بنانے اور دکھانے کی خواہش نہ کرتا اور رکھتا ہو اور آیئنہ کے
سامنے جاکر سامان آرایش سے پورا پورا کام نہ لیتا ہو مگر ہان اتنا ضرور کہنا ہوگا کہ
عورتین اس مالیخولیا مین زیادہ مبتلا ہین اور سب سے زیادہ پھر ولایت کی
عورتین کہ جو گھنٹون آئینہ اور شانہ سے اپنی زیبایش اور آرایش کے بارہ مین غورہ
کرتی ہین اور انصاف کی نظر سے دیکھیے تو فقط ولایت کی عورتین ہی اس مرض
مین مبتلا نہین ہین بلکہ ہر ملک کے لوگون مین یہ خواہش تھوڑی بہت پائی جاتی ہی
ہمارے ملک کے ایک ایک بانکے امیرزادے ایک سیدھی مانگ کے نکالنے مین کتنا وقت
لگاتے ہین اور انکے بالون کے سنورنے اور درست ہونے مین کئی درجن مصاحبون کے ہاتھ
ٹوٹتے ہین اور ہمارے لکھنؤ کی بیگماتون کی چوٹی کے گوندھنے مین کئی پہر لگجاتے ہین
اور کتنی مغلانیون اور کتنے بکسون کی ضرورت ہوتی ہی گو ہر طرح کا سامان آرایش
اور زیبایش اور بننے سنورنے کے اسباب آج اس ملک مین مہیا ہین اور جو کچھ
کہ یہان نہین ہی وہ بھی صبح و شام ممالک فرانس سے ڈاک پر چلا آتا ہی اور گو
حسن ساز رنگ ساز اور درزیون کے بڑے بڑے کارخانے بھی ہین اور
یہان کی ہم لوگ ان مدون مین بیدریغانہ خرچ بھی کرتی ہین مگر ان سب
سامان اور ان کارخانے والون کی کاریگری سے چوڑا چہرہ گھامڑ نقشہ بھورے
بال کرنجی موٹی ناک بی ترکیب گات کیونکر درست ہو سکتی ہی اور ان قدرتی

نقصون کو کون نکال سکتا ہے ہان جہانتک اِنکے چھپانے اور اون کو خوشنما کرکے دکھانے کی ترکیب ہو وہ کی جاتی ہو اور اُس سے فی الجملہ ایک تسکین کی صورت ہی ہمارے ملک کی ماہ وش اور پریرو بیگمون کا گندمی کُندنی اور سبز رنگ کہ جنمین ملاحت کوٹ کوٹ کے بھری ہے اون کا کتابی چہرہ نستعلیق نقشہ طرّہ طرّار زلف تابدار غزال کی سی آنکھین ستوان کھڑی ناک خوشنما گات خوش اسلوب اعضا اور خلقی نزاکت اگر یہان کی میم لوگ خواب مین بھی دیکھ پائین تو فرط رشک سے جلجائین اور فرط غیرت اور غصّہ سے پھر اپنے کو مصنوعی چیزون کی مدد سے بنانیکا کبھی قصد نہ کرین۔

یہان کی عورتین اکثر قوی الجسّہ ہین اور اُنکے ہاتھ پیر ایسے موٹے اور کرخت ہوتے ہین کہ اگر ہمارے ملک کی کسی بیگم کو یہان کی کوئی عورت پکڑ لی تو غالبًا کوئی اُسکا عضو اُکھڑ جاے اور وہ سخت تکلیف اُٹھائے۔

مائی ڈیر مولانا آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ جو عورات کہ دو تین سیر گوشت روز کھاتی ہون دس پانچ پیالی چاء اوڑاتی ہون۔ دو چار بوتل شراب (گو کلاریٹ و بیر ہی سہی) کا گلہ گھونٹتی ہون اُنکی تیاری کا کیا حال ہوگا معشوق کی تعریف مین یہ بھی کہا جاتا ہو تمھارا معشوق کے اسٹون وزن مین ہو اِس نئی تعریف کو سُنکر تو آپ واللہ کانپ جائینگے اور اگر بیگمات سن پائین تو قہقہہ لگا کر چھت اُڑا دین ہمنے بعض تماشا خانون مین بعض ایسی قوی ہیکل خاتون کو بھی دیکھا ہو کہ اگر دو چار بیگم کو گٹھری مین باندھکر اُن کے سپرد کیا جاے تو وہ بے تکلف بغل مین داب کر کوس بھر لیجا سکتی ہین۔ ہمارے محلات کی

نازکبدن اور سیمتن بیگمون کے لیئے توکریپ کا دوپٹہ گران ہوتا ہی گرنٹ کے لہنگے کا اُٹھانا اُنکو دشوار ہی آب روان کی کرتی تنک اُن کے بدن کو کاٹتی ہی سیٹ کی کلائی سے اُنکا شانہ تک ٹوٹا جاتا ہی شال کوکسی بکس مین بند کرنے یا اُٹھانے مین ہانپنے لگتی ہین پان کی وزنی گلوری اکثر ہاتھ سے گر جاتی ہی خاصدان کے اُٹھانے سے مینون قیفہ اور شانہ پر مومیائی ملی جاتی ہی مخملی تکیہ کی رگڑے سے اکثر رخسار پر خون جم جاتا ہے۔ اپنے دو تین مہینے کے لڑکے گو دمین لینے سے دَم چڑھ آتا ہی۔ ؎

ببین تفاوت رہ از کجاست تابکجا

ہان یہان کے لباس کی کیفیت (جسمین ہزارون روپیہ صرف ہوتا ہے) بھی تھوڑی سی سُن لیجیئے ایک قسم کا دم دارگون ہوتا ہے اور جبکہ اوسکو میم لوگ پہنتی ہین تو دُم کے پکڑنے کے لیئے ایک خوبصورت چھوکری یا چھوکریان بھی ساتھ رہتی ہین اور اونکو بھی رنگین لباس پہنایا جاتا ہی اور وہ آہستہ دُم دارگون والی میم کے ساتھ چلتے ہین اور اس لباس کے ساتھ عورتون کو دیکھنے سے ہمین اپنے ملک کا پیچدار فانوس یاد آتا ہی اس دم کے رکھنے اور کاٹے جانے کے بارے مین برسون گفتگو رہی ہی اور بڑی بڑی تحریرین لکھی گئی ہین کیونکہ یہانکی عورتین قابل ہین اور قدرت تحریری و تقریری دونون رکھتی ہین پہر جب اُنکی دم کاٹنے کی تحریک کوئی کریگا تو وہ کیون نہین لڑینگی مگر جن دُم کی دشمنون نے ایسا ظالمانہ قصد کیا تھا وہ کامیاب نہوئے اور خود فیشن کو بدلتے بدلتے وہ دُم آگے سے چھوٹی ہوگئی

مولنا آزاد کی پرانی روشنی کی نئی ڈکشنری

معنے	لفظ
اپنے شوہر کی عاشق شیدا اور فدائی - اپنے بچّوں کی انّا کھلائی اور دائی عفت کی دیوتا محبت کی تصویر مروّت کی اوتار - انسانی باغ زندگی کی تازگی کے لیئے جان نواز اور فرحت آثار ہوا ے بہار گھر کی رونق گھر کی زینت گھر کا بھرم - عزیزون اور جملہ متوسلین کے لیئے ہمیشہ روان ہمیشہ شاداب و ہمیشہ لبریز چشمۂ کرم عصمت کے سراپا عزت وحمیت گلستان کی ہزارداستان بلبل - سچّی قناعت - اسلامیانہ صبر اور درویشانہ توکل کے صاف اور خوشرنگ بادۂ گلرنگ کے مینا کی قلقل - خالص و بے لوث دینداری کا محفوظ گنجینہ عصمت عفت اور مروت کا قومی دفینہ - بالخلقت دوسرون کی وقف خدمت وچارہ سازی - بالطبع عزیزون کے لئے سرگرم جان نوازی وہ غنچہ کہ ہواے محبّت خالص کے چلنے پر جسکی شگفتگی کا دارومدار ہی - وہ سرسبز اور بارور شجر جو اپنے سایۂ عنایت ومحبت کے جاگزینون پر بغیر کسی قسم کی خصوصیت اور قید کے ہر فصل مین ایک رنگ سے رحمت بار ہی - وہ سپاہی معرکۂ زندگی مین صبر و قناعت جسکی آبدار تلوار ہی - وہ منتظم جزرسی پیشبینی اور داشتہ آید بکار کے اصول پر جسکا ہر کاروبار ہی - زندگی کے ہر طوفان بلانشان اور	ہندوستانی بی بی

مصیبت سامان مین مردون کی طوفانی طبیعت کے لیئے لنگر کا کام
دینے والی - اونکی ہر واقعی اور مصنوعی مصیبت اور رنج مین اظہار خواہش
ہمدردی و چارہ جوئی مین لب تر ہونے کے قبل پاک محبت اور صاف
ہمدردی کا درد فرسا اور غم تراش لبریز جام دینے والی - اپنے گھر کے
چراغون پر رات بھر اپنی صحت سے بے پرواہانہ قطع نظر کرکے پروانہ وار نثار
ہونیوالی رونے اور ضدی لڑکون کی پر اثر اور پر شور و شر آوازہ کی فطرتی
جگونی کے بجنے پر رات بھر مین دس دس بار بیدار ہونیوالی - وہ انسان
اولاد کی تمنا جسکی سب سے بڑی حاجت ہی - بے اولادی جسکے لیئے سخت
آفت اور قیامت ہی - وہ صحت بار نسیم عنبر شمیم جسکے چلنے سے متعصب دشمنون کی
تنگ خیالی کا تیرہ و تار زندان ہر ہندوستانی کے لیئے روضۂ رضوان ہی
وہ مسیح الزمان جسکے شفاخانۂ محبت و ہمدردی کی معجون کا محتاج ہر پیر و
جوان ہی - وہ قومی یاقوتی کان جسمین ہزارون لعل بے بہا نہان ہتے ہین
وہ عمان رحمت نشان جس سے اخلاقی خوبی اور نسوانی نیکی کے سیکڑون
چشمے ہر مکان مین پنہان بہتے ہین - شوہرون کی جمعیت خاطر اور طمانیت
کے اوراق کا خوبصورت اور مضبوط شیرازہ - اونکے چہرۂ خوشحالی کا خوشرنگ
خوشبو - اور حسن افزا غازہ - وہ نیک کار بندہ شوہر کی اطاعت جسکی
بہت بڑی عبادت - وہ نیک سرشت انسان رحمدلی اور ہمدردی
انسانی جسکی جبلی عادت - شوہر کی فرمانبرداری جسکے خیال مین پرستش
مین شامل - جسکے نزدیک دیوتاؤن اور شوہرون مین صرف ایک

ہلکا سا امتیازی پردہ حائل - ایک عالم کی مصیبت پر روتے کو فطرتی
طور سے جسکا دل ہر وقت تیار ہی - وہ متوالی جو متوالے شوہر تک پر صدقے
قربان اور نثار ہی - ہزارون شام غربت مین صبح امید کی جلوہ ریزی -
وفا شعار شوہرون کے لیئے ہر طرح کی پُر لذت اور بد اطوارون کے لیئے
ایک قسم کی ہلکی پرہیزی - ہر گھر کی باعث زینت و آبادی سلطنت خانہ داری
مین انسداد و دزدی کی منادی - غیر محسوس دلپسند اور پُر اثر دردمندانہ اور
فرمان پذیرانہ اداؤن سے اکثر شریف النفس میان کو در پردہ اپنا غلام
بناتی ہی - دلجوئی اور مزاج شناسی کے دروازے سے اونکی شمع قبول تک
پہونچکر اپنے ہر مطلب کا پیام سناتی ہی - بدنفس و بدعقل ساس نندون کی
بے تمیزانہ اور ظالمانہ نکتہ چینیون سے جسکا دل چور ہی - اپنے میکے والونکی
خاطر بات جسکو ہر حال مین بدل منظور ہی - محل مین بیجل حمل کے حمل
کرنے پر غرور انگیز مسرت کی ادا دکھانے والی باوجود صحیح المزاج ہونے
کے جلدی سے صاحب ولاد ہونے کے پُر جنون تمنا مین بیسیون جاہلون
کی مُضر اور صحت سوز دوائین بیدھڑک کھانیوالی - میان کی بدمزاجیون
کے کاکل پُر پیچ و غم کے سُلجھانیکا خوبصورت شانہ - روان خانہ جان خانہ
اہل خانہ - وہ قیدی نواز جبار جسکے الفت کا محبوس ہتکڑی اور بیڑی
کی قید و بند سے ہمیشہ آزاد ہی - وہ مجنون پرور لیلی جسکے پاگل خانہ کا
دیوانہ آزار سے بیزار اور اپنے پر فساد نفسانی خواہشون سے ہمیشہ مصروف
جہاد ہی - وہ باغیرت جسکو اپنے شوہر کے گھر سے مر کر نکلنے پر ناز - وہ نازنین

جو مصنوعی ناز نخرے سے بری اور مجسم نیاز ہی۔ اپنے عزیزون کی پیاری
اپنے ماباپ کی دُلاری۔ دنیا کو میان کے حق مین جنت الفردوس
بنانے والی بہشتی ناری۔ لڑکپن کی تماشا جوانی کی محبوبہ اور بڑھاپے
کی اناہی۔ انسانی زندگی سند آسائش کا فطرتی مستثنیٰ ہی۔ سوت کے
خیال سے موت سے زیادہ ڈرنیوالی خواب مین اُسکے تصور سے خیالی
طور سے لڑنے جھگڑنے والی۔ وہ عجیب الخلقت عورت شملہ و نینی تال کی صحت بآ
آب وہوا جسکو بہت ضرر کرتی ہی۔ ایک پُرانے بیمروت اور غلیظ جیلخانے
مین جو آسایش اور بڑی نازش سے ستر اور اسی برس کی عمر تک ہشّاش
بشّاش زندگی بسر کرتی ہی۔ سن تمیز مین بھی قید خانے اور گھر کی جسکو مطلق
تمیز نہین بجز اُسکے اپنے عزیزون کے غیر مرد اگر عزیز مصر بھی ہو تو اُسکو عزیز
نہین۔ باہر سے نوکرون سے کچھ نہ کچھ عناد کا رکھنا جسکا قدیم شعار ہے۔
ہر پہلو ہر رنگ اور ہر طرح سے جسکا دل اپنی دائی ماکا بدل طرفدار ہی۔
مرد احباب کے ساتھ بے تکلف پہاڑون اور جزیرون کی روح پرور
ہوا کھانے کا ذکر سُنکر جسکے ہوش اوڑتے ہین۔ محلسرا سے باہر نکلتے
بیجا اور غیر ضروری شرم سے جسکے پائون زمین مین دو دو گز گڑتے ہین
گورنمنٹ ہوس مین جانیکا نام سنکر فرط اضطراب سے مرغ بسمل کی طرح
پھڑکتی ہے۔ غیر مرد کی چار چشمی کے تصور سے نوگرفتار جنگلی دیار گھوڑی
کی طرح بہت خوفناک انداز سے بھڑکتی ہی۔ رسائی اور حکومت کے جنگل کے
مرغون کو فرط نادانی سے اخلاقی فرخندہ فرجام دام کا دانہ بنکر جسکو

پھنسانا نہین آتا - اپنی دلربا اداؤن طبیعی قوتون اور خدادا دصفتون
کے حُسن استعمال سے جسکو بیگانہ کو خویش اور دشمن کو دوست بنانا نہین
آتا - باوجود قومی اخلاقی علالت اور مشہور بے سروسامانی علاج کے بھی
ننو بیماردن کے حق مین بہت آسانی سے بھی ایک انار بننے پر سخت انکار -
شوہر کے ولی ولایتی ہمسفر دوست سے ڈرائنگ روم مین کھڑے کھڑے
ذراسا ہاتھ ہلانے کی بات سننے پر میکے جانے کے لیئے قیامت خیز تکرار اور
بے انتہا اصرار - وہ جاندار تکیہ جسپر آج بڑے بڑے لوگون کی آسایش امارت
اور سخاوت کا تکیہ ہی - وہ زندہ سلائی کی کل جسکے ذریعہ سے ہزارون چاک
درچاک گریبان افلاس مین مضبوط بخیہ ہی - وہ وحشی غیر محرم مرد کی سُریلی
لیدار اور دلکش آواز بھی جسپر چابک کی طرح پڑتی ہی - وہ نازک اندام
سوم کی گڑیا غیر مرد کی نگاہِ محبت وعنایت بھی جسکے بدن مین مثل کانٹے
کے گڑتی ہی - وہ چراغ محبت وشرافت جسکی نورانی ضیا سے بعض بدنصیب
روشن خیال حکیمون نے اپنی آسائیش اور عافیت کے کاشانے کو دائمی
طور سے پُرنور ہونے دینا محض بے سود جانا - وہ آبدار اور آبروداروُرشرافت
وعفت کہ جسکو مغربی تعلیم یافتہ ہندوستانیون کے سرتاج نے اپنے سِلک
ازدواجی مین بہزار تمنا وخواہش پرونا اپنے اور اپنے افسردہ حال اور شتر
بے مہار نوجوان قوم کے حق مین ہر طرح سے محمود جانا -

چودھوین صدی کی نئی روشنی کی ڈکشنری

معنے	لفظ
دلکش - دلربا - اور دلفریب جڑی - میان سے سن مین دس ۱۰ بیس ۲۰ برس بڑی - حلقۂ اغیار مین اکثر وقعت جلوہ گری - لباس انسانی مین بے پر کی پری - وہ جادو جو سر چڑھکر بولے - وہ زندہ تراز و جو اپنے پر فسون آنکھونکے پلّون مین ہر انسان کو تولے - غنچۂ دل احباب کی کھلانے کی ہوا ے بہار - ایک انار ۱۰۰ . . . . . عمدہ اور مہذب خانگی شکار گاہ - نزاکت - دل فریبی محبت اور سلیقے کی ہمیشہ آباد نمایش گاہ - مہذب دماغون کے معطر رکھنے کا سدا بہار گل خوشبو - سوسائٹی کا پھڑکتا ہوا اور دلچسپ دستنبو - میان کی نہایت معتمد مشیر - ہوم ڈیپارٹمنٹ کی بہت بیدار مغز وزیر - ہمدردی کی کان - محبت کی جان - میان کی دولت اڑانیکا طوفان بلا نشان - ہر گھر کے لیے صحت بار ہوا - ہر انجمن کے لیے تہنیت کی صدا - میان کی سرتاج - ایک بنیتھ اور ہزار کاج - ہر پیشے اور ہر کام مین نہایت آسانی اور غیر محسوس طور سے استعمال پذیر - میان کی افزایش عز و مراتب اور ترقی عہدہ مین اکسیر تاثیر - شوہر کے ہر عزم کی قوت بازو - بے ضرر سحر پُر لذت کرامت بے خطا جادو - خزانۂ راحت و آرام کی خوبصورت کلید ضامن عشرت جاوید چمنستان عشرت و نمایش کا مصنوعی طاؤس - وزرا کے خفیہ اور پیچیدہ دلی تمدنی منصوبون کا دلربا جاسوس - وہ خوش رنگ پُر تکلف خوش کیف	مہذب بی بی

اور تُند شراب جسکا نشہ عزیزون کی محبت۔ کنبے کی رعایت۔ مذہبی حرارت اور قومی عادت کو یک قلم مٹا اور بُھلا دے۔ وہ حور وش۔ تجربہ کار۔ روشن دماغ اور ادا شناس دایہ جو بڑے بڑے قابل۔ ہمہ دان۔ آزاد۔ اور وارستہ مزاج جوانون کو اپنے آغوش عاطفت مین دوچار تسکین بار تھپکیون سے مثل شیر خوار بچون کے عمر بھر کے لیے خواب غفلت مین سُلا دے۔ وہ مہذب خاتون جس کی ہر ادا اخلاق بار جسکی ہر چشمک محبت ریز۔ اور جسکی ہر حرکت دلآویز ہے۔ جس کا ہر قول میان کے حق مین فرمان سعادت نشان جسکی ہر بات مین میان کی نجات اور جو کہ اُن کے لیے تمام عالم مین سب سے بڑھکر بکار آمد اور تشفی بخش دستاویز ہی۔ مرض بداقبالی اور ناقابلیت کی صحت کا وہ چلتا ہوا نسخہ جس مین کبھی خطا نہین۔ رسائی اور ترقی کا وہ طلسمی کفایت آموز انجن جس مین آگ نہین۔ پانی نہین۔ ہوا نہین۔ وہ تریاق جو اپنی اثر فشانیون سے اپنے شوہر کی سم آلود۔ اور ظلم انگیز حکمت عملی کے شیون خیز۔ اور ماتم ریز ضررون کا آسانی سے ازالہ کردے۔ وہ آفت کار پرکار جو نقطے کے برابر چھوٹی قسمت کو صفحۂ سوسائٹی پر اپنی پرُحکمت اور سحر تاثیر گردش سے بڑہا کر ہالہ کردے۔ دلی مرادون کے ملنے کی بشارت کی مبارک فال۔ کالے آدمی کی ہفتاد پشت کی شامت اعمال ہر مینر کا صحت بخش اور سامعہ نواز گلدستہ۔ تیرہ گون اور سیاہ بخت نوجوانون کی تیرہ دماغیون عقل کا کافوری دستہ۔ بعض کالون کے دنیوی امور مین مددگار اور سازگار مگر اکثر کے لیے دائمی مصیبت پُرخلش خار۔ اور باعث ادبار میانکو ملی

کی ریل پیل مین توشۂ عفت ومحبت در آغوش بوسہ ۔ مہذب محفل رقص وسرود مین اپنے کرتب سے غرور کا موقع ۔ اور حلقۂ احباب مین غم تراش اور فرخندہ فر جام شراب پرتگالی کا جام دے ۔ گھر مین عمدہ عمدہ لذیذ چیزون کے اصرار اور پیار سے کھلانے مین جان نثار کالی نانی امان سے کہین بڑھکر کام دے ۔ میان کو پر فتن سوسائٹی مین گھٹانے بڑھانے کا آلہ ۔ ایک برق آفت ۔ ایک شرر ہزار اخگر در جگر ۔ ایک آتش کا پرکالہ ۔ بازار تمکین اپنے گرما گرم اور روز افزون سودے سلف سے میان کے نام کو جگانے والی ۔ ہزار بار بگڑنے پر انکو ہزار بار بنانے والی ۔ اما جان کی شفقت ۔ باجی کی ہمدردی ۔ دادی امان کی ناز برداری ۔ یہ سب اُسمین موجود ۔ بڑے سے بڑے گرو گھنٹال فیلسوف اُسکے سامنے اظہار اطاعت و فرمان برداری مین سر بسجود ۔ ہمیشہ روان چشمۂ فیض ۔ ہمیشہ بہار گلستان ۔ اور ہمیشہ سر سبز بار آور شجر ۔ طریقۂ عشرت کا ہادی ۔ مسلک تہذیب کا بادی ۔ اقلیم شائستگی کا ہنر مند رہبر ۔ کالے بھائیون کو عزت دینے اور ڈرانے کی چیز ۔ سمند عقل و ہوش کی جولانی کے لیئے مزہ دار مہمیز ۔ دنیا مین عافیت اور عاقبت مین مغفرت کا سامان دوست اتالیق معلم ۔ اور جانان شتر بے مہار نوجوان کی مہذب نکیل ۔ ہندوستانی کے لیے مصیبت انگیز اور دائمی دلیل خوش رنگ اور صحیح القوی لڑکونکے ڈھلنے کی مہذب اور خوشنما مشین مع مصنوعی آرایشون اور رنگ آمیزیون سے مجسم ارژنگ چین ۔ مہذب اور خوبصورت بچون کی ٹکسال ۔ عاشق مزاج مچھلیون کے پھنسانے کا پُر تکلف جال ۔

نوچی

نایکا جی کے امید وبیم اور راز و نیاز کا تجارتی جہاز۔ بڑی بی کے لُنڈڑے
اور سنڈے مرغ طمع کا نوخیز اور امید ریزہ اور پری وش پیرہ پرواز۔ بڑی بی کے
اڑگرے کی خوبصورت برباد پوتی کی جوڑی۔ بازاری اکّا گزاری کی کشتی
کرایے کی گھوڑی۔ وہ خواب پریشان فتنہ ہاے خفتہ کو جگانا جس کا کام ہے
وہ خود غرض دوست سلام جس کا ہزارون طرح کی ذلت و رسوائی کا پیام ہی
وہ چنچل جس کے کوتل مین شیطان کی خالا ہی۔ وہ سپاہی جس کا سب سے کارگر
اور دل خراش ہتیار نظر کا بھالا ہی۔ وہ ساقی جو بادۂ خود فراموشی و بیحیائی کا
پیالہ اپنے پُربلا حلقے کے رندون کو پلاے۔ وہ شمع رو جو بزم عشق مین ہزارون سوختہ
دلون کو صورتِ پروانہ جلاے۔ وہ قصاب جس کی نظر کی تیز چھُری عشاق کے
دلون کی کمزور گردنون پر پل کے پل مین پھر جاتی ہی۔ وہ بیوفا بے مروت
اور عہد فراموش طوطا جس کی آنکھہ اپنے دل دادون کی طرف سے چشم زدن مین
پھر جاتی ہے۔ وہ بے حمیت میزبان جو اپنی بزم عشق کے مہمانون کی ذلت
اور رسوائی کو طشت ازبام کر کے اپنا نام کرے۔ وہ کامل ڈاکٹر جو اپنی زبان
کے پُر اثر نشتر کو مجروحان زخم محبت کے تہ کام کر کے بے لاگ دل کے اندر
اپنا کام کرے۔ روپیہ بنانے کی وہ مستحکم اور ترقی پذیر ٹکسال جسنے اپنا سکہ
تماش بینون کی اقلیم قلوب پر [illegible] دیا جعلی محبت کا وہ زرِ قلب جس نے اپنی
عام پسندی سے اصلی اور سچی محبت کی سونے کی قیمت کو کور باطن نوجوانون
کی نظر مین گھٹا دیا۔ تماش بینون کے نامۂ اعمال کی سیاہ تختی۔ نوجوانون کی
سب سے بڑی شامت اور بدبختی۔ بڑھاپے مین بڑی بی کی امید اساس

لاٹھی۔ فرسِ قوت بہیمی کی خوبصورت کاٹھی۔ وہ صحت سوز کوچہ جس کی ہوا سم آلود ہی۔ وہ عزت وحمیت سوز آتش جو ہمیشہ بے دود ہی۔ وہ اخبار ذلت بار جس کی سرخی آبرو کا خون ہی۔ وہ شفاخانہ جس کا دماغی اعتدال سراسر جنون ہی۔ نائکاجی کا دل ربا آلۂ جفا کاری مشعل عفت سوز حرامکاری حرامکاری کی اونچی دُکان کا سڑا گلا پھیکا پکوان۔ بوڑھی تماش بینون کے لیے اُن کے اصول سے حلوان۔ نائکاجی کی وہ ٹیڑھی اُنگلی جو تنگ نظر امرا کے روغن طلا کی تنگ دہن مٹکی مین کامیابی سے گھستی اور نکلتی ہے وہ شمع جو دن رات سوختہ دلون کے روغن جان سے جلتی ہی۔ وہ مکارہ جو دن بھر مین گرگٹ کی طرح ہزارون رنگ بدلتی ہی۔ کبھی ڈرتی۔ کبھی بہلتی۔ کبھی چہکتی۔ اور کبھی مچلتی ہے۔ تماش بینون کے ڈھالنے کا خوبصورت سانچا۔ روسیاہی کا ہوش ربا طپانچا۔ اپنے مطلب کا کھلاڑی۔ .... پرست نوجوان کی ہٹیل گاری۔ نائکاجی کے دام کا دانہ۔ کاکل آوارگی کے سلجھانے کا شانہ۔ وہ سڑی بوٹی جسپر چیقہ خواران خوانِ حرام کاری لڑتے ہین۔ وہ آوارہ اور مکارہ جس کی صحبت مین نوجوان بگڑتے ہین خمیر بے حیائی کی وہ روٹی جس کو باپ بیٹے کے دسترخوان پر بے تکلف لگتے دیکھا۔ آتش دوزخ کی وہ چنگاری جنکو سوختہ بخت نوجوانون کی باد برباد ی سے اور زیادہ سُلگتے دیکھا۔ ٹُچے شاعرون کے مجہول خیال مین سیماب مزاج اور مہ پارہ۔ واقع مین ذلت کا فوارہ۔ گردش کا ستارہ۔ جفا کیش عیارہ۔ اور صحت سوز خام پارہ۔ شعراے ہند کی عروس مضامین کی نقل و حرکت کا میانہ

اُن کے فرسِ خیال کا پُراثر تازیانہ۔ نائکاجی کی شکارگاہ کا چیتا۔ تماش بینون کے رام کرنے کا بے خطا اور دل سوز فلیتا۔ قرمِ ساق پروری مین طاق۔ ابلہ فریبی مین مشاق۔ وہ خودغرض جو عاشق مزاج نوجوانون کو زرکشی کی غرض سے اپنے شکنجۂ محبت مین ہمیشہ کسے۔ زائیدہ کسے و۰۰ کسی۔ قرمساقونکی دیدۂ امید کا بصیرت نواز کاجل ظاہر مین سلام۔ باطن مین پیام اجل۔ چند بے غیرت لونڈون کا مایۂ غرور۔ اکثر بے تمیز۔ عموماً بے حیا۔ کمتر ذی شعور۔

نائکا

تماش بینون کے کمر ورشش کے لیے نزلۂ حار۔ عاشق مزاجون کے فلک آرام واقبال وکامیابی کا ستارۂ دنبالہ دار۔ عشرت سرشت نوجوانون کی دل شکنی اور ایذارسانی کا تیز اور سم آلود ہتیار۔ حُسن پرست نوخیزون کے دیدۂ امید وتمنا مین کھٹکنے والا نوک دار۔ شیطان کی خاص سواری کا شورپشت کٹر اڑیل اڑجل اور بدذات رہوار۔ دجّال کے چار گوشۂ دنیا مین چڑھ کر پھرنے کا کہنہ بوسیدہ اعضا شکن اور زندہ ہوادار۔ احسان فراموشی عہد شکنی مکاری اور دغابازی کے کوہ آتش فشان کا تیرہ وتار دہوان دہار اور ادبار بار بخار۔ رند مشربون کے اقالیم قلوب کا نحس نحس اور برباد کرنیوالا آزار۔ حکمت کا وہ زندہ پور منتو جو خمِ فلاطون پہ ہنستا ہی۔ وہ ذی اختیار متلون المزاج خودغرض اور خوشامد طلب ڈاین جسکی فتنہ ساز اور خون بار چشمگون سے طرفۃ العین مین سیکڑون عاشق کا حسرت کدہ دل نبتا اور بگڑتا ہی۔ وہ شعلۂ ہستی سوز جو لپک کے آتشکدۂ آزر کی آگ کی زبان کا مُنہ چوم لیتا ہی وہ نحس اکبر کہ کسی آباد مکان پر بیٹھنے کے قبل تیمنّا وتبرکًا اوسیکا بدنام اور نا فرجام نام بوم لیتا ہے۔

وہ نادر نادر جسکا خراج ناامید حسرت زدون اور مظلوم امیرزادون کے دل کا
خون ہی۔ وہ اژدر مردم در جسکے بلانوش پُر وسعت اور عمیق خار آتش بار شکم کے
دولت ریز خزانے مین گنج قارون مدفون ہی۔ وہ ڈینگو فیور[له] جو قبر تک مین انسان
کی ہڈی کو جلاتا رہے۔ وہ دردمند حکیم جو مریض عشق کو مرتے وقت تک بشاش
بشرے سے زہر کا پیالہ بے تکلف اور بلا تردد اور بے کھٹکے پلاتا ہے۔ وہ تپنچہ جسکی
گولی کبھی جگر کے ادھر اُدھر اڑی نہین۔ وہ اصفہانی تیغ تہتم جسکی ضرب بجز دل کے
اور کسی عضو انسانی پر پڑی نہین۔ وہ سامری جسنے اپنی نظر کے مقیاس المزاج کی
گرم و سرد آزمائی سے بیسیون بقراط کو شیشے مین اوتارا ہی۔ وہ سور پھنکیت
جس نے بڑے بڑے کامل پھنکیت اور بٹیت کو دم کے دم مین ہشیار کرکے بے پالی
کے مارا ہی۔ وہ نئی قسم کی بے حیا اور بے رحم وبا جسکے بھگانے کی کوئی موثر دعا نہین
وہ مرض لاعلاج جس سے جان بچانے کی کوئی مفید دوا نہین۔ وہ عقرب جس کے
نیش کا مرغوب نشانہ گاہ دل ہی۔ وہ خونخوار بے مروت اور ظالم جیلر جسکی پُر خشم
پُر عذاب پُر ہیبت اور وحشت ناک آنکھ کمزور دل ور خصلت کے خویشتن
فراموش دل فروخون کے لیے چاہ بابل ہی۔ وہ نار آفرین کل جس مین رنڈیان
نتی ترشتی اور ڈھلتی ہی۔ وہ جادو تاثیر گھر جس مین آفت کی پڑیان
اکسیر بننے کے قبل برسون جلتی ہین۔ وہ تیز روشن دماغ اور بلند خیال معلم جو
نامی گرامی ملازادون کو گلستان کے باب پنجم مین سبق پڑھائے وہ علامۂ دہر
جو . . . . میم والے نئی روشنی کے مولویون کو طفل مکتب سمجھکر بزرگانہ شفقت

[له] ایک قسم کا بخار جس مین ہڈیون تک مین درد ہوتا ہی ۱۲۔

اور پیار سے اپنی بہار دانش مین ساری دنیا کی حکمت بتائے۔ دنیا کے
گنجینۂ حسن کا مار۔ ایک تیز تجربہ کار اور ہشیار چڑیمار۔ مفت کے زر و جواہر
تولنے کی عمدہ ترازو بھولی اور اچھلی غارتگران ایمان کی سرپرست پشت پناہ
اور قوت بازو۔ وہ گدی نشین ہنر فرقے کا سلسلہ جس سے براہ راست ملاہی
وہ پرانی خونخوار ناگنی جس کی پھنکار سے جوان مردون اور آکاؤن کا کلیجا تھل
بید کے ہلا ہی۔ وہ پیر نابالغ جس کی عمر کسی سال گرہ مین بحساب تعداد کبھی گھٹی
نہین۔ وہ بدچلن چنچل کمسن سال اور بدخصال... جس سے معلم الملکوت ایسے
تیز تجربہ کار ادا شناس دم باز اور زود آشنا کھلاڑی سے بھی کبھی اچھی طرح
پٹی نہین۔ حرام کاری کے ہمیشہ روشن آتش دان کی گرم کرنیکا کول۔ شہر کے افسانۂ
ذلت اور رسوائی کی شہرت دینی کا بڑا ڈھول ڈھول عاشقون کے داغ دار دل کے
تو س کرنے کا فرائے پان۔ گلستان فسق و فجور کا ہمیشہ بیدار پاسبان بادیۂ
عشرت کا بڑا ناغول۔ حسن کے تجارتی جہاز کے پال اڑانے اور لگانی کا مضبوط
مستول۔ ستم کیشون کی کشتی جور و جفا کی پتوار۔ بازار حسن و عشق کا مشہور
دغا باز اور فریبی ساہوکار۔ خواہش کی ریل گاڑی کا وہ انجن جو ہمیشہ
روان ہی۔ دل جلون کے مارنے کی وہ توپ جس مین نہ بارود ہی نہ دھوان
ہی۔ خونین جگرون کے اشک گلفام کی پرشور موج کے روکنے کا پشتہ۔ حیلہ
و فریب دغا و مکر کا کچا کشتہ۔ عیاشون کے مزاج کو اعتدال پر لانے والی
دواؤن کی قرابا دین۔ بیسوا پنے کی بساط کا فرزانہ فرزین (یا میرزا دولت
کی رسوائی اور بربادی کا تماشا دیکھنے کی دوربین) وہ زنجیر جسکا ہر حلقہ

گرداب بلا ہی۔ وہ اخگر جس سے ہزارون دل دادون کا خرمن امید جلا ہے
وہ بیلون جو بجز دوسرون کی بربادی کی ہوا کے کبھی اُڑا نہین۔ وہ بم کا گولا
جو کبھی سینۂ عاشق کے سوا اور کسی مقام پر پڑا نہین۔ وہ رہزن جسکی کسی
پنیل کوڈ مین کوئی تعزیر نہین۔ وہ چور جس کے پکڑنے کی کوئی تدبیر نہین۔
بگڑنے والون کے ادراک حرارت شوق کا وہ تھرمامیٹر[۱] جس مین خطا نہین مریض
دردو الم کے لیے وہ زندہ ڈسپنسری[۲] جس مین بجز شربت مرگ کوئی دوا نہین
وہ مغ جس کے خُم خانے کے متوالے کو قیامت تک ہوش نہین آیا۔ وہ سمندر
جس کے سامنے کبھی دریاے بیدار مغزی وہشیاری کو جوش نہین آیا۔ وہ عاشق گر
جس نے اپنی سحر آموز آنکھ کی ایک گردش سے سیکڑون میان مجنون و ہزارون
فرہاد بنائے۔ وہ کافر جس نے لاکھون کعبۂ دل توڑ کر کڑوڑون تبخانۂ بیداد بنا ڈالے
وہ بوم جسکا ویرانہ امیرون کا کاشانہ ہی۔ وہ لالچی مرغ زر و جواہر جسکا دانہ ہی۔
عاشقون کے پہلو کا ایذا رسان پھوڑا۔ شور پشت عیاشونکی ادب آموزی کا
کوڑا۔ وہ عمان بلا جس مین ایک مرتبہ ہر نا تجربہ کار شناور دریاے الفت نے
غوطہ کھایا ہی۔ وہ سمندر جس مین غوطہ خورون نے ہمیشہ دُر کی جگہ سنگ خارا
پایا ہی۔ وہ افعی جس کے خوف سے زمرد زرد ہو جائے۔ وہ کھرل جس مین
عاشقون کا دل آن کی آن مین پس کر گرد ہو جاے۔ وہ جونک جو دولتمندون
کے بدن مین ایک قطرۂ خون چھوڑ کر کبھی چھوٹی نہین۔ وہ فساد کی شیشی
جو آج تک کسی قسم کی ٹکر سے ٹوٹی اور پھوٹی نہین۔ وہ اژدہا جو اپنی سانس کی

[۱] مقیاس الحرارۃ ۱۲ [۲] دواخانہ ۱۲

کشمش اور کوشش سے دور دور سے رزق تازہ شکار کھینچ لائے۔ وہ بڑی بیسوا جو دوست دشمن امیر فقیر باپ بیٹے چھوٹے بڑے سب کو ایک گھاٹ پانی پلائے۔ وہ سولی جس پر شوق سے ایک مرتبہ کون جوانی مین چڑھا نہین۔ وہ پھانسی کی رسی کا حلقہ جسکی طرف کس اسیر الفت کا گلا شباب مین شوق سے بڑہا نہین۔ رنڈیون کی محفل گرم بازاری کا پرنور لیمپ قرم ساقون کے لشکر نحوست پیکر کا محفوظ کیمپ۔ رجواڑون اور شہزادون کی دولت کی بالائی اُٹھانیکا کفگیر مجسم ریاست شکمی تعلقہ لاخراج جاگیر۔ تماش بینون کے سیاہ نامۂ اعمال کا شیرازہ۔ دنیا سے سیدھی دوزخ مین جانیکا وسیع بلند اور کشادہ دروازہ۔ عیاشون کے بے غیرت دل کے فشار کے لیے فولادی پنجہ۔ دنیا مین گنہگارون کے عذاب کے لیے قدرتی شکنجہ۔ مکتب عشق کے طلبا کے پھنسانے کا جال۔ دلدادون کی جان کا جنجال۔ امیرزادون کا منی بیگ۔ غیبی خزانے کی بڑی دیگ۔۔۔۔ گرو گھنٹال تماش بینون کی سزاے اعمال۔ خوان حُسن کا سرپوش۔ جو نما گندم فروش۔ ایک سخیم شخیم لالچی تند خو۔ غضبناک۔ بیباک بے رحم اور بے مروت دلاّلہ۔ فرعون کی مان شیطان کی خالہ۔

نئے سال کی نئی روشنی کی نئی ڈکشنری

آیا — مغربی نسوانی آزادی۔ شوخی اور چستی کی بگڑی ہوئی تصویر۔ باوجود بدرنگ ہونے کے ہزارون عمدہ رنگ سے صاحبان عالیشان کی کوٹھی مین استعمال پذیر۔ میم صاحبون کی آرایش کا ہندوستانی جاندار اور خدمت گزار آلہ۔ شدت گرما گرمی اور بیجابانہ سیماب وشی سے ہمسایگی کا

عورتون کی نظر مین ایک پر بلا شعلۂ جوالہ کوٹھی کی تمام بیش قیمت اور کمیاب
چیزون کے اعلان کا بہت بڑا نقارہ - بابا لوگون کے جھولنے اور سونے کا
محفوظ اور مضبوط چرمی گہوارہ - برق وشانہ گرم رفتاری ومصنوعی ادا سے ہر
ہر قدم پر دم بدم سایے کو بھڑکانے والی - غیر ہمدردی آرام وآزادی کی بیقرارانہ
گدگدی سے وحشی غزالانہ اپنے سایے سے بھڑک بھڑک کر کوٹھی کے خانسامانون
خدمتگارون اور مشعلچیون کی آتش شوق کو بھڑکانے والی - مصیبت نے وہ
عہدہ دارون کے اکثر بُرے وقتون مین کام آنیوالی ہندوستانی رُوسا
امرا اور عمّالون سے ہر ہر تیوہار مین معمولی طور سے انعام پانے والی -
وہ ہندوستانی ٹیلیفون جو انگریزون کی کوٹھی سے ہمیشہ جاری ہے -
وہ عقرب جس کا نیش ہزارون سنگینون کی چوٹون پر بھاری ہے - وہ سامری
جسکے ایک منتر سے ہزارون آفت اور لاکھون بلا ٹلتی ہے - وہ انسان جس کے
سایے سے پری تک جلتی ہے - رئیسون کے خاص کمرون مین نسیم سحری
کی طرح جس کو بے روک ٹوک آنے جانے کی اجازت ہے - جسکی ادنی سی بے اعتنائی
اور آزردگی بڑے بڑے لوگون کے لیے سبب شامت ہے - اینڈ اوباش ناجنس
خواجہ تاشون پر کورٹ شپ کی ناقص مشق کرکے کبھی کبھی تکلیف اور رسوائی سے
بغلگیر اور ہمچشمون کی ذلت بار اور جگر فگار چشمکون کے اثر افشان تازیانون کی
پے درپے چوٹون سے کبھی کبھی عقد نکاح سے دائمی پابہ زنجیر - اپنی رسائی کو
دوسرے کی نظر مین تیز کرکے دکھانی کی نیت سے بلا ضرورت کوٹھی کے
مختلف کمرون سے نہایت ایٹ ہوم ہوکر ایک ظاہری ذی پردگی کی اداسی

بار بار آنے جانے والی - ہر قدم پر ہزار طرح کی نوایجاد اٹھکھیلیون سے چم چم کر
اپنی خوش ادائی اور بانک پن کا محبت انگیز اثر عاشق مزاج گھورنے والون
کے دلون مین جمانے والی - ہر قسم کی اداؤن سے دلربایانہ اور ابلہ فریبانہ
سخن طرازی میم صاحبہ کے منہ لگ کر دوسرے ملازمون پر خواہ مخواہ زبان درازی
نینو کی اکلائی - یکرنگے کی گوٹ اور دریس کے لہنگے کی زیبایش وقت خرامش
کن انکھیون سے مضطربانہ دیکھہ دیکھکر ایک میٹھی نگاہ نیم باز کے اشارے سے
ہر ایک طرحدار نوجوان سے اپنی نیم میانہ خوش وضعی پر داد کی خواستگار
باوجود کمسن ہونے کے اپنے خیال عظمت کی افزایش کی پالایش سے مسن
ملازمین کوٹھی اور چپراسیون کے پھپی - خالہ اور نانی کہکر پکارنے پر بزرگانہ ٹھاٹ
اور تیور بدل کر جواب دینے کو طیار - مذہب عشق کے اکثر رسوم کی مغربی فیشن
سے غیر مکمل طور پر خانگی حلقون مین برت برت کر دکھانے والی - یورپ کی
تہذیب کی ہوا کو اپنی خصلت کے فانوس مین بند کر کے ہندوستان کے
خس وسفال پوش مکانات مین پرجوش ادا سے لانے والی - صاحبان
عالی شان کی ترقی - رخصت اور تبدیلی کی صحیح خبرون کے چھپنے کی واسطے
ہوم گزٹ کا پرچہ مستزاد ہے - وہ نیم سرکاری اخبار صداقت آثار جو کل قوانین
کے اثر سے مستثنی اور جملہ قسم کی جوابدہیون سے آزاد ہے - یوروپین
مذموم خصائل کی نقالی سے کبھی مغربی ڈومنی بنکر مشرقی ملکون و طلوع نیر
ستارہ دنبالہ دار کی طرح آڑی اور ترچھی ہوکر نکلتی ہے - ساق سیمین کی
نمایش کے لیے چلتے چلتے قصداً لہنگے کو ٹانگون سے اوجھا اولجھا کر بار بار جھٹکتی

اور جہلکتی ہے - اپنے شوہرون سے اکثر ہمانہ جنگی - ہنٹو اور انگریزی بُرے
خصائل کی ایک سچی تصویر دو رنگی اپنے ہمقوم اور ہمسایے کے خیال مین ذات
پات کہو کہاکر کمانے والی - گہر سے ایک بار تلاش روزگار مین نکلکر پہر لوٹکر
گہر کم آنے والی - اکثر اپنے ظالم اور بے انصاف شوہرون کی بدسلوکی اور بے تہنائی
کی سیلی سے غصے اور رنج مین ڈوب کر ابرِ سیاہ کی طرح گہر سے نکل جانے والی
اکثر ساس نند کی ایذا رسانی اور دلآزاری کی تاب نہ لاکر حکام عالی شان کی
کوٹھی مین آرام اور امان پانے والی صفائی اور چستی مین واقعی بے نظیر ہے -
مصیبت کے وقتون مین اکثر مظلومون کی بہی دستگیر ہے کوٹھی سے روزنامہ
معلومات اور تازہ واقعات عالم کا ایک ذخیرہ لاکر ہمسایہ والیون مین ایک غیر معمولی
کہلبلی مچانے والی - اپنی ذاتی کوشش اور محنت سے اپنے ہم قومون مین بہت کچہ
واقعی اور اصلی راحت و آرام پانے والی - ہمسایے مین ہر شخص پر ایک تحکم کی
ادا سے اپنا رعب جمانے پر جسنے اودہار کہایا ہے - ہر فصل بہار مین شملے اور
نینی تال کی صحت مالامال ہوا سے جس نے اپنی صحت کو چمکایا ہی اکثر نازک
اور مشکل مواقع پر صاحب کی خوابگاہ مین رئیسون اور عہدہ دارونکا ٹیکٹ
لیجاکر سیکڑون شرفا کو آفتون اور مصیبتون سے بچانیوالی - اپنی خاص خاص
حسن خدمت کے صلے مین بہت کچہ واجبی انعام و اکرام پانے والی - اکثر امور
خانگی مین میم صاحبہ کی مشیر کمتر نیک بخت اور سیدہی - اکثر چالاک اور شریر
مس بابا لوگون کی بڑی پیاری بابا لوگون کی بہت دلاری - بابا لوگون کی
ٹمٹیل گاڑی کی خوش رفتاری سے غیر محسوس طور پر ہندوستانی باپون کو

پرورش اولاد مین ہواخوری کی جان پرور تاثیر کی ایک نہایت پرتاثیر تعلیم دینے والی - بیمون کی خصلت کی اثر پزیری کو نہایت آسانی سے اپنی سرشت بیمون سرشت مین بے تکلف و تکلیف قبول کر لینے والی - بیسیون ننگ مشکاف - الیٹ اور ٹیلر کو ہوّا اور گودی کی نانی کی خوفناک کہانی سے ڈراتی ہی اکثر اون کے سلاتے وقت لوری کے بہانے دبی آواز سے ایک آدھ خوش آئند تان بہی اوڑاتی ہے - لفٹنٹ گورنر ہونے والے مغربی پودھون کو اپنے کنار عاطفت کی کیاری مین برسون سچی محبت اور خالص ہمدردی کی آب حیات سے سیچ کر پال لینے والی - لڑکپن کی معصومانہ مدہوشی مین اکثر روز بیسیون پر آفت اور پر مصیبت موقع مین ہوشیاری اور نمک حلالی سے سنبھال لینے والی - وہ ہندوستانی جس کی ساری خصلت کی پوروہین سازش ہی - ایک دریس کے لنگے پر جس کو کمخواب کے پاجامے سے زیادہ نازش ہی - آیا آیا کی جان نواز آواز انگلو انڈین کے بچون کے نچانے کا سبب پر اثر ہندوستانی باجا ہے - ہر ایک انگریز کا بچہ آیا کی گودمین فرط بے پروائی و آرام و مسرت سے ایک ہندوستانی راجا ہے - وہ ہندوستانی فیمیل اتالیق جس کی ضرورت ہر کوٹھی مین ہوتی ہی - وہ ہندوستانی عورت جو اپنے ملک کے تعصب انگیز اور حماقت خیز خیالات کو صاف کر کے ولایتی صابون سے دہوتی ہی - پیر انی کی کرامت کی خوشبو میم صاحبون کے شانتے کے بالاخانے مین خفیہ پہنچانے والی - ولایتی عورتون کے کمزوری خصلت کی چور دروازے سے اکثر اونکے اعتماد اور اعتقاد کی گرے مین غیر ملک کی عورتون کی غیر معمولی قدرت کے خیالات لانے لیجانیوالی

نذر و نیاز کے مد خرچ کے لیے میم صاحبہ کی خاص پاکٹ پر مداخلت بیجا کی عادی ہی۔ اُن کی خوش عقیدگی اور پیر پرستی کی اکثر خوش عقیدہ نسوانی اور درگاہی حلقون مین زندہ منادی ہی۔ شادی بیاہ اور جملہ تقریبات مین اپنے ہم جنس اور رحم دل آقا سے عطیہ تائیدی پاتی ہی۔ یہی سبب ہے کہ ایسی تقریبون مین نہایت سیر چشمی سے سیر کر کے اپنے مہمانون کو کھلاتی ہے۔ ڈاگ کارٹ کے دو ہزارے لینڈو[1] کے مخملی گدے پر نہایت شان و شوکت سے دم سیر بیٹھکر جذب حرارت تفاخر کر کے بابا کو ہوا کھلانے والی۔ فرسٹ کلاس سیلون مین میم صاحبہ سے پہلے اپنی نابالغ امانت کو لیکر جگہ پانے پر مسکرا مسکرا کر اسٹیشن والون پر اپنا غیر معمولی داب و رعب جمانے والی۔ اکثر انگلو انڈین خاندان کا زندہ اور صحیح شجرہ ہی۔ بابا لوگون کی سیر کا نفیس بڑی بجرہ ہے۔ مختلف ملکون اور شہرون کی سیاحی کے متعلق واقعات اور حالات کو ایک تبحر اور ہمہ دانی کی ادا سے ہمسایے کی عورتون کو سنانے پر مغرور ہی۔ ہر وقت اوسکو اپنی مرفہ الحالی۔ اور نوکری کے نشے کا ایک مزہ دار سرور رہے۔ گھر سے نکل کر بگڑ کر بیٹھنے والی۔ اپنی قوت بازو کی کمائی پر سلف ہلپ کے غرور سے تننے والی۔ پنشن لیکر وطن مین آتی ہی۔ مبلغ سنگین دیکر اکثر حصہ پاتی کھلواتی ہی۔ تا دم موت گھر بیٹھے اپنے عمر بھر کی محنت کا خوش ذائقہ میوہ کھاتی ہے اکثر خاندان عالی سے نمک حلال آیا لوگ عمر بھر لائق پرورش پنشن پاتی ہین۔ پنشن کے لیے خلش۔ راحت رسان اور تسکین بار سایے مین اپنے

[1] ایک قسم کی نو ایجاد اور نفیس گاری ۱۲

بال بچون کو لیکر بڑے اطمینان اور پوری آزادی سے ایک عمر تک
زندگی بسر کرنے والی۔ پیری۔ کے تیرہ و تار وحشت آثار اور کلفت کے
درکنار راتون کو اپنے کامیاب سوانح عمری کے تصور کے نشے مین بے پروائی
اور عافیت کی گہری نیند مین سحر کرنے والی۔ علی بابا ایسے قدر انداز نشانہ باز
اور پھکیت محرر کی تجربہ کار اور پرکار در کنار الماسی نوک قلم کے کھونچون
سے اپنے دامن خصلت کے اکثر عمدہ اور تعجب انگیز پہلوون کو بچا جانے والی
ملکی اور قومی ہمدردی اور محبت سے اپنے ہموطنون کی کامیابی مین معین
ہونے اور اپنی خصلت کی سچی تصویر کھنچوانے کی غرض سے بیجا بانہ ہماری برش
خیال کی پوری زد پر آکر اپنا اصلی جلوہ اہل عالم کو دکھانے والی۔

یوروپین کنسرٹ یورپ کے سلاطین کا اتفاق ظاہر مین شہد۔ باطن مین سم۔ اندرونی اختلاف۔ باہمی جنگ
وجدل کا عنقریب پھوٹنے والا بم۔ یورپ کے صحیح النسب اور معصوم حکمت عملی
کے بچے کے جھولنے کا ہنڈولا مصنوعی اتفاق۔ پرانی کاوش۔ تاریخی
عداوت۔ اور پرشوکت دہمکی۔ کے جھلانے کا جھولا۔ کم زور کے دبانے کا ہتیار۔
باہمی قوت اور موافقت کی حفاظت کا حصار مدبران یورپ کے دریائے عقل
کی بلند موج۔ خیالی جنگ گاہ تمدن کی آراستہ فوج۔ صلح نامون کے
شروط یاد دلانے کی تاکید۔ مانٹی نگرو کے واسطے نصرت اثر نوید سلاطین یورپ
کے مواثیق کی منفعت کی روشن دلیل۔ دنیا کی آزادی کا ضامن مجبور بیچارون
کے حقوق کا سرپرست۔ اور کمزور سرکشون کا وکیل۔ مشرقی مسئلے کے حل
کرنے کی کھرل۔ کم زور کو زور آور اور زور آور کو کم زور بنانے کی

ولایتی کل - کم زور سلطنتون کے بٹوارے کا نیا قانون - ٹرکی کی آیندہ ترقی کا نہایت نیک شگون - دوسرون کے انتظام خانگی مین دست اندازی کا بہانہ - اصیل کے واسطے سنگ ریزہ اور ٹینی کے لیے دانہ - نا روا اصرار - دلشکن دباؤ - ناجائز جبر - احمد کا مردہ - محمود کی قبر - اندرونی اختلاف کے ڈہا کنے کا سرپوش - وزارت انگلستان کے بادۂ کہن سالی کا آخری سرجوش - شاہان یورپ کے نیک نیتانہ اتفاق کی تیغ کا خوبصورت نیام - ترکون کی لیے ایک روح افزا - جان پرور اور مسرت بار پیام - پُرانے مریض کے لیے نیا نیا پرسکرپشن[1] - سلطنت ٹرکی کی انتظامی رپورٹ پر گورنمنٹ یورپ کا زبردست رزولیوشن - مہذب شاہون کے آشوب چشم کا علاج ایک بنتھ ہزار کاج -

پارلیمنٹ (مجلس مدبران ملکی) مدبرون کا آشیانہ فصحا اور بلغا کی پرورش کا زچہ خانہ کسی ملک کی قابل لوگون کی قوت گویائی کے تماشا دکہانے کا تہیٹر - وہ پالی جہان کا اصیل اور ٹینی دونون کٹر - زبانی لڑائی کا میدان - خیالی پلاؤ بیچنے والے کی دکان - باہمی نفاق اور ذاتی رشک وحسد کا تنور - خیالی اور لسانی کُشتی کا مہذب اکہاڑا - تمدن کے دنگل مین حکمت عملی کے مطابق وزرا کے چیت پٹ ہوجانے کا سہارا - مغربی فخر و نازش کی حفاظت کی مضبوط دیوار - ملکی مصلحتون اور قومی حقوق کے بچانے کا سنگی حصار - ستم دیدون کی چارہ جوئی کا وہ عمدہ و نادر داوری گاہ جہان کوئی کالا وکیل نہین - انصاف آموزی کا وہ اسکول جہان روسیون کے ظلم ناحق کے انسداد کی

[1] نسخہ جو ڈاکٹر دیتے ہین ۱۲

کوئی عمدہ سبیل نہین۔ غل مچانے اور گپ ہانکنے کا بلند زینہ۔ قومی دولت قومی عزت۔ قومی قوت۔ قومی لیاقت۔ قومی فصاحت اور قومی شوکت کا خزینہ۔

تھینکس (شکریہ) انگریزی معصوم لفظون کا اولڈ پاپا۔ خشک تحسین۔ خشک سلام خشک احسان۔ وہ پائی جسکے اندر صرف ہوا ہی وہ لفظ جو دنیا بھر کو خوش کرنے کے لیے بلا صرف کسی قسم کے ایک مجرب دوا ہی۔ وہ انعام جو سال بھر تک دل ودماغ کے خون کرنے کا صلہ دیتا ہی۔ وہ تمغا جو سیکڑون کو جان نثاری کی حسن خدمت کی عوض مین ملا ہی۔ وہ پُر معنی لفظ جس نے حاتم دلون کی سخاوت کی داد دی ہی۔ وہ کرامت کی پڑیا جس نے بڑے رجواڑون کے دل و دماغ کی خبر لی ہی۔ وہ دولت لازوال جسکا تہذیب یافتہ دنیا مین بے انتہا خرچ ہی وہ تسخیر قلوب کا نسخہ جو اکثر سرکاری کاغذ کی پیشانی پر درج ہے خوش کرنے کا کم خرچ بالانشین آلہ۔ وہ رئیس بادشاہ مزاج جسکا لفافہ بغیر کمخواب ور زربفت کے درست نہین ہوتا وہ پرتاثیر دعا کہ ہزار بلا کو زبان سے نکلتے ہوسے ٹالدے۔ وہ تسخیر باتاثیر جو دم بھر مین دشمن کو دوست بنادے وہ دم کل جو کم ظرفون کو دم بھر مین غرور اور عُجب کے آب مصفا سے ربڑ کے تکیے کی طرح پھُلادے وہ قہقہہ انگیز زعفران کہ بابا فغانی کو ایک آن مین ہنسادے۔

سلہ ایک قسم کا انگریزی کھانا سر پوش کی صورت کا ۱۲

پولیسی (حکمت عملی) خیالی پلاؤ۔ مفت کرم داشتن۔ لہو لگا کے شہیدوں میں نام۔ بانگ بے ہنگام۔ خودستائی۔ خودغرضی۔ وعدہ فراموشی۔ آشنا فراموشی۔ گیدڑ بھبکی۔ ہوائی بندوق کی آواز۔ ممبران پارلیمنٹ کے آپس کا نازونیاز کمزور کو دبانا۔ زبردست سے ڈرنا۔ اپنی قوت خیالی کو بہانے سے بیان کرنا اپنے منہ میاں مٹھو۔ زبانی جمع خرچ۔ وقت کی پرستش خیالی لڑائی میں حریف کو شکست دینے پر نازش۔ ہاں میں ہاں ملانا مارتے کے آگے اور بھاگتے کے پیچھے جانا کسی کے جلتے ہوئے گھر سے تاپنا۔

آنر (عزت) مفہوم خیالی۔ جی خوش کرنے کے لیے ایک موقر لفظ۔ لندن کے اخبار نویسوں کی خامہ فرسائی کے لیے ایک نفیس تختۂ مشق۔ پھوٹی ہوئی ہانڈی۔ نقارخانے میں طوطی کی آواز۔ عنقا۔ ایک قسم کا ولایتی مکسچر جو تالیف قلوب کو مفید ہے نئی طرح کا ولایتی آلو جو کبھی زمین سے نکالا نہیں جاتا اور جسکی بو سے لارڈ لوگونکا دماغ معطر رہتا ہے۔

انٹرسٹ (حقوق) وہ چیز جسکی حفاظت ضروری نہیں۔ ساری دنیا کو اپنا جاننا۔ ایک شکل تصوری دوسروں کو ڈرانے کے لیے قائم کرنا۔ ایک نازک ہڈی جسپر ایک محلے کے ایک ہی رنگ اور نسل کے کتے اس ہیبت ناک طرح سے لڑیں کہ اُن کی آواز سے دوسروں کے ڈرنے کا احتمال ہو۔ ایک قسم کے تمدن کی مچھلی جو کبھی جال میں پھنستی نہیں۔ حبش کے جنگل کا کالا خرگوش جسکی تلاش میں بہت سے امریکا کے ڈاکٹر گئے ہوئے ہیں۔

مه نور می فشاند و سگ بانگ می زند

اشتہار مسرت بار

مشتہر ایک مجرد شخص ہے اور اوسکو ایک ایسی بی بی کی ضرورت ہی جس مین صفات ذیل ہون۔

(۱) عالی خاندان کی چندان ضرورت نہین۔ مگر جس خاندان سی ہو اُسکے خون مین تازگی ہو۔ اس تازگی کا ثبوت یون ہو سکتا ہی کہ بذریعۂ اسناد یا شہادت چند گواہان معتبر کے یہ بات ثابت کیجائے کہ اُسکی اوپر کی دو تین پشتون مین خون مین قوت اور تازگی دینے کے خیال سے کسی قوی الخلقۃ اور صحیح المزاج غیر خاندان کے آدمی کے خون کو نیچر کے معمولی قواعد فرحت بخش و نسل انداز کی تائید سی منتقل کیا گیا تھا۔ (انگلستان کے تہذیب یافتہ ملک مین طبّی خیالات سے تازگی خون کا ایسا سامان اکثر ہی لوگون سے قرابت کے ذریعے سے کیا جاتا ہے)۔

(۲) پختہ سن کی عورت ہو یعنی چالیس۴۰ اور پچاس۵۰ کے اندر۔ کاٹھی مضبوط۔ قویٰ درست۔ طول مین ۵ سے ۶ فٹ کے اندر۔ نہ بہت دُبلی نہ بہت فربہ وزن قریب تین مَن کے (جوکہ متوسط درجے کی صحیح المزاج عورت کا وزن سارے ممالک تہذیب یافتہ مین ہی) رنگ سرخ و سفید سرخی زیادہ اور سفیدی کم غزالان ختن اور نرگس بیمار کی سی آنکھون کی ضرورت نہین۔ معمولی چھوٹی گربہ نما آنکھین بہت خوشگوار ہون گی صحت نہایت اچھی ہو ایسی کہ سوا مرض موت کے ڈاکٹر اور حکیم بُلانے اور اس فضول مد مین روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت نہو کسی قدر معمولی دوا ئین بچون کے علاج کے قابل اوس کو معلوم ہون تو بہتر

تعلیم و تربیت اس انداز کی ہو کہ متوسط اور اعلی درجے کی تہذیب یافتہ انگلش
یا نیم انگلش ہندوستانی سوسیٹی مین نہایت آسانی سے بے خلش طور پر
چل پھر سکے - گانے بجانے کا سلیقہ اگر زیادہ نہین تو اسقدر تو ضرور ہی ہو کہ
مجھے شام کے بعد گھر مین روک رکھنے کی قوت ہو - ناچنے مین اگر کمال نہو تو
اتنا دم خم تو ضروری ہو کہ ایک دو جنٹلمین کو (بال پارٹی) ناچ کے جلسے کی تہذیب
اور فرحت بخش پالی مین بخوبی تھکا دے - گھس بیٹھ کا اچھا سلیقہ چاہیے اور اگر
اسکی مشق نہو تو ایسا مادہ ہو کہ آیندہ اس خصوص مین طبیعت تعلیم پذیر ہونے
کے لیے تیار ہو - بڑے بڑے نامی گرامی لوگون سے کسی قسم کی قرابت ہو تو بہت عمدہ
بات ہے - اگر واقعی طور پر نہو تو ایسی قرابت کا دعوی - وہ یا اُس کے قرابت مند
زور و شور سے کرتے ہون یا کرنے پر راضی ہون (نسبنامہ کی ہر شاخ کو عمدہ اور قدیم
شجرون سے آسانی اور صحت کے ساتھ ملا دینا میرا ذمہ - اس کا تردد ہرگز نہ کرین
خوش خوراک - خوش گپ (خوش ادا - اور خوش مزاج ہو (خوش خوراکی سے
ایک چپاتی اور چار تلے ہوے کباب غرض نہین بلکہ اوّل مرتبہ دو تین سیر گوشت
دس پندرہ انڈے سیر دو سیر دودھ پاؤ آدھ پاؤ سوجی کی روٹی اور اس کے
ماسوا میوہ جات وغیرہ وغیرہ اور مفرحات اور ولایتی پانی اور چاے وغیرہ وغیرہ
کھائے پیے) مذہبی خیالات مین نہ بہت خشکی ہو نہ بہت تری ہو - نئی روشنی کی
پھلجھڑی - تہذیب کی ہتھکڑی آزادی کی چھڑی - خلاصہ یہ کہ چٹی نیچری ہو -
گھوڑ سواری اور مہذب اور صحت بخش کھیلون سے واقف ہو اور ہر طرح کی
آب و ہوا کی سختی کو برداشت کر سکے - قانون کے مطابق شادی ہو گی - اور جسٹرار

قانونی قاضی ہوگا۔ بوسہ بازی کے فن مین کمال مہارت ہو۔ اگر نقص تعلیم یا
صحبت کی وجہ سے اس فن سے مطلق بےبہرہ ہی تو اُس مین اس فن نامی مین
مہارت حاصل کرنے کا مادہ ہو (کیونکہ بغیر ایسی مہارت کے ایک تہذیب یافتہ
انسان کی بی بی دنیوی کامون مین عمدہ طور سے قابل استعمال نہین
ہوسکتی) اگر اس فن مین مہارت حاصل ہی تو کس درجہ (اس کو لکھنا ضرور ہوگا)
کیا اُسکے بوسے کی کشش اور کوشش سے نوکری۔ ووٹ۔ یا کسی کونسل
و ونسل کی ممبری مل سکتی ہی یا اسکے بوسے سے کسی مجرم کی خطا دہولی جاسکتی ہی؟
یا اُسکے بوسے سے ترقی یا تمغے مل سکتے ہین؟ یا اُسکا بوسہ کمند بن کر کسی جنٹلمین کو
پھنسا سکتا ہی؟ (ان ضروری مضامین سے بہت تفصیل سے واقف کرنا ہوگا
کیونکہ اور صفات کے مقابلے مین اس صفت کو بہت زیادہ رجحان ہوگا) اعلی
درجے کی انگریزی سوسائٹی مین پہاڑون کے اوپر اور انکے دامنون اور شہرون مین
اپنے شوہر کے صفائی اور بے روک ٹوک طور سے پوری آزادی سے آتے جاتے
اور ملنے جلنے مین کلکتے کی نمایشگاہ کے سیزن ٹکٹ یعنی اُس ٹکٹ کا کام دے جو
نمایشگاہ مذکور مین برابر ہر وقت آنے جانے کے لیے کافی تھا۔
بے امتیازی سے لڑکے جن جن کر اپنی صحت کو غارت۔ شوہر کی دولت کو رخصت
اور اپنے گھر کو ایک مصیبت انگیز وحشت سرا نہ کر دے بلکہ لڑکو نکے جننے کے شوق سے
اوسکا دل ودماغ ایسا پاک وصاف ہو جیسا ہر باغ خزان مین پھول اور پتون سے

مشتہر اپنے مختصر حال سے بھی پہلے سے ان بیبیون کو واقف ہونے کا
موقع دیتا ہے اور درصورت فرمایشی جوڑے کے میسر ہونے کے اپنے

تفصیلی حالات سے بہی واقف کرنیکا وعدہ کرتا ہی۔ فی الحال بفضل نیچر مین
ایک ممتاز عہدے پر مامور ہون اور میرا مشاہرہ ایسے ایک فرمایشی بی بی کو لیکر
آرام سے رہنے کے لیے کافی ہے اور آیندہ میری ترقی کے لیے دکن کا مطلع
صاف نظر آتا ہی۔ کیونکہ اُس طرف آج کل میرے ہم خیال اور ہم مشرب لوگونکا
دور دورہ ہی اور میرا لگا بہی گویا ایک طرح لگ چکا ہی فضل نیچری کے سایے
مین دو چار برس وہان بسر کرنے سے پھر مین بہی اپنے شہر نیچر آباد کا کالا
ڈیوک بن جاؤنگا اور پہر اپنی آرام جان کو لیکر نینی تال پر (جو میرے
شہر سے قریب ہی) مزے سے رہونگا۔ مجملاً میری موجودہ حیثیت ایک فرمایشی
میم صاحبہ کے نبہانے اور اُن کا مجھے اپنا دائمی شریک رنج و راحت بنانے
کے لیے کم نہین ہی۔

منشی جوالا پرشاد برقؔ مرحوم

منشی جوالا پرشاد صاحب برق

منشی جوالا پرشاد صاحب برق ضلع سیتاپور قصبۂ محمدی مین پیدا ہوے تھے۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۶۳ء تاریخ ولادت ہے۔ اسکول کی ابتدائی تعلیم کا زمانہ محمدی ہی مین گذرا۔ ۱۸۷۹ء ضلع کھیری سے انٹرنس کا امتحان درجۂ اول مین پاس کیا اور وظیفہ پایا۔ ۱۸۷۹ء سے کیننگ کالج مین تعلیم پاکر ۱۸۸۲ء مین۔ بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۸۳ء مین وکالت کی ڈگری حاصل کی اور فدائے قوم منشی کالی پرشاد مرحوم کے دامن عاطفت کے سایہ مین کچھ عرصہ تک وکالت کا مشغلہ جاری رکھا ۱۸۸۵ء کے آخری حصہ مین وکالت کا سلسلہ ترک کرکے منصفی کا عہدہ قبول کرلیا اور اس صیغہ مین خاطر خواہ نام آوری اور ترقی حاصل کی۔ اکثر اڈیشنل سشن جج اور سشن جج کے عہدہ پر بھی قائمقامی کی حیثیت سے ممتاز رہے۔ اور ۱۹۰۹ء مین گورنمنٹ کی جانب سے گریوان کمیٹی کے ممبر بھی مقرر ہوے۔ مگر جب ۲۶۔ مارچ ۱۹۱۱ء کو لکھنؤ مین بعارضۂ طاعون انتقال کیا تو اسوقت انکا مستقل عہدہ جج خفیفہ کا تھا۔ انکے انتقال پر شمیر صاحب جوڈیشل کمشنر نے کرسی عدالت سے فرمایا کہ قابلیت کے اعتبار سے اودھ کے سب ججون مین بابو جوالا پرشاد اپنا ثانی نہین رکھتے تھے

بابو جوالا پرشاد مرحوم خلقی طور سے نہایت ذہین اور طباع شخص تھے اور واقعی اسم بامسمی برق تھے۔ اردو زبان اور شاعری کا شوق زمانہ طالبعلمی سے تھا۔ پہلا اردو کا مضمون تیرہ برس کے سن مین کایستھ سماچار مین لکھا تھا۔ مرحوم کے بھتیجے بابو کرشن کمار صاحب فرماتے تھے کہ جس زمانہ مین فسانۂ آزاد نکلتا تھا تو بابو جوالا پرشاد لکھنؤ کی زبان حاصل کرنے کی غرض سے اسکا مطالعہ اسطرح کرتے تھے جسطرح کوئی طالبعلم اسکول کالج کی کتاب پڑھتا ہے۔ لکھنؤ مین آکر منشی جوالا پرشاد سے منشی سجاد حسین پنڈت تربھون ناتھ ہجر منشی احمد علی شوق سے ملاقات ہوئی اور اودھ پنچ مین لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا منشی صاحب موصوف ان معدودے چند لوگون مین تھے جنھون نے ابتدا سے اودھ پنچ کی پود کو سینچلا

انکی ذہانت اور طباعی ضرب المثل تھی اور زباندانی اور شاعری کے اعتبار سے لکھنؤ کے سخن سنجون مین ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ علاوہ چھوٹی چھوٹی نظمون کے جو اودہ پنچ مین اکثر شائع ہوئین۔ مثنوی بہار اور معشوقہ فرنگ جو کرزومیو جولیٹ کا ترجمہ ہی انکی شاعری کے بہترین نمونے ہین۔

مثنوی بہار کی دلچسپی اور اختصار کو دیکھکر سر سید احمد خاں مرحوم نے یہ فرمایا تھا کہ ع

روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

یہ ایسی سند تھی جسپر ہر شخص کو ناز ہو سکتا تھا۔

بابو جوالا پرشاد نے بنکم چندر چٹرجی کے بنگالی ناولونکا ترجمہ اس صفائی سے اور ایسی سلیس عبارت مین کیا ہی کہ اکثر بنگالی حضرات کو یہ کہتے سُنا کہ ترجمہ مین اصل قصہ کی تازگی موجود ہی۔ بنگالی دلہن۔ پرتاپ۔ مار آستین۔ روہنی۔ اصل مین بنگالی زبان کے قصہ ہین جنکی تصویر اردو زبان مین اُتاری گئی علاوہ ان ترجمونکے منشی صاحب مرحوم نے انگریزی زبان کے فدائے سخن شکسپیر کے تو یا دس ناٹکونکا ہو بہو لفظی ترجمہ نہایت سلیس نثر مین کیا ہی اور اگر زندگی وفا کرتی تو انکا یہ ارادہ تھا کہ اسی عنوان سے شیکسپیر کے تمام ناٹکونکا ترجمہ کر ڈالتی مگر ۱۹۰۵ء مین اس کام کی ابتدا ہوئی اور ۱۹۱۰ء مین اُنکی زندگی کا افسانہ ختم ہو گیا۔

علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم اور منشی احمد علی صاحب شوق کے پنڈت تربھونناتھ ہجر مرحوم بابو جوالا پرشاد کے بڑے گہرے دوستو مین تھے۔ اودہ پنچ مین دونوں کے مضامین کا کثیر حصہ اُسوقت کا لکھا ہوا ہی جبکہ قیصر گنج مین پنڈت تربھون ناتھ وکالت کرتے تھے اور بابو جوالا پرشاد منصف تھے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ دونون رنگین مزاج دوستونکے لیے ہر روز روز عید اور ہر شب شب برات تھی۔

حیف برجان سخن گر بسخندان نرسد

مائی ڈیر سجاد حسین۔ زمانے کی چال کبھی ایک سی نہین رہی۔ آج کچھ اور ہی کل کچھ اور تغیر اور تبدل کی فطرتی قانون مین آئے دن ترمیم و تنسیخ لگی رہتی ہی۔ زمانے کے ساتھ خیالات بھی اپنا رنگ بدلا کرتے ہین۔ ایک مذاق شاعری ہی کو دیکھیے کہ غیر قرین القیاس اور ناممکن الوقوع مضامین کی ٹیڑھی ترچھی پگڈنڈیون کو چھوڑ کر فی زمانہ نا کس راہ سے بر آ رہا ہی۔

مقفیٰ اور مسجّع عبارت اب کانون کو نہین بہاتی - اہل زبانون کی پیاری پیارے اچھوتے روزمرے سُنکر جی پھڑک اوٹھتا ہی - سچی سچی بلا مبالغہ باتین دل مین چُبھہ جاتی ہین - نیچرل شاعری جب قدرتی صناعیون کا فوٹو کھینچکر نظر کے سامنے لے آتی ہی تو بے اختیار یہ زبان سے نکلجاتا ہی - ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم ... کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

اِن قدرتی جذبات کا نظم کے پیرایہ مین ادا کرنا شعراے مغربی کا حصہ ہی علم طبعات - جر اثقال و رطبقات الارض کو شاعری کی زبان مین ظاہر کرنا انہین کا حق ہی - مین کیا اور میری شاعری کیا - نہ عرفی نہ خاقانی پھر کس برتے پر تتا پانی لیکن ہان زمانے کا رنگ دیکھکر مین نے یہ جرأت کی کہ مغربی خیالات مشرقی مذاق مین ادا کرون اکہ سامعین کو ناگوار خاطر نہو - اور اس رنگ کی شاعری کی طرف دوسرونکی توجہ بھی مبذول ہو - یہ امر کہ مین اپنے ارادہ مین کہانتک کامیاب ہوا ہون نہین کہہ سکتا کیونکہ یہ بات صرف ناظرین کے مذاق پر منحصر ہی - مین سوچتا تھا کہ یہ ناچیز تحفہ جو میری طبیعت کا ایک نیا اور پہلا جوش ہی کسکے نام نامی پر معنون کرون - میری نظر مین سواے آپکے کوئی دوسرا نہ جچا - اُردو زبان کے مردہ جسم مین پہلی پہل روح آپ ہی نے پھونکی - اس زمانے کے لوگونکے مذاق کی کایا پلٹ آپ ہی نے کی - آپ ہی کی مستقل اور با اثر کوششون نے اودھ پنچ کے مقبول ذریعے سے اُردو زبان مین مغربی خیالات کا رنگ پائداری کے ساتھہ چڑھایا اس قابل قدر پرچہ نے فی الواقع ثابت کردیا کہ مشرقی نہ مغربی خیالات باوجود اپنی ذاتی تبائن کے نہایت خوبصورتی کے ساتھہ ہماری زبان مین ادا ہوسکتی ہین - مین اپنا فخر سمجھونگا اگر آپ اس نظم کو منظور فرماکر اپنے نام سے معنون فرمائینگے -

بہار

اٹھلاتی لجاتی مسکراتی — اکس ناز سے ہے بہار آتی
کم سن۔ الھڑ۔ حسین۔ البیلی — چوتھی کی دولھن نئی نویلی
بوٹا سا وہ قد بہار کے دن — اوٹھتی کونپل او بہار کے دن
گہنا پھولون کا زیب تن کر — دھانی جوڑا نیا پہن کر
گھونگٹ اک ناز سے نکالے — سہرا پھولون کا مُنھ پہ ڈالے
ہریالی بنی وطن مین آئی — اک سبز پری وطن مین آئی
اوتری گلشن مین جب سواری — سورج نے آرتی اوتاری
گل نے زرِ گل کیا نچھاور — صدقے ہوئی عندلیب اوڑ کر
شبنم بھر لائی کورے کورے — شربت سے گلاب کے سکورے
خورشید نے آئینہ دکھایا — کرنون نے مورچھل ہلایا
نہرین ہر پھر کے لائین پانی — سبزے نے بچھایا فرش دھانی
خوشیان اشجار نے منائین — میوون کی ڈالیان لگائین
غنچون نے چٹک کی لین بلائین — بلبل نے چہک کی دین دعائین
مرغانِ چمن نے گیت گائے — ہر رنگ کے زمزمے سنائے
چڑیون نے گا کے دل لبھایا — مورون نے ناچ کر رجھایا
بدلی پھولون نے اپنی وردی — اودی۔ زنگاری۔ لاجوردی
بھونرون نے یہ گونج کر صدا دی — کوئل نے یہ پھیر دی منادی
معشوقۂ گلعذار آئی — آئی آئی بہار آئی

سُن گُن جو ہین فصل گل کی پائی — سردی گھبرائی سٹ پٹائی
گردش سے دنون کے بی خطر تھی — مطلق نہ بسنت کی خبر تھی
معزولی کی اپنی پاتے ہی چھاؤن — اوتر کو کسک چلی دبے پاؤن
رنگ اوڑ گیا پہلے جو جما تھا — گھر سٹ گیا جو بنا ہوا تھا
بیچاری کی کوکھ اوجڑ گئی ہے — پالے پر اوس پڑ گئی ہے
کھُرے پہ گھٹا ہے غم کی چھائی — چھرے پہ ہے چھوٹتی ہوائی
پھوٹی قسمت پہ روتی ہے برف — ہستی گھُل گھُل کے کھوتی ہے برف
رنگت ارض و سما کی بدلی — صورت سیرت ہوا کی بدلی
اطراف جہان مین مچ گئی عید — پہونچا خطِ استوا پہ خورشید
چرخ چارم پہ ہے نمایان — فیاض زمان مسیح دوران
چلتی ہے ہوا اوسی کے دم سے — ہے نشو و نما اوسی کے دم سے
نیچر کو شعاعین پالتی ہین — ہر چیز مین جان ڈالتی ہین
کرنون نے گڑی جڑون مین گھُس کر — پیدا کیے یہ نمو کے جوہر
شاخون مین جڑون سے چڑھ کے پہونچین — دوڑین پتون مین بڑھ کے پہونچین
سجنے لگین باغ و بوستان کو — رنگنے لگین تختہ جہان کو
فیروزی - صندلی - گلابی — خاکی - عنّابی - سُرخ - آبی
لاکھی - نارنجی - ارغوانی — طوسی - خشخاشی - آسمانی
کافوری - کاکریزی - لاہی — بادامی - سیاہ - زرد - کاہی
عبّاسی - پیازی - زعفرانی — ماشی - زنگاری - سبز - دھانی

ہر اک کا جدا ہے رنگ و روغن ‏ پر سبزہ پہ ہے بلا کا جوبن
سایہ بھی ہے اوس مین روشنی بھی ‏ گرمی سے ملی جلی ہے سردی
سبزے کا ابہار کیون نہ بہائے ‏ ہر فصل بہار کیون نہ بہائے
او آنکھون کو نور دینے والے ‏ او دل کو سرور دینے والے
کہسارون پہ توہی ڈہ ڈہایا ‏ گلزارون مین توہی لہلہایا
ساری خلقت ہری ہی تجھ سے ‏ ہر چیز ہری بہری ہے تجھ سے
اللہ ری نمو کی کارسازی ‏ بخشی گلشن کو روح تازی
باد سحری چلی جو سن سن ‏ اُبھرا ہر شاخ گل کا جوبن
سینون مین ہوئی اُمنگ پیدا ‏ ننھی کلیان ہوئین ہویدا
چھیڑا جو صبا نے کسمسائین ‏ کچھ کچھ دبے ہونٹون مسکرائین
پھر گل پہ نسیم نے کھلایا ‏ بڑھکر پہلو مین گدگدایا
سب مارے ہنسی کے کھلکھلائین ‏ پھولے نہ وہ جامے مین سمائین
باچھین گئین کھل خوشی کے مارے ‏ دم پھول گیا ہنسی کے مارے
خوشبو درج دہن سے نکلی ‏ اترائی ہوئی چمن سے نکلی
کچھ ایسی دماغ مین سمائی ‏ شاخ گل کو ہوا بتائی
اٹھلاتی ہوئی چلی ادا سے ‏ چُہلین کرتی ہوئی ہوا سے
گھوڑے پہ سوار تھی ہوا کے ‏ جھونکے گئے بن اوڑن کھٹولے
ہر موج نسیم تھی معنبر ‏ خوشبو سے جہان ہوا معطر
پیارا پیارا سمان جو دیکھا ‏ خلقت کو شادمان جو دیکھا

گھر سے اپنے کسان نکلے — بوڑھے بالے جوان نکلے
تاروں کی چھاؤں منہ اندھیرے — کھیتوں مین پہونچ گئے سویرے
گوڑی جوتی زمین کمائی — نیچے کی زمین اوپر آئی
بوجوت کے بیڑیان لگائین — کچھ لوگون نے چرخیان لگائین
پُرسے پانی کسی نے کھینچا — بعضون نے ڈھیکلی سے سینچا
برہا کوئی سنبھالتا ہے — نالی کوئی نکالتا ہے
مل مل کے وہ تین ہین گاتی — کھُرپی لیے کھیت مین نراتی
کھیتی پہ نثار ہونے والے — وہ جوتنے والے بونے والے
فارغ ہوئے آج جوت بو کر — پلٹے گھر ہاتھ پاؤن دھو کر
پانی کھیتون مین بھر چکے وہ — جو کچھ کرنا تھا کر چکے وہ
اس کام سے گو ہوئے وہ آزاد — اب فکر ہے فصل ہو نہ برباد
آفت سے اوسے خدا بچائے — اُمید پہ پانی پھر نہ جائے
بیچین ہین سخت ہے تردد — ہر دم کمبخت ہے تردد
دھڑکا ہے بڑا پڑے نہ افتاد — کھٹکا ہے ہوا کرے نہ برباد
دل مین ہین یہ وسوسے سمائے — گروی گیہون مین لگ نہ جائے
پتھر نہ پڑین کہ کھیت ہون گرد — پالا نہ پڑے کہ پیڑ ہون زرد
پچھوا سے نہ ساری فصل کھو جائے — گیہون پتلا نہ گر کے ہو جائے
پیڑون پر ٹڈیان نہ چھا جائین — ہرہے گورو نہ کھیت کھا جائین
چوہون کے کاٹنے کا ڈر ہے — دیمک کے چاٹنے کا ڈر ہے

کھیتون مین بیج سڑ نہ جاے — کھیتی پہ اوس پڑ نہ جاے
دل ٹوٹ گیا پھٹے جو بادل — جی چھوٹ گیا ہٹے جو بادل
پالا جو پڑا تو دل ہوا سرد — سرسون نہ تھی تو منہ ہوا زرد
خورشید حمل سے ہو ہویدا — نیچر مین کہ امتزاج پیدا
برہم نہ مزاج آب وگِل ہو — حدّت کرنون کی معتدل ہو
بادل برسا دے ابر نیسان — دانے موتی سے رولی دہقان
شبنم بدہ جا تو ڈالیون مین — موتی سے پرو دے بالیون مین
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آؤ — اودی اودی گھٹائین چھاؤ
گھبرا نہ کسان ہی خدا ساتھ — اللہ کے ہین بڑے بڑے ہاتھ
دنیا کا رفیق تو ہے دہقان — عالم کا شفیق تو ہے دہقان
مفلس۔ قلاش۔ بھوکے محتاج — زردار۔ امیر۔ صاحب تاج
سب کا تو نے ہے پیٹ پالا — تیرا ہو جہان مین بول بالا
تیری فیاضیان ہین مشہور — کیونکر نہ ہو تجھپہ ہند مغرور
یارب برسا دے ابر رحمت — لگ جاے ٹھکانے اسکی محنت
نیت مین ہو پھل جناب باری — محنت ہو سوپھل جناب باری
ٹھنڈے جھونکے چلین خدایا — شاخین پھولین پھلین خدایا
ہان جوش نمو بڑھے الٰہی — یہ بیل منڈھے چڑھے الٰہی
پودے جو نہال ہون تو نیجاے — دہقان خوشحال ہون تو نیجاے
اے ابر کنون بہ ہوش درآ — اے رحمت حق بہ جوش درآ
گاڑھی ہے کسان کی کمائی — باشد کہ برو کرم نمائی

دکھلایا دعا نے یہ نتیجا
نکلا تیزی سے مہر انور
کرنون کی ادھر بڑھی شرارت
قلزم کی بدن مین لگ گئی آگ
اک جوش مین آیا بحر ذخّار
چھایا بڑھکر فلک یہ مارا
خورشید کو بادلون نے گھیرا
کرنون سے ہوا لطیف ہوکر
بادل ڈرتے ہوا سے بھاگے
میدانون مین بڑھ کے آگئے وہ
ٹکرائے پہاڑ سے کہین پر
اونچی نیچی پہاڑیون پر
چشمے کہین زور کر رہے ہین
نہرین اٹھلاتی جا رہی ہین
سبزے سے ہرا ہے دامنِ کوہ
تختہ ہے چمن کا یا پہاڑی
سبزے کا پہاڑ ہے یہ انداز
گھاٹی پھولون سے رشکِ گلزار
معشوقۂ سبزہ رنگ ہے گھاس
بیلین ہین پڑی ہوئی شجر پر

آہون سے فلک کا دل پسیجا
حدّت سے بھڑک اوٹھا سمندر
پانی کی ادھر بڑھی حرارت
مُنہ پر غصے سے آگیا جھاگ
دل بادلون کے چڑھے دہوان دہار
چھانٹا دل کا بخار سارا
عالم مین چھا گیا اندھیرا
چلنے لگی بن کے باد صرصر
باتین کرتے ہوا سے بھاگے
کُہسارون پہ چڑھ کے چھا گئے وہ
جھلّا کے برس پڑے وہین پر
دہارین گرتی ہین لڑکھڑا کر
نالے کہین شور کر رہے ہین
لہرین موجین اوڑا رہی ہین
پھولون سے بھرا ہے دامنِ کوہ
گملا پھولون کا یا کہ جھاڑی
جیسے چہرے پہ سبزہ آغاز
دانتی پہ درخت سلسلہ وار
ہر پھول مین ہے وطن کی بوباس
بندنواری بندہی ہے در پر

چرتے ہین ہرن ہرے جمائے — بھرتے ہین کنوتیان اوٹھائے
مستی ہین کلیلین کر رہے ہین — میدان ہین طرارے بھر رہے ہین
کھوہون ہین چھپے ہوئے ہین زہاد — دنیا بھولی ہوئی خدا یاد
چپ بیٹھے ہین دھونیان رمائے — اللہ سے اپنے لو لگائے
جل پیتے ہین کھا کے جنگلی پھل — جنگل ہین منا رہے ہین منگل
پھل پھول پہ کرتے ہین قناعت — تنہائی ہین کرتے ہین عبادت
صانع کی دیکھتے ہین صنعت — اللہ کی دیکھتے ہین قدرت
ہر شئے سے عیان ہی نور اوسکا — ہر رنگ ہین ہے ظہور اوسکا
افلاک و زمین نجوم و حیوان — دہات اور نبات جن و انسان
جھیلین۔ دریا۔ پہاڑ۔ چشمے — اوسکی قدرت کے ہین کرشمے
مرغان چمن سرود ہین گاؤ — توحید کے زمزمے سناؤ
نہرو پھر پھر کے ہو عبادت — جھرنو گر گر کے ہو عبادت
سر سجدے کو خم کرا دو سرو — جھک جاؤ شاخ بار ور تو
مرغان چمن چہک اوٹھو تم — گلہائے چمن مہک اوٹھو تم
بلبل کی زبان پہ قال آئے — پتی پتی کو حال آئے
قدرت کے ہتھکنڈے ہین نرالے — دیکھین آنکھون سے آنکھون والے
تازہ کیا جسم و جان کو اوسنے — سر سبز کیا جہان کو اوسنے
ہے رشک جنان ہر ایک گلشن — ہر پیڑ پہ ہے بلا کا جوبن
رک رک کے نسیم چل رہی ہے — سبزے پہ ہوا اچھل رہی ہے
گیہون کے کھیت دھانی دھانی — تختے سرسون کے زعفرانی

ایسی کھیتون مین کچھ تو اودی
کچھ سُرمئی اور کچھ کبودی
ٹیسو سے ہے لال جنگل
سُنر پر ہے ملے گلال جنگل
آتے ہی بسنت مدہ پہ آئین
شاخین آمون کی بور لائین
کوئل کوکی تو آئے بادل
سر پر گلشن کے چھائے بادل
اوپر چھائی ہوئی گھٹا ہے
نیچے پریون کا جمگھٹا ہے
شکلین نکھری ہوئی ہین سب کی
زلفین بکھری ہوئی ہین سب کی
سحر انکھڑیون مین زبان ہین جادو
نظرون ہین فسون بیانین جادو
مستانی ادا نشیلی آنکھین
تیکھی چتون۔ رسیلی آنکھین
بانکی وہ چھب وہ ترچھی چتون
شوخی۔ طراری۔ چلبلاپن
جو ہے وہی کھیلتی ہے ہنس کر
اک ایک ڈھکیلتی ہے ہنس کر
انداز سے آرہی ہے کوئی
منھ پھیر کے جارہی ہے کوئی
ہنستی پھرتی ہے کوئی تنتی
جوڑا پہنے ہوئے بسنتی
کوئی کرتی ہے چھیڑ خانی
دکھلا کے کسیکو کچھ نشانی
کوئی پڑی آہ کر رہی ہے
کوئی کھڑی واہ کر رہی ہے
کلیان چن چن کے توڑتی ہین
آپس مین شگوفے چھوڑتی ہین
کھل کھیلی ہین راگ لا رہی ہین
مل مل کے بسنت گا رہی ہین
دنیا تو بہار سے ہے مسرور
ہے برق کا سوز دل بدستور
وان دشت و چمن ہرے ہوئے ہین
یان داغ کہن ہرے ہوئے ہین

گل بے رخ یار خوش نباشد
بے یار بہار خوش نباشد

البرٹ بل

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان   طوق زرین ہمہ در گردن خرمے بینم

لو سارا طلسم ٹوٹ گیا - ایک چھلاوا تھا جو چشم زدن مین نظر و سے اوجھل ہو گیا
یکایک بلاے آسمانی پھٹ پڑی - ایک اینٹ کی خاطر مسجد ڈھائی -
پیارا بل ہاتھ سے بے ہاتھ ہو گیا - اوسکی پیدایش پر کیا کیا ناز تھے اُسکو والدین
نے اُسے کیسے کیسے لاڈ سے پالا - بچپن مین کیسی کیسی داشت کی - رات کو رات
دن کو دن نہ سمجھا - مگر دشمنون کی نظر کھا گئی - سوتیلی مان کے پالے پڑا - ماباپ
ہاتھ مل کے رہ گئے ہماری امیدون کا خون ہو گیا -

فوج اندوہ و الم ٹوٹ پڑی دھوکی مین   آرزوئین ہوئین سب قتل پڑا رن کیسا

کلیجہ دھک سے ہو اکیسی کچھ دل پر چوٹ لگی - رپن کا زمانہ - ہم تو خوشیان مناتے
بغلین بجاتے مست پڑے ہوے تھے آخر کو بالا ہمارے ہی ہاتھ رہیگا -
مگر یکایک پردہ غفلت جو آنکھون سے اُٹھا تو بھور ہو گیا - ان اینگلو انڈین سے
خدا سمجھے عین موسم بہار مین ہمارا آشیانہ نوچ کھسوٹ کے پھینک دیا -
کمبخت وہ کنکارڈ ٹ " نے منحوس شکل دکھائی سخن سازون سے ملکۂ معظمہ
کے پروکلیمیشن کے الفاظ مین نئے نئے معنی پہنائے - پیارے رپن کو
مجبور کیا - وہ بھی بُرے پھنسے - کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑا ممبران کونسل کے
نقارخانے مین طوطی کی آواز کسی نے نہ سُنی - آخرش وہ بھی اُنھین کے
ساتھ سر ہلانے لگے -

جا کر قفس مین عاشق صیاد ہو گیا   بلبل کا حال قابل فریاد ہو گیا

کہل کے گل کچہہ تو بہار اپنی صبا دکہلا گئے   حسرت اُن غنچون پہ ہی جو بن کہلی مرجہا گئی

انصاف اُلٹے اُسترے سے مونڈا گیا۔ بغاوت نے نقارۂ فتح کڑم دھڑم بجا دیا

ع سچ ہی حرامزادے کی رسّی دراز ہی۔ پیارے رہن کو ہم کیا کرین۔

بیش بالای تو نازم چہ بصلح وچہ بجنگ کہ بہر حال باندازۂ ناز آمدۂ

اختیار رہا مگر برائے نام۔ جوری کی پنچ بلا کی طرح پیچھے لگی۔ مگر ہمت نہ ہارنا چاہیے پارلیمنٹ مین واویلا ضرور ہو۔ ہند یو دشمنون سے سبق لو کچھ لکھو کے اب تو سیکھو۔ دیکھو حقوق کے واسطے لڑنا جھگڑنا ہی کام آتا ہے۔ جسکی لاٹھی اوسکی بھینس اگر ہم بھی گورنمنٹ ہوس پر چڑھ دوڑنے کی فکر کرتے۔ فتنہ انگیزی پر کمر باندھتے تلوارین سنبھالتے تو کچھ مل ہی رہتا۔ مگر شر ہمارا شیوہ نہین۔ ہم تو سچے خیر خواہ سرکار ہین۔ مگر ہائے سال بھر کی محنت کھاری کنوئین مین ڈوب گئی کیا کیا خیالی قلعہ بنائے تھے مگر دو کنکار ڈٹے کے ایک ہی گولے نے اُنکا صفایا کر دیا۔ جن پر ہمین بھروسا تھا۔ جو ہماری خیر خواہی کا دم بھرتے تھے وہی دغا دے گئے۔ وقت پر نکل کھڑے ہوے۔ کاندھا ڈال دیا۔ گویا ہم بیچ بیچ سمندر مین ایک ٹاپو پر اُترے تھے۔ کھانا پکایا۔ دسترخوان بچھایا جیسے ہی کھانے کو ہاتھ بڑھایا کہ دفعتہً جزیرہ ہلنے لگا اور دم کے دم مین سب غڑاپ سے سمندر مین۔ افوہ۔ دھوکا ہوا تھا۔ وہ جزیرہ نہ تھا وہیل مچھلی کی پشت تھی۔ خیر۔

رات دن گردش مین ہین سات آسمان
ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا

جوڈیشل کمشنری اودھ

مسٹر اڈیٹر- چونکہ اودھ کی عدالت جوڈیشلی مین ترمیم ہونے والی ہی- اسلیے یہ مناسب موقع ہی کہ اوسکے بارے مین کچہہ لکھون- ابھی حال مین سول عدالتہاے اودھ کی رپورٹ بابت ۱۸۹۳ء شائع ہوئی جسمین چند ایسے امور قابل غور ہین جنکا اثر عدالت جوڈیشلی پر پڑتا ہی- تعداد مقدمات متدائرہ ہر سال بڑہتی جاتی ہی- مالیت مقدمات مین ایک عجیب و غریب تغیر ہوگیا- ۱۸۹۱ء مین مالیت مقدمات قریب ۵۳ لاکھہ کے تہی ۱۸۹۲ء مین ۱۰۲ لاکھہ ہوگئی- اور ۱۸۹۳ء مین ۱۴۷ لاکھہ- باوجود اس زیادتی کے ۷۷ فی صدی مقدمات کی اوسط مالیت پچاس روپیون سے کم تہی- جس سے یہ امر صاف مترشح ہوتا ہی کہ ابہی حقیت کی چہوٹے چہوٹے مقدمات کا تصفیہ نہین ہوا- آخر اسکی وجہ کیا- انگریزی سرکار کے زیر سایہ تعلقداردن نے خوب گلچھرے اوڑائے- غریب رعایا کو دباتے رہے- اِدھر دو چار برس سے رعایا کی آنکھین کہلین اور اسکو معلوم ہوا کہ وہ ایک آزادی پسند گورنمنٹ کے زیر حکومت ہی- اب وہ انگریزی عدالتون سے مستفید ہونا چاہتی ہی- اسی کثرت مقدمات کا یہ نتیجہ ہی کہ جوڈیشلی مین دو دو برس تک اپیلون کی پیشی نہین ہوتی- غریب مستغیث حالت امید و یاس مین اپنے دن کاٹتے ہین- الانتظار اشد من الموت سے کشتہ ہوکر انگریزی انصاف کو دعائین دیتے ہین- اب وہ زمانہ لدگیا جب ایک جوڈیشل کمشنر اودھ کی عدالۃ العالیہ

کام انجام دیتا تہا - یہ عہدہ اُس زمانہ کا تبرک ہی جبکہ جوڈیشل ورا یکزکیٹو
شاخون مین علٰحدگی ممکن نہ تہی - جبکہ مقدمات کا تصفیہ عام اصول
قانون وانصاف پر نہین - بلکہ عملی کارروائی پر منحصر تہا - عذر کے بعد
جب اودہ مین تسلط ہوا تو یہ ضروری خیال کیا گیا کہ حکام عملی اور اکزیکٹو
طور پر انتظام و فیصلے کرین - نہ کہ الفاظ قانون اور اصول انصاف کا لحاظ
رکہین - اوسوقت مین جوڈیشل کمشنر کا کام مثل ہائی کورٹ کے نہ تہا -
کہ وہ قانونی پیچیدگیان سلجہاتے یا عدالتہاے ماتحت کو پابندی ضوابط کی
ہدایت کرتے - بلکہ وہ مثل چیف کمشنر کے ایک قسم کے اکزیکٹو انتظام کے
نگران تہے - مگر اب ع -

آن قدح بشکست و آن ساقی نماند

اب تو ڈہنگ ہی نرالے ہین - امن وامان نے ہاتہہ پیر پہیلائے - صوبے کا
بندوبست ہوگیا - رعایا اپنے قانونی حقوق کو حقوق سمجہنے لگی - اوس طوفان
بے تمیزی کا زمانہ جاتا رہا - وہ وقت آگیا کہ سنجیدگی قانون اور عام
اصول انصاف کے مطابق عوام کے حقوق کا فیصلہ ہو ضوابط سرکاری
کی پوری پوری تعمیل ہو - انہین خیالات سے ایکٹ ۱۳ - ۱۸۷۹ء کا
نفاذ ہوا - جس سے عدالتہاے لگان و دیوانی علٰحدہ ہوگئین - تاکہ جوڈیشل
افسر مقدمات دیوانی مین اپنا وقت صرف کرین - مگر یہ کارروائی مکمل نہوئی -
کیونکہ عدالت جوڈیشل کمشنر مین کچہہ تغیر نہوا - نہایت ضروری تہا کہ اس
انتظام کے ساتہہ عدالت جوڈیشل کمشنر بہی مثل ہائی کورٹون کے کردیجاتی

جس طرح پنجاب مین چیف کورٹ ہی۔ اوسی طرح پر جوڈیشلی اودھ کی ہوتی۔
اب جوڈیشلی کو ہائی کورٹون کی طرح سرچشمۂ قانون دا انصاف ہونا چاہیے۔
یہ اوسوقت مین ممکن ہے جب دو مستقل جوڈیشل کمشنر مقرر ہون۔ اور وہ
بطور بنچ کے کام کرین۔

الہ آبادی اخبار پایونیر لکھتا ہی کہ جوڈیشلی بالکل توڑ دی جاوے۔
اور اودھ کی اپیلین ہائی کورٹ الہ آباد مین دائر ہوا کرین۔ وہ لکھتا ہی
کہ اس انتظام سے گورمنٹ کی کفایت ہوگی۔ اور رعایا کے حق مین اچھا
انصاف ہوگا۔ کفایت کی ایک ہی ہوئی۔ مگر ہائی کورٹ الہ آباد مین
دو جج بڑہائے گئے تو اونکی تنخواہین موجودہ خرچ جوڈیشلی سے پانچ گنی زیادہ
ہونگی۔ رعایا ایسا انصاف نہین چاہتی۔ چھوڑ و بلی چوہا لنڈورا ہی رہیگا۔
پایونیر سمجھتا ہی کہ ہائی کورٹ کی کرسیون کی ہوا مین منصف بنانے کی تاثیر ہی۔
اور جوڈیشلی اودھ کی کرسی کی ہوا۔ کرسی کی ہوا ہی۔ اگر انتخاب عمدہ ہو تو
جوڈیشل کمشنر بھی لائق اور منصف مزاج مل سکتے ہین۔ غریب رعایاے اودہ
لکھنؤ تک بمشکل پہونچتی ہی۔ اوسکو اپیلین دائر کرنے کے لیے الہ آباد بلانا۔
در انصاف کا بند کر لیتا ہے۔ پایونیر چاہتا ہے کہ جس طرح چیف کمشنری
بٹے کہاتے مین ڈالدی گئی۔ اوسی طرح سے جوڈیشل کمشنری بھی نیست
ونابود ہو جائے۔ ع

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تہا جینا پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

وہ لکھتا ہی کہ جب دونون صوبون کی اکزیکٹو شاخ کا الحاق ہوا تھا۔

تو تعلقداران اودھ کچھہ کن منائے تھے۔ مگر اب وہ راضی ہین۔ افسوس! موجودہ پالسی یہی ہے کہ جو لڑکا نہ روئے اوسکو دودھ نہ ملے۔ اس الحاق سے جو نقصان ہوا اوسکو کوئی رعایا کے دل سے پوچھے۔ ہزارون کے دلون مین آرزؤون کا خون ہوگیا۔ کہ ہم اپنا حال لاٹ صاحب سے کہتے۔ مگر لاٹ صاحب کا پتا صوبے بھر مین نہین۔

مسٹر اڈیٹر برا نمانیے گا۔ مجھے اودھ کے اخبارون پر افسوس آتا ہے۔ کہ وہ معاملات مصر و افغانستان۔ جنگ چین و فرانس۔ جرمن و سوڈان کے پالسی پر مضمون لکھکر کالم کے کالم سیاہ کرتے ہین مگر اودھ کا حال نہین لکھتے۔ اخبارات آئینے ہین جو پبلک کا سچّا سچّا حال گورنمنٹ کو دکھلاتے ہین۔ مگر یہان تو معاملہ برعکس ہی۔ اگر اودھ کی اخبارات نے اپنا منصبی فرض ادا کیا ہوتا اور پبلک خیالات کا پورا چربا اوتارا ہوتا تو آج پایونیر کی یہ ہمت نہوتی۔ کہ وہ الحاق اودھ سے ہین نیم راضی بلکہ بالکل راضی سمجھہ لیتا۔ اب عدالتون کے سرکاٹ لینے کی دہمکی ہے مگر مین دیکھتا ہون کہ یہان کے اخبارات خاموش ہین۔ کیا اخبار جاری کرنے سے یہی منشا ہے کہ اڈیٹر یا منیجر کہلائے یا کچھہ روپیہ کما لائے۔ ہرگز نہین۔ جو لوگ اخبار جاری کرتے ہین اور پبلک بحث کو نہین سمجھتے۔ یا اگر سمجھے بہی تو کچھہ خبر نہین لیتے۔ وہ پبلک کے دشمن ہین کیونکہ سرکار یہ سمجھتی ہے کہ اس صوبے مین اسقدر اخبارات ہین۔ اگر عوام کو کوئی تکلیف ہوگی تو ہمکو ان اخبارات سے معلوم ہوگا۔

عشق کیا شے ہی کسی کامل سی پوچھا چاہیے

آخر یہ عشق ہی کون جانور چرند ہے۔ یا پرند۔ رہتا کس دیس مین ہی۔ کھاتا کیا ہی۔ پیتا کیا ہی۔ بس۔ یہ ننھی سی رائی کے دانے برابر بات۔ جسکے واسطے کامل کی تلاش۔ کشف نہین۔ کرامات نہین۔ مراقبہ نہین۔ سماع نہین۔ حال وقال نہین۔ مسئلہ تجدّد امثال نہین ؎

کوچۂ عشق کی راہین کوئی پوچھے ہمسے　　خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

اللہ اللہ۔ آپ ہین۔ آدھ ہیچ کے نامہ نگار۔ چشم بد دور آپ سے بڑھ کے اس معمّے کا حل کرنے والا کون۔ عُلما زاہد خشک صوفی جاہل۔ پنڈت برائے نام۔ شعرا بے اعتبار۔ ایک آپ کی ذات ہی۔ باقی اللہ اللہ۔ خیر سلّا۔ بندہ پرور سُنیئے۔ اگلے زمانے والے بسم اللہ کے گنبد کے رہنے والے سیدھے سادھے آدمی تھے۔ جو جی مین آیا۔ کہہ گذرے۔ جو سُنا مان لیا۔ نہ حجّت۔ نہ دلیل۔ یہ عقل جو اس زمانے والون کو اللہ نے دی ہے۔ پہلے اسکی چھاون بھی نہ تھی۔ نہ یہ طریقۂ تعلیم۔ نہ یہ تہذیب۔ نہ یہ اوپج۔ نہ یہ ایجادین۔ نہ یہ رفتار۔ نہ گفتار۔ نہ یہ لباس۔ نہ قیاس۔ اور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ اسی عشق کے معاملے مین دیکھ لیجئے متقدمین نے کیسی مونہہ کی کھائی۔ ہزار عقل کے گھوڑے بگ ٹٹ دوڑائے لیکن منزل مقصود کو نہ پہونچے۔ صرف دو قسمین قائم کین۔ ایک مجازی۔ دوسری حقیقی۔ پہلا عشق بازاری عشق خانگی۔ عشق ازدواجی۔ انکا بھی کہین ذکر ہے۔ خاک نہین۔

اب آپ ہی انصاف فرمائیے۔ لمبی چوڑی عقل والے اُنکی تحقیق پر کیون حرف نہ رکھین۔ مجازی اور حقیقی کی تفصیل میری دانست مین فضول ہے اُنسے تمام پُرانی کتابین بھری پڑی ہین رہین نوایجاد قسمین۔ اُنکا سمجھانا کون بڑی بات ہی۔ چٹکی بجاتے سمجھائے دیتا ہون۔ عشق ایک قسم کا ولولہ ہے۔ جو ایام شباب مین ظاہر ہوتا ہی۔ اور جو ایک جنس کو رجوع کرتا ہے طرف دوسری کے۔ بازاری مین پاسے نسبتی تصور فرمائیے۔ چونکہ عشق بازار سے تعلق ہے۔ اس لحاظ سے عشق بازاری نام رکھا گیا اسکی دو قسمین ہین۔

قسم اول تھوڑا سا دن باقی رہا۔ اور لب جب نہا دھو۔ کنگھی سے بال سنوار۔ ٹیڑھی ٹوپی۔ بنارسی رومال۔ رنگین گھٹنا پہن۔ گلوری دبا۔ پو قدمے چوک مین جا نکلے۔ کبھی اس کمرے پہ نگاہ کبھی اُس مونڈھے پہ۔ باچھین کھلی ہوئین۔ موچھین تین پائے۔ اس کمرے سے لگاوٹ۔ اُس کمرے سے نگاہبازیان۔ کوئی ہنس دی۔ اور یہ ریشہ خطمی ہو گئے۔ کسی نے جھوٹھون اشارہ کیا۔ اور یہ دائین بائین دیکھ کھٹ سی زینے پہ۔ آئیے نواب صاحب۔ حضور کیا کہنا۔ حضور ایسے۔ حضور ویسے۔ وہ بٹیر لڑائے۔ کہ بڑے بڑے اُستادون کے چھکے چھوٹ گئے۔ وہ وہ کنکوا لڑایا۔ کہ لوگ بتّی بول گئے۔ طبلہ بجانے مین ماشاءاللہ ہاتھ ایسا تیار۔ جیسے ریل کا انجن۔ گھڑی کا پرزا۔ اُدھر حضرت نے گلوری کھائی۔ ادھر غیرت آئی۔ بھئی رنڈی کے پان کُھوں تت

کیا کھا جائین۔ لٹّو دار پگڑی والے کو اشارہ کیا۔ اُسنے جیب سے نکالے۔ اور نائکہ جی کے حوالے کئے۔ بھڑوون نے دیکھا۔ اچھی سونے کی چڑیا پھنسی۔ ساز ملا مجرے کا رنگ جمایا۔ غرض جیتھڑے چھڑانا مشکل۔ دو چار جو گرہ مین تھے۔ وہین چڑھا دیے۔ ہاتھ جھُلاتے رخصت ہوئے۔ یار دوستون مین لن ترانیان اوڑانے لگے۔ بڑے مرزا آج تو بی . . . نے وہ خاطرداریان کین کہ واللہ ہے بندہ بے زر بنا لیا۔ بھئی کیا خلیق لوگ ہین۔ جب اُدھر سے ہو نکلے۔ دو چار گلوریان کھائے چھٹکارا محال ہوگیا۔

قسم دوم اسکے واسطے صرف چار ٹکے پیسون کی ضرورت ہے۔ مٹھی مین دبا بازار کی سیدھیان بھرین۔ ہانپتے کانپتے جا پہونچے۔ چڑیلین نظر پڑین۔ آنکھین ملائین۔ باتین چکنائین۔ دو چار جوتیان۔ دس بیس گالیان کھائین۔ ٹکے حوالے کیے۔ یہ تو عشق بازاری ہوا۔ اب عشق خانگی کا ماجرا سُنیے۔ یہ بھی دو قسمون پر منقسم ہے۔ اول بلانا۔ دوسرے خود جانا

قسم اول بڑے آدمیون کے حصّے مین ہے۔ این بڑے آدمی کیا یہی دراز قد فربہ۔ نہین نہین۔ بھیّا روپے والے کو بڑا آدمی کہتے ہین۔ اب قسم اول کی تعریف سنئے۔ دس بیس روپیہ کے خرچ مین اونچی سی اونچی . . . کیون نہو۔ گھڑ گھڑ گھڑ گھڑ بگھی دروازے پہ موجود۔ پری نے جلوہ دکھایا حور نے حجاب فاصل اُٹھایا۔ چودھوین کا چاند نکل آیا۔ تکلف برطرف سے

آنچل رخ سے جو ہٹ گیا ہے   پردہ غیرت کا پھٹ گیا ہے

یہ بات۔ وہ بات۔ لٹیا پسند۔ خاصدان پسند۔ گھڑی پسند۔ اگالدان پسند
آنًا فانًا گھر کا تعلیقہ کرلیا۔ فرمایشین مزید برآن لیکن یہ چاندنی چار ہی دن کی ہی۔
ادھر میان کا دوالا نکلا۔ اُدھر ع

تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی

پر عمل کیا گیا۔

قسم دوم دو روپیہ کمر مین باندھ چل کھڑے ہوی یہ گھر دیکھا۔ وہ گھر دیکھا آخر
ایک مکان مین آسرے کی روش جم گئی۔ اور اُدھر کی بات چیت ہوئی۔ حضرت
خوش غلاف ہو پلنگ پہ دراز ہوئے خانم صاحب کو پیاس کی شدت۔ دوسرے مکان کا
دروازہ کھلا ہوا۔ پانی پینے کو اٹھین۔ اور غڑاپ سی اُسی دروازے مین میان ہین
کہ امیدوار بودہ بداند یا الٰہی زمین کھا گئی۔ یا آسمان۔ اتنے مین دو تین سنڈ مسنڈ
ٹونڈے باز آدھمکے۔ ای ہی۔ قیامت نازل ہوئی۔ اوسان خطا ہو گئے۔ پیٹ مین
سانس سمانی مشکل پڑ گئی۔ دو چار ڈگ جما کانٹا سا نکال باہر کیا۔ جی ہی جی مین
پچھتاتے۔ اپنا سا منھ لیے ٹیٹے گاتی چلے آتی ہین بہت ترے کی۔ یہ عشق خانگی ہوا رہا
عشق ازدواجی۔ اسکی مزی کچھ نہ پوچھیے۔ جو ہین سو ہین۔ یہ عشق خود ہی مہذب ہی اسکی
حقیقت سنئے۔ ایک مہذب مرد کا ایک مہذب عورت کو عقد کے لیے دیکھنا بھالنا۔ اب اگر
یون ہی بن دیکھے بھالے عقد کرلیا۔ اور دونون مین میزان نہ بیٹھی۔ شادی عذاب جان
جور و اجیرن۔ زندہ درگور ہوئے۔ اس سی عقلا نے عقد سی پہلے کچھ دنون امتحان
لازمی ٹھہرایا پھر اختیار ہی چاہا کیا۔ چاہا کھٹ سی الگ ہو رہے۔ تم اپنی راہ۔
ہم اپنی راہ۔ اسے عشق ازدواجی کہتے ہین۔ اور اسپر اپنا ہی صاد ہی۔ احمد علی شوق۔

خضر کو دیکھ کے کہتا ہی سبزۂ خط یار
بھلا جو چاہو چلے جاؤ اپنی راہ لئے

اندنون کا رنگ کچھ نہ پوچھئے سہ

چنون پسند مجھی چانون ہی پھولون کی   عجب بہار ہی ان زرد زرد پھولون کی

طبیعت کی لہر کچھ دریا سے کم نہین ع

جوش پر ہے بھر مواج آج کل

شبدیز قلم ہوا مین بھرا ہوا طرارے بھر رہا ہی ع

کھیل ہے راہ سخن طے کرنا

واہ ری بہار تیرا کیا کہنا - تو ہوا در جہان - گلی کوچہ ٹھنڈی سڑک ہو رہا ہی سہ

دیکھکر ٹھنڈک تبو نکی سردھری بھول جاے   دل گرفتہ ہنس پڑی یان غنچہ آئی پھولجاے

جی گھبرایا اور کمرے سے نکل کھڑے ہوئے - چوک مین پہونچتے ہی ساری وحشت فی النار والسقر تھی - آپ جانیے رنڈیان معجون وافع خفقان پھر دل مضطر تسکین کیون نہ پائے - گلرویون کی بہار - پھول سے رخسار دیکھکر بیساختہ یہی مُنہ سے نکلتا ہے سہ

قدے چو سرو و رخے ہمچو ارغوان داری   مرو بباغ کہ در خانہ گلستان داری

ارے بھئی کوئی بتاؤ تو - آج ہم ہین کہان - آپ مین تو ہین نہین - ورنہ یہ تہذب زمانہ - تہذیب کوڑیون کے مول ماری ماری پھرتی ہی - ایک دو سوتی مین کوٹ پتلون طیار رہی لال ٹوپی - سوا تگے جا نچے

ترس کھاکے کوئی نئی روشنی والا دے ہی دیگا (دین کا معاملہ ہے) نہین
تو ٹوٹی پھوٹی پٹاری سہی۔ بوٹ کا کچھ اندیشہ نہین۔ بات کرتے سیکڑون
بوٹ۔ بھلا ہم ان خیالون کے آدمی۔ چوک کے گرد پھٹکتا کیسا۔ وہان
ہئی کیا۔ وہی خشک بانکے۔ جو آپی آپ ریشہ خطمی ہوے جاتے ہین۔ اور
خشک بانکے نہ سہی۔ جنہین خدا نے دیا ہو وہی کیا ہین۔ عقل کے پورے۔
خاص الخاص لکھنؤ کے تورے۔ نزاکت اللہ اللہ ؎

اللہ ری نازکی کہ وہ دھر دا کے آئینہ   لگواتے ہین ضماد مہاسون کے عکس پر

اُٹھتے ہین تو ناک بھون چڑھا کے۔ بیٹھتے ہین تو مارے شکنون کے چہرے کو
مسطر بنا کے۔ دولتخانے مین چیتھڑون سے بیزار ع

نازکی کہتی ہے یہ بار گران دور رہے

غرقی کافی ہے۔ باہر نکلنے کو پاجامہ ہو تو نین سکھ کا ہلکا پھلکا۔ انگرکھا ہو تو شربتی
یا ململ کا۔ ٹوپی ہو تو چار اُنگل کی۔ برسات کے دن۔ جو کہین بادل خان
بھربھرا کے برس پڑے۔ تو ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے (لولو ہے لولو) سچ بولین
اُن کے دشمن۔ کوئی پشتہا پشت مین نہین بولا۔ سپوت ہین۔ کچھ کپوت تو
ہین نہین۔ جو باپ دادا کا چال چلن چھوڑ دین۔ نماز کا نام لو تو کان پکڑین۔
نہ پڑھی نہ قضا ہوئی۔ فقیر کے نام ٹکڑا سا جواب دینے کو سخی داتا۔ بھولا ایسے
جہان صحبت گرم ہوئی۔ دمبازون نے چھینٹے دیے۔ لگے دہکا دہک چانڈو اڑانے
لکھنے کو اپنا نام لکھنا آگیا۔ وثیقے کی رسید پر دستخط کرنے بھر کو ہو گئے۔ کنجوس تو
ہین نہین۔ جو حساب کتاب دیکھین بھالین۔ اور پھر بڑے بڑے ایماندار

ملازمون کو بدظن کرنا یہ بھی عقل نوابی کے خلاف ہی۔
بٹیرون کی وہ لت کہ دن رات ہاتھ مین۔ بھلا ایسے بیفکرونکا دیکھنا ہی کیا۔
لینا ایک نہ دینا دو۔ مفت مین افسوس کرنا پڑتا ہی۔ اس سے یارچی چلو تہذیب نگر چلین
مزے اوڑائین۔ کچھ پئین۔ کچھ کھائین۔ یہ کچھ کیا چیز ہے۔ چپ چپ ع
مثل سُنی ہے کہ دیوار کان رکھتی ہی
کہین ایسا نہو۔ کوئی غیر مہذب لمبی ڈاڑھی والا سن لے۔ این ورڈاڑھی
تو آپ نے بھی بڑھا رکھی ہے۔ ادھر دیکھو۔ بے سمجھے بوجھے اعتراض جما دینا
کتاب مین لکھا ہی۔ اسمین تمھارا کچھہ قصور نہین۔ لیکن جو تمھارے مان باپ ملتی
تو مجھسے اون سے دو دو نوکین ہوتین۔ اور تمھین پہ کیا منحصر ہے۔ ہندی
خراب۔ انکی بات چیت خراب۔ انکا چال چلن خراب۔ انکا طریقہ تعلیم خراب۔
علم ادب کو جانتے ہی نہین۔ ہکس دیس کی چڑیا۔ خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے۔
وہ اللّے تللّے کا زمانہ ہی اوڑنچھو ہو گیا ع
پیٹیو شرما کے لکیر اب کہ گیا سانپ نکل
یہ ڈاڑھی نہین اول تو دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اچھا دماغ کاہے کو چاٹیگا۔
آگے بڑھیے۔ یا وحشت۔ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ۔
اجی جنگل مین یہ کسکا گھونسلا ہی۔ گھونسلا کیسا۔ ایک جنٹلمین کا بنگلہ ہے۔
اخاہ جنٹلمین اسی مین دھرے رہتے ہین۔ بھلا آدمی ہوتے ہین۔ اے لو اور سُنو
آدمی نہین تو کیا شیطان ہوتے ہین۔ بھئی ہمنے تو کانون ہی سُنا ہی۔ آنکھون سے
دیکھا نہین۔ کیا جانین اجی ع

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

آؤ مجسم ہی نہ دیکھ لو

جھک کر اُسی رُخ کلاہ کی طرح — بنگلے کو چلے نگاہ کی طرح

دہنی کرسی پہ گوری بی بی۔ بائین پٹری پہ کالی بی بی۔ بیچو بیچ کے درمیانین نئے مہذب تگڈا جمع۔ تینون مصالحے اکٹھا۔ تین تلوک جو سنتے آتے تھے۔ وہین نظر آئے۔ باتین وہ وہ سنیں کہ ہنستے ہنستے قہقہہ دیوار نکلگئی۔

گوری بی بی۔ ول آج ہم فٹن پر ہوا کھانیکو جائیگا اور مسٹر جونس کی ملاقات کرکے بارہ بجے رات آئیگا۔

نئے مہذب۔ خہ خہ خہ خہ۔ ول فٹن آپ کا۔ ہم آپ کا۔ چاہے آپ رات بھر نہ آئے اور جو آپ کہے تو ہم چلکے مسٹر جونس کی کوٹھی مین پہونچا آئے۔

کالی بی بی۔ میان ہم بھی اپنے دولھا بھائی کو نہ دیکھ آئین۔

نئے مہذب۔ چپ لگاؤ۔ ہمارا بنگلے پہ سب کو اقانون قانون کریگا۔ ہانکیگا کون۔

گوری بی بی۔ ول جب تک ہم نہ آئے تم نہ سونا۔ جو رات کو ہم آئے گا۔ اور تمکو سوتا پائے گا تو ہم امید کرتا ہی ہم سیدھا لوٹ جائیگا۔

نئے مہذب۔ نو نو (نہین نہین) ہم نہ سوئیگا کبھی نہ سوئیگا۔ جو آپ کہے تو ہم سیدھا کھڑا رہے۔ نہ بیٹھے نہ پاکھانے پیشاب کو جاسے۔

کالی بی بی۔ (پیشانی پر ہاتھ رکھکر) آہ اکیا کہون سر پھٹا جاتا ہے۔ سر مین درد شدت سے ہی کہو تو ذری اسوقت مین ایک جھپکی لیلون۔

نئے مہذب۔ کھوب۔ اُوکہان درد ہی لاؤ ہم منڈا سے جھاڑ دے۔

گوری بی بی۔ ول ہمارا برش ٹوٹ گیا۔
نئے مہذب۔ ابھی تو آتا ہے چٹکی بجاتے۔
کالی بی بی۔ ای میان ترے صدقے گئی جو خانساماں چوک جاے
تو مجھ نبختی کو بھی ایک کنگھی ربڑ کی منگا دو اور نہین تو سینگ ہی کی سہی۔
نئے مہذب۔ مت بولو۔ جواب کنگھی ونگھی کا نام سُنا۔ تو ہم بالور کو
بُلا کے تمہارا سارے سر کا بال ایک سرے سے منڈا دیگا۔
گوری بی بی۔ ول ہمارا پینے کا پورٹ نہین رہا۔ اب ہم سپٹے کیا۔ تمہارا الہو۔
نئے مہذب (تھر تھر کانپ کے) ہم انجیل پہ ہاتھ رکھکے کہتا ہے۔ بالکل نہین جانتا
کھانساماں بڑا ناٹی۔ ہمکو خبر نہ کیا۔ برطرف۔ ہم آپ جاکے ابھی لاٹا ہے۔
کالی بی بی۔ تو ہمارے لیئے تھوڑی سی لیتے آنا۔
نئے مہذب۔ پاگل۔ تم اپنا مُنھ کالا کرنا مانگتا ہے۔
گوری بی بی۔ یہ سایا کھراب گیا۔ ابی ہم لیگا بہت اچھا بڑا کیمٹی گرنٹ کا۔
نئے مہذب۔ کون بڑا بات ہے۔ ایمان بیچ کے روپیہ آپی کیواسطے جمع کیا ہے۔
کالی بی بی۔ مین صدقے جاؤن۔ ابکی مجھے بی سنگی کا پاجامہ بنوا دو۔
نئے مہذب۔ ہش۔ تم ولیسی آدمی وہ مثل بھول گیا۔ یہ مُنھ اور چار چنگی لاسا۔
گوری بی بی۔ آج برانڈی پی کے ہم کباب کھاے گا۔
نئے مہذب۔ اور ہم بھی تو۔
کالی بی بی۔ میرا بھی جی چٹپٹاتا ہے کہ آج پیسے کے لونگ چڑے کھاؤن۔
نئے مہذب۔ تم کھائے بُرے کی جان (خدا وہ دن کرے)
لہ چل او غیرت شمشاد بہت اترا کر بڑھکے جو چلتا ہی گرتا ہے وہ ٹھوکر کھا کر

ایک نادان خوش اعتقاد کسان کی دعا

ای میرے اچھے خدا مین اعتقاد رکھتا ہون کہ تیرا کوئی ساجھی نہین مجھپر کرم کر۔ پڑھے ہوئے ملا کہتے ہین کہ تو قوی ہی قدیر ہی محیط ہی مین ان بیچدار باتون کو کچھ نہین سمجھ سکتا مگر اتنا جانتا ہون کہ تو لاٹ صاحب سی بھی بڑا ہی عالم لوگ کہتے ہین کہ تو ہر ذرّہ عالم کا منتظم ہی مین اپنے چھوٹے سے اور کمزور خیال کو اتنے جکر نہین دے سکتا کہ ہر ذرّہ پر نظر دوڑا کر تیری قدرت کی کارروائیونکا مشاہدہ کرون مگر یہ جانتا ہون کہ حاکم بندوبست نے بغیر تیری مرضی کے مجھپر جمع نہین بڑھائی۔ ای میرے داتا مجھپر رحم کر جب تو ہر ذرّہ کا منتظم ہی تو میرے کھیتون مین بہت سا غلہ کیون نہین پیدا ہوتا کہ اسکو بیچ کر۔ جو باقی بچے اُس سے بال بچون کو پالون۔ ای اللہ تو ہر جگہ ہی مگر شاید اِس موضع مین تو نے گذر نہین کیا اور اگر گذر کیا تو میری اُجڑی حالت کو دیکھکر مجھکو اپنا بندہ نہ سمجھا اور اگر بندہ سمجھا تو گنہگار پایا اسی وجہ سے مجھپر جمع بڑھوادی اے اللہ میرا گناہ معاف کر وہ گناہ کچھ بہت بڑا نہین ہی مین نے نیل والے صاحب کی ایک بھینس چرائی تھی مگر اُسکے لیے دو مہینے کی قید بھی بھگت لی اُسنے میرے کھیت کا نقصان کیا تھا مین نے اُسکو باندھ رکھا تھا اِسکے سوا اور کوئی گناہ بھی نہین کیا نہ کسی کی زمین دبالی نہ مال چھین لیا یا خدا اب مجھپر اپنا فضل کر اور میری اس دعا کو بدلی کے لفافہ مین لپیٹ کر تیز رو بجلی کے ہاتھ صاحب لوگون کے پاس بھیجدے اور حکم دیدے کہ مہنگی بھر غریب کسانون پر مالگذاری کیواسطے ذرا سختی نہ کرین۔ ا۔ح۔ از الہ آباد۔

ضرورت کھیے

حضرت واعظ علیہ الرحمۃ سید کا جو دورہ دورہ سنتے تھے تو نہایت ہی رشک ہوتا تھا خصوصاً کوٹ پتلون اور ترکی ٹوپی تو نظروں میں بہت کھبی تھی جی میں یہ کہتے تھے کہ کہیں ملاقات ہوجاتی تو سمجھا بوجھا کر وضع تو ترک کرا دیجیے آج مڈبھیڑ ہو ہی گئی۔

مخمس قطعہ بند

از بہر پند و وعظ تلاشی تھے جا بجا
ملتا نہ تھا مگر کہیں اوس شخص کا پتا
خیر اتفاقِ کار جو رستے میں ملگیا
سید سے آج حضرتِ واعظ نے یوں کہا
چرچا ہے جا بجا ترے حالِ تباہ کا

بتلا کہ روزِ حشر ترا ہوگا حال کیا
تو لاشریک کا نہیں قائل ہی مطلقا
صد حیف اپنے مذہب و ملت سے پھر گیا
سمجھا ہے تو نے نیچر و تدبیر کو خدا
دل میں ذرا اثر نہ رہا لا الٰہ کا

جب سے ملا ہی عہدۂ سب آرڈینٹ جج
رکھنے لگا ہے سر پہ تو اپنے کلاہ کج
اسلام سے تو دور ہی کوسوں ہی تیری دہج
ہی تجھ سے ترک صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج
کچھ ڈر نہیں جنابِ رسالت پناہ کا

نفرین تیری عقل پہ کرتا ہے سارا شہر
دولت کی فکر ہوتی ہی انسان کو حق میں زہر
تیرے تو فہم پر یہ پڑا ہے خدا کا قہر
شیطان نے دکھا کے جمالِ عروسِ دہر

بندہ بنا دیا ہے تجھے حُبِّ جاہ کا

واعظ جو کچھ سنانے لگے سخت سُست آج ‏ ‏ سید کا پھر تو طیش مین آہی گیا مزاج
جب ہو سکا نہ ایسی حماقت کا کچھ علاج ‏ ‏ اُسنے دیا جواب کہ مذہب ہو یا رواج
راحت مین جو مُخل ہو وہ کانٹا ہی راہ کا

لازم ہی یہ کہ چھوڑے نہ انصاف کو بشر ‏ ‏ کیجیے جو غور آپ کے دل پر بھی ہو اثر
سمجھے وہی کہ جسکی زمانے پہ ہو نظر ‏ ‏ افسوس ہی کہ آپ ہین دنیا سے بیخبر
کیا جانیے جو حال ہی شام وپگاہ کا

جو دل مین آئیگا وہ سُناؤنگا بیخطر ‏ ‏ گھر سے کبھی حضور تو نکلے نہ عمر بھر
بتلائیے کہ آپ کو کیونکر ہو کچھ خبر ‏ ‏ لندن کا پیش آئے اگر آپ کو سفر
گذرے نظر سے حال عایا و شاہ کا

از من عروج خانۂ شاہی چو بشنوی ‏ ‏ بیتاب وبیقرار شدہ سوے او دوی
پیشِ مکان چو آئی یقینم کہ غش شوی ‏ ‏ وہ آب و تابِ رونقِ ایوان خسروی
جس سے خجل ہو نورِ رخِ مہر وماہ کا

دستِ ادب کو جوڑکے حاضر ہون سب نقیب ‏ ‏ خود ملکۂ معظمہ ٹہلائے جب قریب
عزت یہ دیکھہ دیکھہ کے جل جل مرے رقیب ‏ ‏ سرکار ذی وقار کا دربار ہو نصیب
ممبر بنائے آپ کو وہ بارگاہ کا

اک مس سگار لیکے یہ کہتی ہو جس گھڑی ‏ ‏ ٹیک اِٹ پلیز مائی ڈیر اولڈ مولوی
بتلائیے کہ کیسی ہو اُسوقت دل لگی ‏ ‏ دعوت کسی امیر کے گھر مین ہو آپکی
کمسن مسون سے ذکر ہو الفت کا چاہ کا

باغون مین نازنینون کا نظارہ کیجیے　　گر کوئی مس پلائے تو پھر سے بھی پیجیے
جی چاہے جس جگہ پہ وہان پھر کے گھومیے　　آزادی بتان پریوش کو دیکھیے
بیساختہ ہو لب پہ گذر واہ واہ کا

تعریف لکھون اُنکی یہ طاقت مجھے نہین　　وہ مس کہ جس سے آنکھ چُراتی ہو حور عین
گلگون عذار و سیم تن و شوخ و مہ جبین　　نوخیز و دلفریب و گل اندام و نازنین
عارض پہ جنکے بار ہو دامن نگاہ کا

بھر کر گلاس دیتی ہو جب ایک مہ جبین　　بسکٹ لیے قریب ہو اک اور نازنین
اول تو عذر ہوتا ہی اس حال مین کہین　　رکیے اگر تو ہنس کے کہی اک بت حسین
ول مولوی یہ بات نہین ہی گناہ کا

ہاتھون مین لیکے بادۂ گلگون کا ایک جام　　اک مس حسین و شوخ و گل اندام و لالہ فام
ہنس ہنس کے نیچی نظر دبے کرتی ہو جب کلام　　اُسوقت جھک کے قبلہ کرون آپکو سلام
پھر نام بھی حضور جو لین خانقاہ کا

کہتا ہون صاف آپسے سچ اسکو جانیے　　اوڑ جائین ہوش آپکے یہ بھی رہے سہے
تسبیح و جانماز و عمامہ سب ہی بکے　　پتلون و کوٹ و بنگلہ و بسکٹ کی دہن بندھے
سودا جناب کو بھی ہو ٹر کی کلاہ کا

غش بھی ہون بیٹھی بزم مین اور ڈھلتی ہو شراب　　اک مس ہو چودہ سال کی پہلو مین بے حجاب
اُسوقت کیجیے آپ تو البتہ ہی حساب　　مسجد مین یو تو بیٹھ کے ممبر پہ ای جناب
سب جانتے ہین وعظ ثواب و گناہ کا　　ا - ح - از الہ آباد

سرما بگذشت واین دلِ زار ہمان
گرما بگذشت واین دلِ زار ہمان
القصّہ تمام سرد و گرم عالم
بر ما بگذشت واین دلِ زار ہمان

دنیا مین کوئی رت بدلے کسی طرح کی فصل آئے مگر مجبوران خانہ بدوش کو کسی قسم کا حظ نہین جاڑے کی فصل باعتبار لطافت جملہ فصول مین عمدہ شمار کی جاتی ہی۔ ادہر میزان مین آفتاب آیا اور اودہر طبیعت خود بخود رأفت اور شفقت کے کانٹے مین تُل گئی۔ جنگی فوج مین قواعد کا حکم سُنا دیا گیا۔ نئی وردیان تقسیم ہوئین۔ زنگ خوردہ اسلحہ مین صیقل ہوئی مالی صیغون مین حکام کی گردش کا وقت آیا۔ ناظران محکمہ پُرانے خیمہ اور چھولداریون کے درست کرانے مین مصروف ہوئے۔ چپراسی اور مذکوری جو اساڑھ کے درزی کی طرح خمیدہ کمر بیٹھے رہتے تھے پٹی اور صافہ باندھکر اکڑنے لگے۔ نیلگون وردی کا چشم انتظار مین ڈور کھنچا۔
گاڑیون کے بیگار پکڑنے کا ولولہ بڑھا۔ تہیدستی کا غم گھٹا۔ زمینداروں کے نام رسد رسانی کے شقّہ جاری ہونے لگے۔ رنڈیون نے برسات کھائی ہوئی چیزون کو دہوپ دکھا کر سایہ مین پھیلا۔ تنگ اور چُست لباس کی کھلی ہوئی سیون اور . . . . مین بخیہ ورفو بنوایا۔ رئیسون کے

یہان بدریان کہلین۔ رفوگرون کی گرم بازاری ہوئی۔ آتشخانون اور حمامون کی شکست وریخت ہونے لگی۔ کابلی میوہ لادکر پشتو بولتے ہوے کابل سے چلے میوہ فروشون کی دوکانونمین بہار تازہ آئی۔ کہٹیک لوگ مال خرید کرکے ہر گلی کوچہ مین پہرنے اور صدا لگانے لگے ولایتی انار اعلے پٹاریان ہین انگور کی۔

گرمیون کا لباس رخصت ہوا گلابی جاڑون کی پوشاک نکل آئی۔ حدت آفتاب مین کمی مگر شعلہ رویون کی سرکشی اور آتشی مزاجون کی گرم خوئی مین ترقی ہوئی۔ اثر مجاورت سے حرارت غریزی کا مقیاس کئی درجہ بڑھ گیا۔ نیر اعظم کے انقلاب شتوی سے سیارات ارض کی چال بدلی

............کہین بدر سیما تحت الشعاع مین نظر آئی۔

تحقیق جدید کی رو سے فلک اول محدب حاس فلک ثانی کے محدب کا ثابت ہوا۔ مقعر کی تہاہ نہ ملی منطقہ کی تحقیق مین ارباب حل وعقد سرگردان ہوے۔ الغرض بہت سے نیرنگ عالم بدلی مگر مجرد بیچارے ثلاثی مجرد ہی رہے انمین سے مطرد غربا بے زر ہین اور شاذ امراے عالی قدر اور حسرت وافسوس مین ان دونو نکا پلہ برابر کیسیکی راتین بدردی گذرین اور کسی کی بے دوئی شعر

فرق ست میان آنکہ یارش دربر　　با آنکہ دو چشم انتظارش بردر

جاڑے تو یون گذرے گرمیان تشریف لائین۔ برج حمل مین آفتاب کے آتے ہی نازک مزاجون کے پیر بھاری ہوگئے کیا ممکن کہ دہوپ مین قدم بہر چل سکین۔ صاحب لوگ با اینہمہ جفاکشی سایہ مین چھپنے لگے

اب آتش لباس سے دل پھر ٹھنڈاہی پانی کی چاہ پیدا ہوئی کپڑون مین شربتی اور آب روان کی قدر بڑہی۔ روسا اور امرا دن بھر خسخانون مین گوشہ گیر اور رات کو بالاخانون کی بلندی پر جنت کی قمریون کے ساتھ ہمصفیر۔ عظیم اللہ خانی مدارییے پہولون سے لپٹے بجاے لب معشوق ہمدم۔ آغا باقر کے امام باڑے کا دوسرا باعث تفریح شام عالم چاندنی مین فرش سفید نور افگن۔ تفریح طبع کے لیئے ہرمونیم اور ارگن پہولون کی اوٹ سے صحن بام عطر آگین۔ لمپون کی روشنی سے سقف خانہ چرخ چارمین۔ کہین تادری سوار گنجیفہ کا شغل۔ کہین پچیسی کا چرچہ چیت پٹ پر ہار جیت کا معاملہ مگر رنڈی او پچی تیلی کو کیا شعر

خزان کیا فصل گل کہتے ہین کسکو کوئی موسم ہو
وہی ہم ہین قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہی

دن بھر دنیا کے دھندے مین پریشان۔ اور رات کو خالی چارپائی ورتنہا مکان۔ ایک قطعہ کسی پرانے شاعر کا مجھے یاد آیا ہی ہرچند محاورہ حال کے خلاف ہی مگر میرے حسب حال ہی قطعہ

کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہی ۔۔۔ کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہی
ہماری یہ شب کیسی شب ہی الٰہی ۔۔۔ نہ سوتے کٹے ہی نہ روتے کٹے ہی

چند روز مین یہ بھی پر جوش موسم آخر ہوا۔ اور برسات نے اپنا جمال باکمال دکھلایا۔ ابر سیاہ دامن کہسار سے جانب شہر چلا۔ ہوای خنک نے دماغ پریشان کو چاق کیا۔ ناسپاس مسلمانون کا ذکر ہی کیا ہندؤون کے

یہان برسات پوجی گئی۔ دو چار دن بادلون کی گھیر گھار رہی ایک دن بسم اللہ
کرکے پہلا ہی دونگڑا اس دھڑلے کا پڑا کہ جل تھل بھر دیئے کل شئی حی من الماء
کا عالم نظر آگیا رات ہی بھر مین تمام دنیا کے حشرات الارض زندہ ہو گئے
سبزۂ نورستہ سے صفحۂ زمین چرخ اطلس بنا۔ اساڑھ کا مہینہ خیر یون ہی کچھ
گذرا ساون کے آتے ہی عیش باغ کے میلے شروع ہو گئے رنگین مزاجون سے
کیا ممکن کہ کوئی میلہ ناغہ ہو۔ جمعہ آیا اور صبح سے طیاری ہونے لگی بنتے سنورتے
تھوڑا سا دن باقی رہگیا۔ اہل دول جوڑیون پر معہ جوڑے کے سوار ہو کر جاؤ ڈ
شوقین غربا بھی دوگامہ بھاگے ہوئے آگے پیچھے پہونچ گئے۔ اس میلہ مین
ساقنون کا ہجوم رنڈیون کا جھرمٹ تماشائیونکا مجمع مختلف الالوان پوشاکون کا
لطف جھولے کے پینگ ساون کا دردانگیز اور فراقیہ مضمون قابل دید و شنید ہوتا ہے
فی الحال جب سے بی مشتری نے غروب کیا دھومن صاحب کی دھوم دہام ہے
اور شہر کی گانیوالیون مین اول نمبر کا ٹکٹ انھین کے پاس ہے۔ جہان انھون نے
جھولے پر بیٹھ کے تان لگائی (آئی ساون کی بہارسیان جھولا ڈالو باغ مین)
تمام میدان عیش باغ مین کھلبلی مچ گئی۔ مشتاقان بی زرصفین پہاڑ پہاڑ کر
قریب آپہونچے۔ داہنے بائین پرا باندھکر جم گئے۔ بی دھومن کی صدائے
دلکش سے آگاہ بھائیون پر وہ اثر پیدا ہوا کہ جو گورونیر ناے رزمی کے سننے
سے ہو۔ سرو گردن بے قابو اعضاے بدن اختیار سے باہر۔ جان نثاری کا دولہ
اظہار شجاعت کی امنگ۔ تمناے سرفروشی کا وفور۔ مگر وقت اور زمانے سے
مجبور۔ اگر اوسوقت بی دھومن کہین فیر کا حکم دیدین تو غالبًا خون خرابہ ہو جائے

اور لکھنؤ کے بانکے گبھرؤن سے توپخانہ چھین لین - اور چھڑیون سے لڑکر لکھنؤ خالی
کرالین - اور ہر جوارین خاص کی یہ کیفیت کہ ثنا وصفت کا ساون بہادون
برسا رکھا ہی - اور تعریفون کی بوچھار لوہے کے پل تک جاتی ہی - طرہ یہ کہ فقط
واہ واہ پر اکتفا نہین بلکہ اوسکے ساتھ یہ بہی ہی کہ قسم ہی قرآن کی اگر آج
میانصاحب (جنکی ملار مشہور ہی) زندہ ہوتے تو اسوقت کے گانے کی داد دیتے -
یا اگر حضرت سلطان عالم شاہ اودھ بقید حیات ہوتے تو بیشک انکی قدر کرتے -
چند ہی روز مین انکی رتی چمک جاتی افسوس ہی دنیا خالی ہوگئی نہ اہل حال رہی
اور نہ صاحب کمال (کوئی نہین رہے تو نہین سہی خوشا مدی سلامت رہین
جنکی ذات سے سب کچھ ہے) دوسرے صاحب نے ارشاد فرمایا - کہ بہئی واللہ سچ
کہتے ہوین اپنے اور اپنی بیوی دونون کے ایمان سے کہتا ہون کہ انکا مثل
کاہی کو ہی اور آج اس شہر مین کیا بمبئی تک کوئی انکا جواب دینے والا نہین ماشاءاللہ
سی آواز کا سُریلا پن تو دیکھو معلوم ہوتا ہی ارگن بج رہا ہی یا کوئل کوک رہی ہے
گلے مین گویا ہڈی نہین رہی (درین چہ شک گلے مین کیا تمام جسم مین کہین ہڈی نہین)
الغرض جہان اسقدر زندہ دلون کا مجمع تہا وہان ہم ایسے دو چار تجربہ پیشہ
غریب الدیار بہی علحدہ چپ کہڑے ہوئے نیرنگی عالم کا تماشا دیکھ رہی تھے -
اگر داہنے بائین سے کہین چوڑیون کی آواز یا چہڑون کی جہنکار کان مین
آگئی تو کن آنکھون سے یک نظرے خوش گذرے دیکھ لیا ذرا کنوتیان تو بدلین
مگر سر جہکا کے گہاس کہانے لگے شعر

ہین کیا جو تربت پہ میلے رہے — یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے

از حضرت داغ

متفرق مضامین

بحر طویل

حضرت سلامت۔ لمبی چوڑی تسلیمین عرض ہین آپ نے کچھ سنا ہمنی نماز پنجگانہ کو پانچون وقت کے سلام اور وظیفون کو پانچون وقت کے طعام سی بدل دیا! دیکھیے کیا طول عمل ہی! اگر آرد شیر دراز دست بھی ہوتا تو اس دستبرد ہاتھ کے طوطے اوڑ جاتے۔ اور بے اختیار ہو کر ہاتھ اُٹھاتا۔ اس طول عمل مین کیا مجال جو آپ کوئی بات ہلکی پاوین۔ اگر کوئی مصرعہ ہی تو وہ بھی شیطان کی آنت سے کم نہین۔ قطعہ رباعی ترجیع بند بیت غزل اور سارے زمانہ کے وزن آپ نے سنے ہونگے۔ بحر طویل کو کاہیکو سنا ہوگا بندۂ درگاہ جہان کے کوچہ گرد۔ نور کے تڑکے پھندنے والی ٹوپی دیکر بو بچھلے دار پتنگ کی طرح جو بڑھ نکلے تو بیاہ براتون کی کثرت تو ہئی ہی کھٹ سے ایک لالہ صاحب کی محفل مین داخل ہو گئے۔ وہان بھی کوکب اقبال کی رہنمونی نے دُمدار ستارہ ہی بنا رکھا۔ دیکھتے کیا ہین کہ غزل بازی۔ بیت بحثی۔ شعر خوانی۔ رقعہ بازی۔ گالی گلوج۔ ہو رہی ہی۔ لیاقت اور فضیلت کے گلون پر کُند چھریان ریتے جاتے ہین۔ اتنے مین کوئی بھیا جی کسی کونے سے بوڑھے بکرے کی طرح لگے بڑانے۔ تھرتھراتی آواز سے لگے بحر طویل سُنانے۔ ہم تو کیا اگر امیر خسرو ہوتے تو مان جاتے۔ وہ بحر طویل کا ہیکو دریا کا پاٹ تھا یا آہنی سڑک یا تار برقی یا حرامزادے کی رسّی۔ جی چاہے تو آپ بھی سماعت فرمائیے۔

وہو ہذا۔ دوش رفتم سوئے بازار کسے یافتم عیّار۔ زہر قید سبکسار۔ بہ تزویر گرفتار۔ زخود رفتہ و سرشار۔ سبک خیز چو رہوار۔ تنش چون تن زنبور۔ سیہ خال رخِ حور۔ مثالِ شب دیجور۔ بپر کوٹ و پتلون۔ بدن شستہ زصابون۔ رخش زرد۔ دلش سرد۔ تن وجان ہمہ گرد۔ نہ او صاحب ایمان۔ ولی بندۂ شیطان۔ نہ ہند و نہ مسلمان۔ نہ از قوم نصارا۔ دَو دَہر سمت بصد شوق۔ گہے تخت گلے فوق۔ گہے استادہ و شاشید۔ گہے جست و سرائید۔ گہے ٹھوکر و سیٹی۔ گہ چاء و گہے کافی و شمپین و برانڈی۔ گہے بیر و کلارٹ۔ گہے پاکٹ۔ گہے جاکٹ گہے شیری و گہے رم۔ گہے بگھی گہے ٹم ٹم۔ ہمین فکر بہر دم۔ کشتۂ حرص و ہوا را۔

گفتم اے ہمسر فرعون۔ چرا میشدی مطعون۔ کسے نیست چو یارت۔ چہ بود آخر کارت۔ این وضع کدام ست کہ داری۔ چون شد زخرد عاری۔ شیشۂ ننگ شکستی۔ در دانش بچہ بستی۔ تو ئی دیوانہ و مدہوش۔ رہ عقل فراموش۔ بشر علم و ادب دور۔ بئی گمرہے مخمور۔ بگو نام و نشانت۔ شوم آگاہ بجانت۔ مکن بیر خدا را۔

گفتہ عدوے ناموس۔ بر و ڈام بگ لوس۔ تم آدمی ہے کالا یو سور کالا متالا۔ من صاحب لوگیم۔ فداے بسر میم صاحب پلپلی نامم۔ بجہان شہرۂ عامم۔ ذرہ موزم توجہ دانی کہ نا قابل آنی۔ بزنم تھپڑ و ٹھوکر ایٹو گڈام ایر شکم روے شمارا۔

گفتم اے صاحب اوصاف۔ مزن بیہدہ بہ من لاف۔ بہ بین روی سیہ خویش بہ آئینہ در پیش مشوطائر نقال۔ مزن مفت پر و بال۔ بجز بسکٹ و ہم کیک۔ مکن ترک رہ نیک بشو بیر و حسنات۔ برست از مزخرفات بہ بین صدق و صفا را۔

راقم ہندی نہ فارسی
بھیاجی بنارسی

مخمس

کلاہِ سرخ ترکی دائما بر سر نمی ماند ہمیشہ کوٹ وجاکٹ زینتِ تن بر نمی ماند
زمانہ ہر یکی آئین اسے نیچر نمے ماند عروس نو حجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمیماند

براندی دائما در بوتل و ساغر نمی ماند چنین بید وچرٹ در دست ولب اکثر نمی ماند
بیا این بوٹ انگریزی و فز[1] بر سر نمی ماند عروسِ نو حجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

مدام این گیند وکرکٹ نسخہ ریڈر نمی ماند ہمیشہ بر زبان اسپیچ ہم لکچر نمے ماند
برائے مدرسہ این چندہ پر زر نمی ماند عروسِ نو حجاب آلودہ باشوہر نمے ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

چنین اسپ خرد سرپٹ بمیدان تا کجا تازی ہمیشہ گیند وکرکٹ ہمچو طفلان تا کجا بازی
مزین در بدن تا کی چنین پتلون گوسازی عروسِ نو حجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

براندی تا بکے از ما بگو اے نیچرل نوشی لباسِ جاکٹ و پتلون بکھلکہ چنین پوشی
برائج کردن این رسم لندن تا کجا کوشی عروسِ نو حجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

کنی گمراہ عالم را بایں پیچ زبون تا کے بسر مزمن نمودن این چنین خبط وجنون تا کے
نمودن بول استادہ بمثل سگ کنون تا کے عروسِ نو حجاب آلودہ باشوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

[1] فز بمعنی کلاہ ترکی۔

خوری تا چند مرغ سر بریده با ہمہ غیبت ۔ حرامی را نمائی از دلیل خویش چون حلت
خردی نالد ای بیچیز بربن عقل و بربن ہمت ۔ عروسِ تو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بجای سنگ اسود ریے و لیڈی ہی ابوسیدن ۔ بوقت گیند کرکٹ بید عطرک بتیاب گردیدن
چو قرآن و حدیثا ای بیچیزی انجیل را دیدن ۔ عروس تو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

تو گوئی ذکر ایزد را کہست آن خالق بیچون ۔ کبوتر چون بکا بک فتہ میساز غرغون غون
بترس از داور دارا و توبہ کن از این اکنون ۔ عروسِ تو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بات کا بتنگڑا

بی بی ۔ چلو ہٹو ۔ مجھ جنم جلی کی قسمت ہی خدا نے ایسی بنائی ۔
میاں ۔ این خیر تو ہے ۔ یہ آج تمکو کیا ہوگیا ۔
بی بی ۔ ہوگا تمکو یا تمہارے ہوتوں سوتوں کو ۔ مجھ دکھیا مفلس کو کیا ہوگا ۔
میاں ۔ باتین تو زرمستوں کی سی کرتی ہو ۔
بی بی ۔ جی ہاں ۔ بس مُنہ نہ کھلواؤ ایسا ہی تمنے مجھے روپے اشرفی سے پاٹ دیا ہے
میاں ۔ پھر اسمین بھی کچھ شک ہے ۔ تم جانتی ہو جو کچھ آتا ہے تمہارے ہی پاس جاتا ہے ۔
بی بی ۔ اجی وہ آپ ہی کو مبارک رہے ۔ موئی خیر نہ برکت ۔ ادھر روپیہ آیا چٹر پٹر مین اُٹھ گیا ۔ مین کیا سب کھا لیتی یا زیور گڑھا لیتی ہوں ۔

میان - یہ نہ کہو بیگم - ابھی خیال کرو - کچھ نہین تو ہزارون حساب بتا دون ابھی تمہاری شادی مین ابا جان نے (خدا جنت نصیب کرے) باوجود قرضداری کے پانچہزار صرف کیے - پھر مین نے نوٹ بیچکر پونے چار ہزار کا مکان لے دیا - ابھی نادر کے ہونے مین سوا تین ہزار ایک دیے مرقیہ کی دفعہ بیطرح خرچ ہو رہا تھا دو ہزار پھر دیے - نادر کے ختنے مین چار ہزار اُٹھے - بسم اللہ مین ابھی کل ڈھائی ہزار دیچکا ہون - زیور اور پوشاک بھی ایک ایک دو دو کر کے پانچہزار کی ہو گئی -

بی بی - بس مرد وے بس - خالہ کے آگے ننہال کی بڑائی - اپنے مُنہ میان مٹھو بننے سے کیا ہوتا ہے - لگے بنیے مہاجن کی طرح بہی کھاتہ سُنانے - یہ سب آپنے اوٹھایا ہوگا - جانے میری جوتی کی نوک کی پیزار - میرے چونڈے پر اُسکا کیا احسان - میرا گھر آپنے کیا بھر دیا - شادی مین اُٹھایا اپنی ناچ رنگ مین اوڑایا - جن جن کا کھایا تھا اونکو کھلایا - باقی ان دو بچون کے واسطے بھی جو اوٹھایا وہ بھی آپ کے حوصلے کی بات تھی نکرتے تو بندی کا کیا بگڑتا - جو لوگ کہتے اپنے تمہین کو کہتے - ہان کپڑے اور زیور رلا کلام (چھاتی ٹھونک کر) سو وہ ایسے لاکھون کرورون کے نہین اس سے ہزار گونہ تو مین اپنے گھر سے لائی تھی - اور آج جو نہ لائی ہوتی تو آپ اللّے تللّے بے فکریان کسپر کرتے - غضب خدا کا جسکے آگے بال بچے اور وہ تمہاری طرح اس عمر مین یون بگڑے - نا بابا مجھے تو ان باتون کی عادت نہین - مین تو رنڈی باز مرد عورت پر آنکھ نڈالون -

(اچھو میان سے نرہا گیا کفن پھاڑکے بولے)

میان - یہ یہ یہ - یہ بیگم تم نے کیا کہا - ذرا پھر تو کہو -

بی بی - ہان ہان - کچھ جھوٹ کہا - لو صاحب جبتک ہم بولتی نہین تب ہی تک

میان (آنکھ نیلی پیلی کرکے) یعنے ہم رنڈی باز ہین -

بی بی - یہ تو جانے میری جوتی - مگر آدمی کے آثار کہین چھپے رہتے ہین -

میان - بھلا کچھہ تو معلوم ہون -

بی بی - اجی بس جانے بھی دو - بیفائدہ کے تئین کیون بات بڑھاتی ہو - ابھی بتا چلون گی تو جھوٹے جھوٹے دس[۲] مین کلام اللہ اوٹھانے لگوگے - مفت مین گنہگار ہونگی - میرے گھر مین تم کو کلام اللہ اوٹھاتے تامل ہوتا نہین خدا کرے ان جھوٹی قسمون کا مظلمہ اونہین حرامزادیون کی جان پر پڑے میرے اور میرے بچون کی جان سے دور -

میان - جی نہین مین قرآن تہ اوٹھاؤنگا کسیکا نشان دیجیے تو -

بی بی - نام اور نشان کیسا - یہ بھی ہولاہے کا تیر ہے - ہم کو سب گھاتین معلوم ہین - یہ آئے دن کمیٹی جانا خالی از علت ہی ہے ا جب خدمتگار سے پوچھوایا تمہارے سرکار کہان گئے تھے - صاحب کمیٹی گئے تھے - اب جو پوچھو اوسمین ہوتا کیا ہی تو کمبخت حرام بتاتا نہین - اور مزا یہ جب کمیٹی موئی مین جاتا ہوا بی چندہ کے بہی کچھ نہ کچھ نذر کرنا پڑا - یہ بندہی بات ہی - جب کبھی تم مردار کمیٹی مین گئے ہوا اوسکے دوسرے ہی تیسرے اوبدا کے بی چندہ کے نام دو سو چار سو ضرور حساب مین موجود ہین -

دیوان سے پوچھتی ہون ارے کمبخت یہ کیا چیز ہے - وہ کہتا ہی سرکار
کمیٹی مین گئے تھے وے آئے ہین - آگے بتاتا ہی نہین - اور مین کمبخت
اس راز سے کیون آگاہ ہونے لگی تھی وہ تو اُسدن چھوٹے بیا آئے
تھے مجھے کچھہ یاد آگیا - پوچھہ بیٹھی کمیٹی کون چیز ہے ؟ وہ توجانو انگریزی
فارسی - زرزری - فرفری - سرسری سب مین دست و قلم ہے - چھہ مہینے کا ل
اس انگریزی کی گٹ پٹ اسکول مین سیکھی ہی - وہ بھی کچھ چپ ہو رہا - لاکھہ
پوچھتی ہون اب بتاتا ہی نہین - جب بہت پوچھا بہت پوچھا تو بتایا جلسے کو
کہتے ہین - بس فوراً ہی تو مین سمجھ گئی - کہ یہ کچھ نہین - دس بیس موئے
لچے بدمعاش جمع ہوتے ہونگے - ناچ گانا جلسہ ہوتا ہوگا - جہان اور
رنڈیان منڈیان آتی ہونگی وہ شنفتل چندہ مُردار بھی ہوگی -

(اب تو میان سے ہنسی ضبط نہوسکی)

میان - قہہ - قہہ - قہہ - بھئی واہ کیا بات نکالی ہی - واللہ بیگم ہو طبیعت دار
بات خوب نکالی - پھر اب کیا ہوگا - ہم نے تو چندہ سے نکاح کرلیا -

بی بی - میرے ٹھینگے سے (انگوٹھا دکھا کر) ایک نہین ہزار -
لیکن بندی کو تو اب اس گھر مین بائین ہاتھ کا کھانا حرام ہی یہ بچے آپ کو
مبارک رہین - میرا میکا سلامت رہے - مجھ بھر کو بہت ہی -

میان - کچھ خیر ہی ؟ آدمیون کی سی باتین کرو - آج یہ نیا خبط ہوا ہی - وہ لونڈا
تمہارا بھائی تو ہی احمق - وہ بھکوا کیا جانے - کمیٹی اُسکو کہتے ہین جہان
دس پانچ عقلمند آدمی عقل اور ہوشیاری کی باتین اور صلاحین کرتے ہین -

بی بی - پھر کیا رنڈی بازی مین عقلمندی کا خرچ ہی - یہی صلاحین ہوتی ہونگی کہ آج اُسکو بلواؤ - کل اُسکو بلواؤ - پرسون اُسکا مجرا ہو -

میان - یہ نہین میرا مطلب ہی ملک اور شہر کی باتین ہوتی ہین - جیسے لڑکیون کا پڑھانا - لڑکون کا پڑھانا - شہر کی صفائی - عورتون کے واسطے قابلہ عورتون کو پڑھانا - اور انھین باتون کے واسطے روپیہ سب دیتے ہین اُسکا نام چندہ ہی -

بی بی - ہان اب مین سمجھی - توبہ توبہ میرا کدھر خیال تھا - اُس لڑکے نے تو مجھے بوکھلا دیا تھا - آج دن بھر مین اسی مین ناحق حیران رہی - دس بجنے کو آئے اور اوڑکر کھیل منہ مین نہین گئی - معاذ اللہ کی پناہ ہے - اب جاکر حواس درست ہوئے - خیر ہوگا ایسا ہی شاید ہو - یہ بھی کوئی بڑی بات نہین - اگر دائیان پڑھ لکھ گئین تو آپ ہی معلوم ہو جائیگا - مگر مجھے تو مردون کی بات کا اعتبار نہین -

میان - خیر سردست تو چندے چپ رہیے -

فریاد

یارب نہ وہ سمجھے ہین نہ سمجھینگے مری بات دی اور دل اُنکو جو نہ دی مجکو زبان اور

رب العالمین تیرے دریدہ دہن شریر مفسد اور آزاد بندون نے دم ناک مین کر دیا - جی اوکتا گیا - زندگی سے عاری ہون اور زیست سے بیزار - کوئی خطا نہ قصور مگر یہ فتنہ پرداز دق کیے جاتے ہین بدنامی سے بدنامی - بنیا بنیا سنتے جان عذاب مین ہو گئی - خداوندا ان کے دل بدل دے - چشم بصیرت

عطا فرما۔ جو میری خوبیوں پر نظر ہو۔ میرے حلم اور بردباری کی قدر کرین میری ملکی خدمت اور ہمدردی کا خیال ہو۔ مالک الملک یہ احال تجھپر پوشیدہ نہین۔ نیک کامون مین کبھی مین نے روپیہ پیسے سے دریغ نہین کیا ریفارمرون کا شریک۔ چندہ دینے والون کا مشیر کوئی ملکی خدمت ایسی نہین جہان تیری عنایت سے میری ہمت نے کمی کی ہو۔ کالج اسکول اور سوسائیٹیان میری فیاضی کی گواہ ہین۔ مگر پھر بھی خداوندا یہ ناہنجار بندے میری عزت کے درپے ہین میری تمام کارروائیون پر خاک ڈالنا چاہتے ہین۔ رشک ہی اور جلین میری ناموری عروج اور ثروت کو نہین دیکھ سکتے یہ مانا کہ مین بنیا سہی مگر خالق کون و مکان۔ کیا بنیے آدمی نہین۔ اور انکو تیرے بندے ہونے کا اعزاز نہین بخشا گیا۔ کیا پاک پروردگار بنیون کی خوبیان بھی تیرے شریر بندے بُرائیان خیال کرنے کا استحقاق رکھتے ہین عالم الغیب تو میرے حال سے بخوبی واقف ہی۔ تیری توفیق اور توجہ سے جو دولت اور وقعت مین نے حاصل کی اوسکا حال تجھپر روشن۔ خداوندا مصیبتین مین نے جھیلین۔ کڑیان مین نے سہین سختیون کا مقابلہ مین نے کیا شدائد مین مستقل مین رہا۔ ہمت مین نے ظاہر کی۔ محنتی مین۔ کوشش مین نے کی تیری عنایت سے اپنی ہستی کو درست کرنے کے لیے زمین آسمان کے قلابے مین نے ملائے۔ دربدر مین پھرا خاک مین نے چھانی۔ جوتیان چٹخاتے چٹخاتے تیری کرم گستری سے اس مرتبے کو مین پہونچا۔ مگر خداوندا پھر کچھ نہین۔ مین ان شریرون کے نزدیک وہی بنیا۔ خودغرض مطلبی

اور چاپلوس بنیا ہون - کاش اگر مین انگلنڈ مین ہوتا تو اہل یورپ میرے
سوانح عمری سے ترقی کا ایک عمدہ سبق حاصل کرتے - مگر فریاد ہے فریاد
یہ ناشناس ہندی میری خوبیون کو مٹاتے ہین - میری شہرت کے دشمن ہین
اچھا مین خوشامدی ہی سہی - مگر رب العالمین جب خوشامد سے توراضی ہی
تو یہ اعتراض کرنے والے کون - تیری ہدایت کے موافق حاکم تیرا سایہ ہین
پھر اگر مین نے خداوندا حاکمون سے لگاوٹ یا خوشامد کی تو گناہ ہی کیا ہی
الٰہی تو دلون کا حال بخوبی جانتا ہی - بہت سی باتین انسان دنیا کی تعلقات
مین پھنسکر بمجبوری کرتا ہے - میرا بھی بعض صورتون مین علی ہذا دروغ
مصلحت آمیز پر عمل ہے - حاکمون کے انتظام مین مجھے نکتہ چینی کی جرأت
نہین ہوتی - کہ مبادا میرے فائدون مین فرق آجائے - مین واقعی اس مین
لاچار ہون - کیونکہ میرا دھندا بالکل حاکمون کی عنایت سے چلتا ہی - پھر کیونکر
ممکن ہی کہ مین کسی کے خلاف لکھکر اپنے پیر مین خود کلھاڑی مارون - مجھے
نہ آزادی کا دعویٰ نہ اخبار کے ذریعے سے ملک کی خدمت منظور - میرا پرچہ تو
بالکل خوشامد کا آلہ اور مدح سرائی کا ساز ہی - خداوندا بوجہ اصلی بنیا ہونے
کے میرا نام بد ہی - ورنہ ہر شخص جسکے تعلقات میرے سے ہین یہی کرتا ہے اور
کوئی اُسکے خلاف نہین ہوتا - مالک الملک کہنے کو سبھی کہتے ہین - مگر کیا وہی
جاتا ہی جو مصلحت وقت ہی مسٹر گلیڈاسٹون کی نظیر ہمارے سامنے موجود ہی -
منسٹر ہوتے ہی وہ تمام آزادانہ خیالات بدل گئے - پالسی ہی اور ہوگئی - بس اے
خداوند ہمیشہ سے یونہین ہوتا چلا آیا ہی - اور مین بھی یون ہی کرتا ہون -

رشک اور حسد کے الزام میرے نسبت نہایت مبالغے سے کیے گئے ہین
تیری عزت کی قسم اگر دشمنی بہی مجہی اپنے ہے بیرون سے ہی تو اسی خیال سے۔ کہ ع

بود ہم پیشہ باہم پیشہ دشمن

زیادہ کسی کو مین کیا ستاؤن گا۔ مین خود گوُ ہون۔ اور اس قدر سخت دل
کہان سے لاؤن۔ ہاے نا قدرون مین میری قدر نہین۔ ملکی فائدے
اور ترقی تجارت کے لیے جو کوششین مین نے کین اوُنسے تو بخوبی واقف ہی
اپنا سرمایہ لگایا۔ لوگون کی خوشامد درآمد کرکے راضی کیا۔ سالہا سال کی
کاہش اور جانفشانی سے چرخا قایم کیا۔ لاکہون بندگان خدا کی رزق کی
تدبیر نکالی۔ دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجہا۔ دوڑ دہوپ مین میری تمام
چربی پگہل گئی۔ تندرستی مین فرق آیا مگر مین نے ہمت نہ ہاری۔ جان و
مال پر آبنی مگر مین نے کچہہ دریغ نہ کیا۔ پرائے شگون کے لیے اپنی ناک
مین نے کاٹی۔ ایک ٹانگ کہو بیٹہا۔ پہر خاک قدر نہین۔ بجاے ستائش کے
خود مطلبی کے الزام میری نسبت رکہے گئے۔ بے ایمان اور بد طینت ثابت
کرنے کے لیے کمیشن کی تجویز میرے لیے کی گئی۔ خلعت کے بدلے لعن وطعن
مجہے ملے۔ مشکوری کے عوض برائیون کے ہار مین نے پہنے۔ اور رہی سہی
عزت کہو بیٹہا۔ خداوندا آدم کی مصیبت سے یہ ذلت زیادہ ہی۔ تاب و صبر
رخصت ہوگئی۔ اب دنیا اور اوس کے ناشناس لوگون سے نفرت ہی۔
خداوندا اپنی ستائش کے فرشتون مین مجہے جگہہ دے۔ کہ تیری صفات
نامحدود کا الہا گایا کرون۔ اور جو کسی قدر ہنوز میری زندگی باقی ہی۔

اور زیست مین یہ امر محال - تو سے

بدل دے کوئی دل اس دل کی بدلے　　آلہی تو تو رب العالمین ہے

اس بوسیدہ بنیے کے لباس کی دھجیان اُڑا - اور راے بہادر یا خان بہادر

کا خلعت پہنا - کہ تیری کرم گستری کے تصدق مین کسی قدر مستعار زندگی

خوشی اور عزت سے بسر کرون - اور نہین توان دریدہ دہن آزاد بندون

کے قلب ہی سے بنیے کا لفظ میٹ دے کہ یہ بار بار برچھی کی انین میرے

نازک اور شکستہ دل پر برچھی کا کام نہ کرین -

جنگ سوڈان

زبد عنوانی مہدی بمصر افتاد مشکلہا　　کہ از پیچیدگیش سرنگون گشتند عاقلہا

زبد حالی ملک وشہ نمی فہمند غافلہا　　چو در چاہ ضلالت سر فرو بردند جاہلہا

ازین زحمت بسی رنجیدہ دل گشتند کاملہا　　بملک فکر و اندیشہ روان گشتند فاضلہا

خبر کردند در لندن چو ہشیاران ناقلہا　　کہ مہدی ہیبت ظلم و ستم انداخت در دلہا

الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا و ناولہا

کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

خدیو از خوابگاہِ خویش ہم بیرون نمی آید　　کہ لرزہ بر تنِ او قوتِ مہدی بیفزاید

چو مہدی مرد مان اہرکاب خویش بگراید　　مجال این سخنہا نیست در اروی بنماید

بنا بنہاد رسم ظلم و دست از خون بیالاید　　مخنث گشت فوجِ مصر شرم او را نمی آید

تغافل شرط ہمت نیست انگلش را ہمین باید　　کہ از رعبِ جلال خویش مہدی را بشر باید[1]

[1] چہ خوش -

ببوی نافہ کاخر صبا زان طرہ بکشاید
ز تاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

گئی لندن کو جسدم مصر سی جھٹ پٹ خبر یہ بد | پڑی اک دھوم کونسل مین ہوئی بسیار رد و کد
ہوئی ہنگامہ سی اس بحث کی کونسل مین شد و مد | کوئی کہتا تہا لڑنا چاہیے کرتا تہا کوئی رد
گلیسٹن یون کہا ڈر کر خرابی لائیگی بے حد | کہ روکو جلد اوسکو تا خرابی کی نہو آمد
بنایا ہکس کو جنرل کہ مہدی ہین بڑے مرشد | چلی پہر فوج یون ہلکر کہ کانپے جس سے دام و دد

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

ادھر جب فوج برٹش مصر مین داخل ہوئی بی غم | جہڑا کی ہکس کے مہدی سی پہر ہونے لگے باہم
شکست فاش کہا کر ناگہان مہدی کا آیا دم | لگا تب شعبدی کرنے ہوا جب سخت ہی بیدم
یقین انگلش کو پہر تو ہو گیا وان فتح کا سالم | کہ وہ سمجھی ہوئے تہا جنگ کا عربی کی پیچ و خم
تغافل ہو گیا دل پہ خیال اوسکا رہا پہر کم | یہان حال ہکس کا بگڑا نہ ہستی پر رہا قائم

مرا در منزل جانان چہ امن عیش چون ہر دم
جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

خبر لندن مین پہونچی ہکس وان ہو کر مرا گھائل | ہوا نامردی کا مصر کے پہر تو یقین کامل
صلاحون مین نہ کچھہ سلطان ٹرکی کو کیا شامل | یکایک گارڈن صاحب پہ لیکر ہوئی داخل
مگر انگلش ہوا پہر بہی بطور سابقہ غافل | ہوا محصور جب تو گارڈن کا بجھگیا وان دل
ہوا امداد کا ہر چند انگلستان سی سائل | بنا لاچار تو رو کر سنایا حال یہ مجمل
شب تاریک و بیم موج و گردابے چنین حائل | کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

تڑپتا گارڈن تھا وان مثالِ طائرِ بے پر … گرا ٹریلون فی لندن مین چلائی یان نی بان ترتر
ہر اک کی زق زق و بق بق سی بڑش پہ پڑے تھے … کہ بالکل عقل و دانش اُسکی آکر چیر گئی ڈانگر
مگر جسدم سُنا یہ وصید م وان حال ہے ابتر … روانہ ولسلی کو کر دیا پھر ہار کر آخر
دکھا یا ولسلی نے وان اگرچہ جا کے کروفر … نہ بگڑا اگارڈن کا کام انسے چھپ سکا بہتر

ہمہ کارم زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

گذشتہ را صلوٰۃ اب جانے دے ہرگز نہ رو حافظ … فرا ہرگز نہ آئیگا نہ اپنی جان کھو حافظ
بھلا جسمین ہو کچھ تیرا کرا وسکی جستجو حافظ … زمین مردمی مین تخم ہمت کا تو بو حافظ
جو غصہ ہی تو دشمن کو جواب فتح دو حافظ … کوئی تدبیر عہدی کی ہلاکت کی کرو حافظ
رہو مضبوط اور دشمن سی بدلا چلکے لو حافظ … کہ دشمن زیر ہو دل دوستونکا شاد ہو حافظ

حضوری گر ہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ
متی ما تلق من تہوی دع الدنیا واہملہا

انکم ٹکس اور میان بیوی

میان - م
بیوی - ب -

ب - مین کہتی ہون روز تم جلسے مین کیون جاتی ہو - کچھہ دال مین کالا ضرور ہی
م - نہین جی تم خدا واسطے کو بدگمان ہوتی ہو - سُنا نہین ٹکس کی دہول پڑنیوالی ہی
ب - اوئی ! کیا بلا ہی !! - انا کہتی تہین ٹکس رنڈیون پر بندہا کرتا ہے
یہ مردؤن پر کیسا ؟ بس مین سمجہی - کوئی تمہاری چہیتی ہو گی - اوسپر ٹکس بندہا
ہو گا - جب ہی تو تلو دن سے لگی ہی - چلو ہٹو بہی مجہسے نہ بولو -
م - این تم آگ بگولا کیون ہوتی ہو ؟ - کیسی رنڈی - یہان ہوش ٹھکانے
نہین تلے کی سانس تلے اوپر کی اوپر ہی - رنڈی کس بہڑوے کو سوجہے گی
تم ہو کہ آپ ہی آپ برس پڑنے پہ تیار - وہ مثل نہین سُنی " آ و پڑوسن
لڑین " بہئی کیا کہون واللہ ہی - بعض وقت اس دیس کی عورتون پر
رونا آتا ہی - اور نہ پڑھائی لکھائی جاوین - یہ انکم ٹکس ہی کمبخت سب پر
بندھا ہی - کم سے کم پانسو روپیہ سال کی آمدنی والا سیکڑی پیچھے دو روپئے
سرکار مین داخل کرے گا - قانون پاس ہو گیا - اب اُسکی تشخیص کا وقت ہی
اوسکے صلاح مشورے کو چار صورتین ایک جلسے مین جمع ہوتی ہین -
ب - یہ تو تم جانگلوؤن کی بولی بول گئے - مین خاک نہ سمجہی - قانون پاس
ہو گیا تو میری جوتی سے - اور یہ تخشی (تشخیص) نہ جانے کون چڑیا ہے -
ذری آنکہین دیکہون - کچھہ پی کے تو نہین آئے ہو - ! - ابہی وکالت کی

سند لیے گنتی کے چار دن ہوے ہین۔ وہ بہی (تم کہتے ہو)
سوئی نیچے درجے کی ہی۔ روز جو دو ایک نلے اونسے گہر کا دہندا بہی نہین چلتا
ٹکس گیا چوٹھے بہاڑ مین۔ اپنے کیواڑ بند کرکے بیٹھ رہو۔ جب کوئی آئے گا
ماما کہدیگی نہین ہین۔ جب دہڑکا نہ رہے تب نکلنا۔ بلا سے دس
بیس دن گہتا پاتا بیچکر بسر کرینگے۔
م۔ اے لو تم بچون کی سی باتین کرتی ہو۔ گرفتار ہون؟ ہتکڑیان
پہنون؟ یہ انگریزی ہے انگریزی!۔
ب۔ تو تمہارا شوق آپ ہی چرّایا ہی۔ جاؤ۔ جلدی جاؤ۔ میری اور چار
اڑوسیون پڑوسیون کی بلا سے۔ بی پڑوسن سنتی ہو۔ یہ مجہو سٹرن بناتے
ہین۔ تمہین خدالگتی کہو۔ مین انکے بہلے کو کہتی ہون یا بُرے کو۔ انکے پاؤن
مین تو چکیان بندہی ہین کہون گی تو مرچین لگین گی۔ ہو نہو۔ کہین آنکہ
مٹکن کی ٹھہرائی ہے۔ تمہین میری جان کی قسم۔ اپنی جیچ بند رکہنا نہین
اچھا نہین۔ جو تم کہتے ہو وہی سچ ہے۔ برتن باسن سب بیچ باچ کے
موئے ٹکس کے چوٹھے مین جھونک آؤ۔ آپ ہی مونگ مانگتے پھروگے۔
بلا سے کلیجے مین ٹھنڈک پڑجائے۔ ان بچون کو بہی وہین دے آؤ۔
سرکار پال پوس لے گی۔ ایک ڈولی دو کہار لادو۔ میرے ٹھینگے مین
گیا یہ گھر۔ مین اپنے میکے جاتی ہون۔
م۔ بہئی واللہ مجہسے ناحق لڑتی ہو۔ وہم کی دوا لقمان کے پاس نہین۔ آنکھ
مٹکن کا نام نہ لو۔ آنکہین پہوٹین اگر کسی رنڈی منڈی کو دیکھا بھی ہو۔

جناب امیر کی قسم ٹکس کے مارے عقل تہی بول رہی ہی- دبی بلّی چوہون سے کان کٹائے- بھلا سرکار کا حکم اوزمین نہ مانون-!-

ب- سرکار کو ہو کیا گیا ہی- اوسے نہین سوجھتا کہ یہ غریب غربا کیسے جیئینگے- تم تو کہتے تھے اب دن پھرتے ہین- اب دن پھرتے ہین بڑی آمدنی ہوگی- خاک نہ دہول- آج سند بدلانے کو اتنا چاہیے- کل ٹکس کو اوتنا چاہیے- اس غضب کا کہین ٹھکانا ہی- آئے دن کی چوٹین سہنے کو کوئی پتھر کا کلیجا کہان سے لائے- مین مردوا ہوتی تو ایک آنکھہ نہ مانتی- سرکار سے کہتی بھلا ان بیکسون کے ستانے سے کیا حاصل ؟-

م- تو کیا مین ہی اکیلا ہون- لکھو کھا اسی جال مین پھنسے چڑیون کی طرح پھڑک رہے ہین مجبور ہین- واللہ ہی بڑے بڑے صاحب لوگ نہین بچے-

ب- اونکی نہ کہو- تم حق کہتے تھے بڑی بڑی تنخواہین پاتے ہین- پھر انہین کچھہ نہ کھلےگا- یون سوٹائی کی چاپون اور ہی- مین ایک جھنجی ندونگی- حضرت عباس کی قسم زہر کھا لونگی کوئی میرے بچون سے لاڑ لاتو ہی نہین جو اونکو چھوڑ کے اوسکے نیگ لگاؤن- جاؤ اسی طرح بڑی صاحب سے کہہ آؤ-

(اتنے مین سرکاری چپراسی آپکارا)

"میان صاحب ہوت میان صاحب ہوت- ہو ہتہ- بولت ناہین سپٹا مارے بیٹھے ہین- جنو ٹکس سے بچن تو جہین"

ب- یہ کون نگوڑا گلا پھاڑ رہا ہے- اے خدا اسنوارے اسکے حلق پر جھاڑو پھرے...

م۔ چُپ چپ سرکاری چپراسی ہی۔ واللہ ہے جا کے کچھ زہر اوگل دیگا تو قیامت آجائے گی۔ تم انہین نہین جانتین ایک ہی بس کی گانٹھہ ہوتی ہین۔

ب۔ اری ماما دوڑ کے کواڑ بند کر دے۔ زنجیر چڑھا دینا۔ موا چلاّیا کرے (دامن پکڑ کے) تم اوٹھے اور مین بھرا کے کنوئین مین پھاند پڑی۔ نہ جانے دونگی۔ دُنیا اُلٹ جائے نہ جانے دونگی۔ مین کچھ نہین سنتی۔ ای بھری سہی مجھپر جن چڑھا ہی۔ تم ہلے اور مین نے لتے لیے۔ موئے چپراسی کو بے نقط سناؤنگی۔ نا۔ بس چپ سن بیٹھی رہو۔ (مُنہ پر ہاتھہ رکھہ کے) بولے اور ستم ہوا۔

م۔ مین کب تک کونے مین دبا بیٹھا رہونگا۔ اور یہ جرم ہی ابڑا جرم ہے۔ ا!۔ آج چھپا تو کل گرفتار ہو کے جاؤنگا۔ تم اُلٹی سمجھو۔ نہ سیدھی۔ کیا نکھم کر رکھا ہے۔

ب۔ اچھا ذری جھروکے سے دیکھون۔ چپراسی ہوتا کیسا ہی؟ (جھانک کے) بڑا سا لال پھینٹا سر سے لپیٹے ہی۔ ایک ٹکیا بھی کمر سے باندھے ہی۔ اوئی یہ تو تلوار بھی ہاتھہ مین لیے ہی۔ اے خدا بچائے۔ تمہاری جان سے دور پار۔ جیسے موا جلاد آیا ہی۔ اچھا جاؤ۔ امام ضامن کی ضامنی۔ میرا کلیجہ دھڑکنے لگا۔ دیکھو نابدن مین تھرتھری پڑی ہی۔ خدا کے لیے جلد آنا۔ میری ٹکٹکی دروازے پر لگی رہیگی۔ پھر یہ تلوار باندھ کے کیون آیا۔ کیا تم کوئی خونی ہو۔ اے لو زنجیر کھٹکھٹا رہا ہی۔ کہین یون بھی اُٹھو۔ آتے ہین۔ میان کچہری کو گئے۔ اور ایک ہزار کی آمدنی تجویز ہو کر بیس ۲۰ روپیہ ٹکس باندھا گیا۔ مُنہ جھلائے گھر کو آئے۔

ب۔ ای مین صدقے۔ تم صحیح سلامت آئے۔ کہو کیا ہوا؟

م۔ ہوا کیا بیس ۲۰ روپیے ٹکس کے بندھ گئے۔

ب۔ (سر پیٹ کے) دوہائی ہی بڑے لاٹ صاحب کی۔ ارے تم تو جا کے لٹو آئے۔ یہ مٹھی بھر۔ تم کس نگوڑے کے گھر سے آئیگی۔ تم وہاں گونگی کیون ہو گئے تھے۔ پھوٹے منہ سے چلائے کیون نہ۔

م۔ (غصے سے) اب تم جا کے چلا آؤ۔ کہون کس سے۔ جب کوئی سنے بھی۔ وہ تمھارے میکے کے پڑوس بلکہ دیوار بیچ میر جواد حسین نہین رہتے ہین۔ اونپر چالیس لادویے اس اندھیر کا کہین ٹھکانا ہی۔

ب۔ تو ہونا کیا ہی۔ آج سے دو وقت کے کھانے پر جھاڑو پھیرو۔ ایک ہی وقت کھانا۔ پھر یہ بچے کاہے کو مانین گے۔ روئین گے بلکین گے۔ ماما موقوف گھر مین جھاڑو۔ ہم تم دے لینگے۔ تم برتن دھو دھا کے رکھ دیا کرنا۔ مین کھانا پکا لیا کرونگی۔ خدمتگار کہان سے رہیگا۔ بازار سے سودا سُلف تمہین لا دینا۔ سُٹو آج ہی بیچو۔ کچہری کو یونہین جایا کرنا۔ سلطانو کا بیاہ اب کیسے ہوگا۔ تنہ کا بھی ٹھکانا نہین۔ آخر قبول کیونکر آئے۔ تم تو دو روپے سیکڑا کہتی تھے۔ یہ کیا اندھیر ہوا۔ سو پر دو۔ دو سو پر چار۔ تین سو پہ چھ۔ چار سو پر آٹھ۔ پانچسو پر دس۔ ہزار پہ بیس۔ اوئی اللہ۔ ہزار تو آنکھون نہین دیکھی ہین۔ اب بولتے نہین مُنہ مین گھنگنیان بھرے بیٹھے ہو۔ مین ہوتی تو ساری کچہری کو تگنی کے ناچ نچا دیتی۔

م۔ اے بی تمہاری تو وہ حالت ہوتی ہی۔ جیسے پراقون کی گڈی مین آگ لگا دی۔ کچہری کے معاملے تم نہین جانتین۔ جو ہی وہ یون مُنہ پھیلائے ہے جیسے مچھلی کے تاک مین بگلا۔ دہان رقمین کٹتی ہین۔ مین

سو و سو گنا نے کو کس بہکوے کے گہر سے لاؤن۔

ب۔ چلو ہٹو بہی۔ اچھا اب گہر بار تمہین دیکھو۔ مین خبر بہی نہ لون گی۔ وہ کون ایسا حاکم ہی جسے بیکس بندون پر رحم نہین آتا۔ میرے پاس کوڑی نہین۔ کہین سے قرض لو۔ میرا رونگٹا رونگٹا آج کوس رہا ہی۔ خدا سمجھی اور کیا کہون۔ مجہہ بدبختی کے جنم کو تمہین کیا کم تھے۔ جو سرکار بہی قہر ڈہانے کو تیار ہو بیٹھی۔

(غرض ٹکس کیا بندھا غریب کے گہر مین آئی دن ماتم کا سامان ہو گیا)

نیچریہ شاعری

نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دہج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو سو برس کی یہ قہر و آفت غضب خدا کا

سفید داڑہی پہ کالا جوتہ اور اوسپہ طرہ وہ سرخ ٹوپی
بدن پہ جاکٹ گلے مین ٹی سے عالم اوسپر ہے اک بلا کا

جو دیکے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین
کہے جو اسپیچ بیوقوفون پہ جال پہیلاے وہ دغا کا

ہین باتین اوسکی وہ سحر افسون کہ سُن لین جسنے ہوا وہ مفتون
غضب کے فقرے ستم کے جملے اور اوسپہ طرز بیان بلا کا

بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکہائے نخرے
خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب خدا کا

پڑا ہتوا ان ہتکنڈونکی حضرت زمانے پر کہل گئی حقیقت
یہ بوڑھے غمزے دکھا کے کب تک بہروگے تم سوانگ ... کا
ظریف کی ہی دعا آلہی تو اپنے بندونکو رکھ امان مین
کہ دین و ایمان کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہی بلا کا

مخمس

مسٹر قیچی - گڑ دار بنگ - واللہ مانتا ہون اوستاد کیا پھڑکتی ہوئی غزل مولانا ظریف کی آپ نے اپنے پرچہ اودھ پنچ مطبوعہ ۱۲- اگست ۱۸۸۶ء مین طبع فرمائی ہی کہ دیکھتے ہی نیچریون کے گروگھنٹال اوچھل پڑے ہونگے۔

آج اینجانب کو تعطیل اتوار مین کچہ کام وام تو تہا ہی نہین- ہمنے کہا لاؤ اپنی غزل کو مخمس کر ڈالین- تمہین واللہ نہ کہیے گا کیا مصرعہ لگاے ہین اگر درج اخبار فرمائیے تو ہم جانین کہ آپ آپ ہی ہین۔

وہو ہذا

ادسیکا ہی خاص یہ مقلد جو پہلے موجد ہوا دغا کا
اوسیکا منکر ہوا ہی ظالم کہ جسنے آدم کو پہلے تا کا
تمام فکرو فنون مین کامل کیے ہوے پاس بہی ریا کا
نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دہج نئی ادا کا
جو عمر دیکھو تو سو برس کی یہ قہر آفت غضب خدا کا
تمام پتلون جاکٹون مین ہر ایک جانب سے کرلی جیبین
کمی اگر ہو تو جیب مین بہی بنا کے دو چار دہر لے جیبین

جو کوئی کچھہ دے کہلے خزانے نظر چرا کر وہ بہرلے جیبین
جو دیکھے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین
کہے جو اسپیچ بیوقوفون پہ جال پہیلائے وہ دغا کا
نگاہ بد دور رنگ گورا گلے مین کالر وہ سُرخ ٹوپی
بنی جی بیجو کی وہ زنبیلین بغل مین کتا وہ سُرخ ٹوپی
چرٹ دہوان دہار تہوک مُنہ مین سیاہ پہندنا وہ سُرخ ٹوپی
سفید داڑہی پہ کالا جوتہ اور اوسپہ طرہ وہ سُرخ ٹوپی
بدن پہ جاکٹ گلے مین پٹے سی عالم اوسپر ہی اک بلا کا
گذر چکے ہین جہان مین ابتک ہزارون عاقل کرورون مجنون
بدل چکا ہی زمانہ کروٹ دکہا چکا رنگ پیر گردون
یہ ہو چکے ہین کرشمے سارے نہو مگر اب جو کچھہ رہا ہو
ہین باتین وہ سحر اور افسون کہ سن لین جسنے ہوا وہ مفتون
غضب کے فقرے ستم کے چٹکلے اور اُسپر طرز بیان بلا کا
کہان ہی اس طرح کوئی پر فن تئے جو ہر دم مچائے نخرے
کرے جو دنیا مین اور کوئی کہان سے زائد وہ لائے نخرے
مین سخت حیران ہون الٰہی غضب کے ظالم نے پائے نخرے
بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکہائے نخرے
خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب جلے اکا
بہت دکہائی ہی تمنے ابتک ہر اک قرینہ سے اپنی فطرت
بہت دنون سے بڑہی ہوئی ہی تمہاری تیزی تمہاری جودت

تمہارے آگے رہی ہی باقی نہ عقل کل کی بہی کچھ فطانت
پرا ابتو ان ہتکھنڈون کی حضرت زمانہ پر کھل گئی حقیقت
یہ بوڑہے غمزے دکہا کے کبتک بہروگے تم سوانگ ... کا

بچائے آفت سے اوسکی خالق لگائی تھگلی جو آسمان مین
مٹین وہ جھگڑے معاد کے سب ہوے ہین ظاہر جو خاکدان مین
ہر ایک ساعت بصد تضرع اوٹہا کے دست دعا جہان مین
ظریف کی ہی دعا الٰہی تو اپنے بندون کو رکھ امان مین
کہ دین و دنیا کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہی بلا کا

نیا مخمس

کیون نہو ؟ واہ رے مین - اور پہر واہ رے مین - مصرعے لگائیے تو یون - حافظ جی ہوتے تو بلا مبالغہ ستی ہو لیجاتی - ذرا غور سے دیکھیے زمین آسمان کے قلابے کیسے طبقے ملا دیے ہین - اب بہی کوئی داد نہ دے تو میرا مقدر - اور حافظ جی کی قسمت - لانا میرا قلمدان لکھنا شروع کردن - بسم اللہ کیجیے یہ قلم دوات حاضر ہی - سڑ سڑ زڑ زڑ -

وہو ہذا

چو حسن ہند رفتہ راہے کرد دردلہا	ز حکم زار آخر روسیان بستند محملہا
بصد افسوس و حسرت یکزبان گفتند عاقلہا	الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا و ناولہا

کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

بہ عزم زار ناواقف فغان از چرخ می آید	دو چشم از اشک خونین دامن مژگان بہ آلاید

جدش پیٹر ز مرقد بار بار از نوحہ فریاید ۔ بوئے نافہ کاخر صبا زان طرہ بکشاید
زتاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

بعد حسرت ز کابل زار زار راہِ ہند میجوید ۔ کہ خواہ از جنگ و خواہ از صلح در ہندوستان پوید
اسیر از دشمن نہ داد و گفت روی از اشک میشوید ۔ بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیرِ مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

بہ خلوت جملہ ارکان مشورت کردند چون باہم ۔ ہمہ گفتند کین آہیست سخت و اخرب پر غم
کشیدہ آہ زار روس و گفت از دل بچشم نم ۔ مرا در منزلِ جانان چہ امن و عیش چون ہردم
جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

چو بر سرحد ز فرمانش علی خاوف شد داخل ۔ غریق بحرِ غم گردید و بیخ شد با ہوا نازل
دبیاپی بسو روس رخ آور د و گفت از دل ۔ شب تاریک و بیم موج گرداب چنین حائل
کجا دانند حالِ ما سبکساران ساحلہا

کمیشن نام بر سرحد ز ہر سو آمدہ لشکر ۔ بگوشنود این و آن بسے شد درمیان یکسر
بہ نوتِ مطلبے زار از دل خود گفت کای کافر ۔ ہمہ کارم خود کامی بہ بدنامی کشید آخر
نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

چو کرنل جانب سرحد غدار ایک مرد حافظ ۔ اگر حسنِ ادب داری بیا وارد سر بد حافظ
نجاتِ وعظ حضرت ... را دایم شنو حافظ ۔ حضوری گر ہمیخواہی از و غافل شو حافظ
متے ما تلق من تہوی دع الدنیا و اہملہا

جس جس کو کہو ابھی چڑا دین غم سے ۔ ہم غم سے زمانے ہین ہین یا غم ہم سے
دعویٰ ہمین زیبا ہے مسیحائی کا ۔ جی اوٹھتی ہی شاعری ہمارے دم سے

حیدرآباد دکن

جناب میر اودھ پنج حسین خانصاحب۔ حضرت سوز وساز عرض ہی
بے فصل کا محرم دیکھیے تو کچھ عرض کرون کیا معنے اگر سب باتین ہم اپنے
اپنے وقت پر کرین تو ہمسے اور دوسرے سے فرق ہی کیا رہے اور یہ بھی معلوم
کہ ایجاد ہمیشہ مطبوع ہوا کرتی ہی نئی چیز کی طرف ہر شخص کو رجحان ہوتا ہی
اور اس وقت مین تو سو کام چھوڑ کے نئی بات نکالنی چاہیے لہذا بعد اس
طوطیہ و تمہید کے اصل مطلب عرض کرتا ہون۔

حضرت ابکی بار اینجانب محرم مین حیدرآباد تشریف لیگئے وہان کے شیر
لنگور ریچھ بندر دیکھکر سخت نفرت ہوئی کمال افسوس ہوا اب اس تلاش
مین نکلے کہ کہین مجلس عزا ہو تو دو چار ٹسوے بہالین سال سال کی رسم
ادا کرلین اسی فکر مین اس سے پوچھ اُس سے پوچھ اِدھر جا اُدھر جا
سارے شہر کی تانا بتھاری کرڈالی آخر کو ع

کہتے سنتے یہ بھید پایا

کہ نواب تہور جنگ بہادر کے ہان جناب میر اُنس صاحب لکھنوی حسب معمول
تشریف لائے ہین کل پڑھینگے سنتے ہی باچھین کھل گئین دوسرے دن
صبح سے پہلے ہی لحاف سے سر بھی نہین نکالا تھا کہ جادھمکے وہان کانی
چڑیا تک نہین ہم گھبرائے کہ اگر آج نامحروم پھرے تو سارا کھیل بگڑ گیا
ہزارون ارمانین خاک مین ملینگی مگر پوچھ گچھ کے بعد معلوم شد کہ دوپہر سے

مجلس شروع ہو گی خیر بھئی اچھا اتنو آئیے کچھ ہی کیون نہو سن ہی کے جائینگے
اب مجاور ہو کے بیٹھے اور لگے گھڑیان گننے اسمین ۶ بجے سات بجے آٹھ بجے
نو بجے لیجیے دس بھی بج گئے بارے دو ایک اِلوے ٹلوے جو ہمسے دوسرے
نمبر کے شوقین تھے آنے لگے آتے آتے بارہ بجے محفل کھچا کھچ تیسرے
درجے کی گاڑی کی طرح بھر گئی ممبر کے قریب عمائدین شہر اور بڑے بڑے
جھجر خان نہایت شوق سے جم گئے جس طرح گل کو بلبلین شمع کو پروانے
مٹھائی کو مکھیان مسافر کو فقیر ملونا کو روسی کابل کو انگریز انگلینڈ کو پانی
نئی تہذیب کو عینکین ۔ مجلس بھن بھن ہونے لگی کان پڑی آواز نہین سُنائی
دیتی اور اشتیاق ہی کہ قیامت بپا کر رہا ہے ظلم ڈھا رہا ہے آنکھین ٹکٹکی لگائے
دروازہ تک رہی ہین کان آواز پر تُلے ہوئے ہین آخر کو پردہ اُٹھا جناب
میر انس صاحب چمک دمک سے اُٹھے نظم

یوسُن نہا دھو کے وہ دروازہ سے باہر نکلا　　آتشین برج سے گویا مہ انور نکلا

پیچھے میر یونس صاحب برادر زادہ میر صاحب موصوف مع دیگر حواری وغیرہ
صفین چیرتے لانگتے پھلانگتے ایک کو دوسرا کہڑے ریلوے ٹرین بنے ہوئے
آتے آتے قریب ممبر آہی گئے ۔ بھر سے سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے آئیے
تشریف لائیے بندگی عرض کرتا ہون تسلیمات چھوڑتا ہون مجرا بجالاتا ہون
جگہہ کہان جو بیٹھین تھالی تو تھالی تل پھینکیے تو منصبداری پگڑیون ہی پر رہجائے
فرش تک نہ آئے غرضکہ ممبر ہی پر چڑھ گئے معمولی بیترون کے بعد مرثیہ جو
شروع کرتے ہین تو واہی واہ شہادت دہادت کچھ بھی نہین بندش ہی بندش ہی

راعمر کہ ہی نیا یا اللہ اور تو اور یہ کیا ستم ہی کس قسم کا مرثیہ ہی کس کی شہادت ہی
ور جو کرتے ہین تو قحط دکن کی کیا س کھالی واہ ہی میرے یار اچھی بٹی
صنور تو قریب ہی ڈٹے تھے اور کچے کچے حال سے واقف قحط کی کارروائیو
ے مولانا حافظ لگے مُنھ بسورنے پیازی رومال سے آنکھین ملنے مگر واہ رے
یر صاحب کیا سحر بیانی تھی ساری مجلس لوٹن کبوتر ہوگئی ٹیس مچادی ہم تو ایسے
اُس مرثیے پر لٹو ہوئے کہ چُپکے چُپکے روتے بھی گئے اور مضمون بھی پاکٹ بک پر
اٹکتے گئے کہ آپکو بھیجین گے مگر ہت تیری حافظہ کی دم مین نسیان کہ بھول گئے آج
ڈیون مین وہ کاغذ ملگیا لہذا آپ کو سُناتے ہین۔ محرمی صورت بنجائیے۔

مرثیہ

ملکِ دکن پہ قحط کی یارو چڑھائی ہی ... چارون طرفسے فوج تبہ کار آئی ہی
محتاج خاتون ہی کی خدایا دہائی ہی ... کالی گھٹا سی بھوک ہر اک سمت چھائی ہی

پھرتی امیدوار ہون خواہش ہی کام کی
آؤ سبیل رکھی ہے کنگلون کے نام کی

آئی گھٹا سی ریل بھرے تھے امیدوار ... اُمڈی بلا کی فوج کہ مُنھ جنکے چار چار
پورب ہی یار اور علیگڑھ کے سب سوار ... آتی تھی ہر طرفسے صدا بس بیا بیار

چہرون پہ جُھرّیان تھین وہ پلکین اُڑی ہوئین
سمت جنوب سبکی تھین باگین مُڑی ہوئین

اِک اور کھیپ آئی کہ اللہ کی پناہ ... اُدیخے وہ انگرکھے کہ بھئی واہ واہ واہ
تیور سے آشکار کہ بیسون پہ ہی نگاہ ... آئے نہ کچھ خیال بھی گو خلق ہو تباہ

بگڑے ہوؤن کو اور بگاڑین یہ زور تھا
"مارا بدہ بدہ" کا ہر اک سمت شور تھا
اللہ رے من چلے وہ بہادر کہ الامان بھاری ہزار قحط زدہ پر تھا اک جوان
ٹھہٹے یہی کہ لوٹ لین ہر شخص کا مکان پھر پھر کے پوچھتے تھے کہ ہی روپیہ کہان
بھوکا مرے کہ پیٹ بھرا بھی تباہ ہو
زر ہاتھ خوب آئے کوئی ایسی راہ ہو
جس جا پہ ایک آگیا کنگلے ہٹے تمام سڑکونکا کس صفائی سے بننے کیا ہی کام
ہر چند تھی مچائی قیامت کی دھوم دھام پروانہ سیلکے ہو گئے آخر کو نیکنام
حضور ٹیپ عرض کرتا ہون
پردہ کھلا نہ کچھ بھی حساب و کتاب کا
یہ دبدبہ تھا افسر عالی جناب کا
محتاج خانے مسلخ قصاب بنگئے کھانے پکائے ایسے کہ تیزاب بنگئے
محتاج سارے صورت سرخاب بنگئے (منجھا ہے کہ) وہ مرٹے بلاسی یہ احباب بنگئے
چہرے ہین ایسے مال وہ کوڑے بنائے ہین
جس وقت چاہا توڑے کے توڑے منگائے ہین
مجلس سے روز گڑھتے ہین کیا کیا روایتین ہر روز ہو رہی ہین نرالی حکایتین
کس کس طرح کی آتی نہین ہین شکایتین کیا پیش جائے کرتے ہین افسر عنایتین
مفلسین پھر ٹیپ سُنین
کہتے ہین لوٹ لو تمھین سب کچھ حلال ہے امداد قحط خاص تمھارا ہی مال ہے

شعبان کی نوین کو اُٹھا ناگہان سحاب — آئین گرج گرج کے گھٹائین سیاہ تاب
بھرنے لگا طرارے سحاب فلک جناب — کوندین غضب کی بجلیان ہر سو بابِ تاب

حضرات

سن سن چلی وہ باد کہ خیمے اوکھڑ گئے
سب مہتمم بچارے بنے تھے بگڑ گئے

برسا وہ مینھ کہ مٹ گئی سب صاحبو نکے کام — محتاج خانون کا ہوا برباد اہتمام
سڑ کو نسے کامگاریان اُٹھنے لگین تمام — پایا بچارے کنگلون نے چھٹنے کا حکم عام

جھپٹا جو ابر ایسا دیان بیچ بس پڑا
مغرب سے آکے قحط زدون پر برس پڑا

حضور یہ بند سننے کا ہے خدا جانتا ہے کہ دانت کھٹے ہو ہو گئے ہین۔
جگر خون ہو گیا تب تقطیع بیٹھی ہے۔

کہتا ہے

بوچھار تھی و مینہ کی وہ بوندین ٹپی پڑی — بارش کی وہ زمین پہ چوٹین کڑی کڑی
محتاج خانے گرتے تھے کرکے اڑی اڑی — داور ماموں کار پیٹتے سر کو دھڑی دھڑی

ٹیپ عرض ہے

آیا اِدھر سے ابر اُدھر وار چڑھ گیا
کائی سی چیرتا ہوا اُس پار بڑھ گیا

منفلسین اب تھوڑے سے بند اور رہے ہین ذری متوجہ ہو کے سنیئے۔
آیا مقابلے پہ کہین قحط نابکار — کہنے لگا یہ ابر کہ سُن او جفا شعار

یہ جاے ایکدم مین لگاؤن ابھی جو دھار   کیا جانتا نہین کہ مین ہون ابر نامدار
اک دم مین دیکھ لینا کہ بس کھیت پڑ گیا
(بیچاجی) کچھ بھی نہ بن پڑے گا اگر مین بگڑ گیا

حضرات

یہ کہکے لی میان سے شمشیر برق کی   جھکارا راہوار کو اور ایک ایڑ دی
تڑپا کے اسپ دھوکے سے ماری وہ ہت کٹی   بھٹا سا ہاتھ اُڑ گیا تلوار گر پڑی
کٹتے ہی ہاتھ قحط جو کمزور ہو گیا
ایسے لگائے ہاتھ کہ بس بھور ہو گیا

پھر تو بزن بزن کی صدا تھی بلند وان   بھاگے دبا کے دُم جو تھی سردار قحط خان
کانون مین رکھ قلم کو اُڑی ساری کاروان   اپنے سے مُنہ لیے ہوئے گھر کو ہوی روان
کاواک چہرے سکے تھے بو کھل حواس تھے
مرنے سے قحط والی نعم کے اُداس تھے

آگے نہین ہی تاب بیان ہیچ چپ رہو   اچھی نہین یہ آہ و فغان ہیچ چپ رہو
سن لے نہ کوئی مرثیہ ہان ہیچ چپ رہو   بس کر کے اس دعا کو یہان ہیچ چپ رہو
یارب امیدوار نہ کرنا کبھی مجھے
دلوا دے بس دکن مین کوئی نوکری مجھے

راقم سے

تو نے مجھے بھول گیا ہو تو پتہ بتلا دون
کبھی فتراک مین تیرے کوئی نخچیر بھی تھا

دوگونہ رنج وعذاب ست جان لیڈی را
بلاے فرقت پردہ وصحبت پردا

یاروسچ تو یہ ہی اوسچ ہی کیا چیز ہی۔ اسکی قدوم جدت لزوم کی برکت سے وہ چہل پہل پھیر بدل۔ ترمیم اصلاح۔ موجزن ہوتی ہی کہ دلچسپی ودلفریبی کا ہر جگہ ایک قلعون مین گولون کی طرح رہتا ہی ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ گورنمنٹ نظام نے ایک جدید تجویز کے ذریعے سے انگریزی انتظام پر بہی اس طرح لات مارنا چاہی تہی کہ عورتون کی کمیشن کے واسطے ایک ہندوستانی لیڈی صاحبہ مقرر کی جائین۔ چنانچہ ایسی لیڈی صاحبہ کے واسطے شرائط لیاقت مقرر ہوئے اشتہار دیا گیا اور شمالی ہند سے ایک نیکبخت فاطمہ صغرا بیگم نام مقرر بہی ہوگئین اور کمیشن بہی مل ہی گیا۔ مگر اتفاق دیکہیے کہ لیڈی صاحبہ کو یہ معلوم ہی نہ تہا کہ اظہار دینے والے اگرچہ پردے مین رہینگے مگر مجھے وکلاے فریقین کے روبرو آنا ہوگا بروقت کمیشن آپ نے بہی اصرار کیا کہ مین بہی پردے کے اندر بیٹھکر اظہار لونگی وکلا کے سامنے ہرگز ہرگز نہ آؤنگی۔ آخرالامر کمیشن دوسری لیڈی کے سپرد ہوا اور اِس معاملے کی رپورٹ کی گئی۔ اب دیکہنا ہی اس تجویز کے پورے ہونے کی کون صورت نکلتی ہی آیا۔

ع حلب کو آئینہ پھر جائیگا جلا کے لیئے

لیڈی صاحبہ جدید تہذیب کی اکسٹرا پالش کے واسطے پھر واپس کیجائینگی یا ایسے کمشنر کی خاطر سے وکلا ہی زنانے مخصوص کیے جائینگے - بہر حال کچھ ہی ہو ہمارے تو دونون میٹھے - مگر فی الحال لیڈی صاحبہ کی وقت اور کشمکش کو تصور کر کے ہمنے خیالی اسٹیج پر جو فرضی سین کھینچے ہین وہ ہم نذر ناظرین کرتے ہین -

وہوہذا

کمشنر کا مکان

لیڈی کمشنر - (خادمہ سے) اری ظہورن ذری ادھر آنا - دیکھہ آج ہمین کمیشن مین جانا ہی ذرا نہانے کو پانی رکھو - اور وزیرن سے کہدے جلدی کپڑے لا مین نکال لون - جھٹ پٹ پنڈا دھوڈالون - دو گھنٹہ اور مجھے کام پر جانا ہی -

ظہورن خادمہ - بہت خوب حضور - اے بی وزیرن اے بی وزیرن چلو بی بی یاد کرتی ہین -

وزیرن - آئی ماں آئی - این کو تو ہلو ہلو کام کی عادت ہی تم ہندوستانیان جلدی کرتے ہو -

(بی وزیرن صندوق لاکر جوڑا نکالتی ہین اور لیڈی صاحبہ گھنٹہ بھر مین کپڑے منتخب کرتی ہین)

وکلا اور موکل ایک مکان ہین

وکیل نمبرا - آج ہمئی لیڈی کمشنر کا درشن دیکھنا ہی کیسی لائق اور مہذب ہین صورت کیسی ہی - مزاج کیسا ہی باتین کیسی ہین -

وکیل نمبر۲- اپن کو تو فکر لگی ہی کہ عورت ہوشیار ہین مگر دیکھا نکو-
وکیل نمبر ا- اجی ہمارے نزدیک تو یک نشد دو شد بڑی خرابی یہ ہے کہ اظہار دینے والی اور کمشنر صاحبہ ہین اگر ہمدردی کا مادہ جوش مین آیا تو سارا مقدمہ غارت ہوگیا -آپ جانتے ہین اس قوم مین کسقدر ہمدردی ہی-
موکل - (گھبراکر) بہو صاحب یہ باتان اچھی نکو- اِسکی کچھہ تدبیر کرنا-
وکیل نمبر ا- تم کیون گھبراتے ہو وہان چلو توسہی-

لیڈی کمشنر کا مکان

لیڈی صاحبہ- بعد غسل مصروف آرایش ہین-
لیڈی کمشنر- ارے کمبخت جلد آ میری چوٹی تو باندھدے اور دیکھ نیا جوڑا بوٹ نکالکر ادھر رکھدے یہ میلا ہوگیا ہی اور جوتے کی کلھیا مین پانی ڈالدے پان تو نے ابھی تک نہین دہوئے اچھا چکنی ڈلی اور الاچی ڈبیا مین کھدے اور گاڑی کھینچنے کو کہدے -اور کھانا جلد لا- اے لو یہ تو مین بھول گئی تھی-
ظہورن- (جی مین) آج بی بی کو یہ ہوگیا ہی ایک بولی تین کام چاہتی ہین-
(ظہورن کام کرتی ہی مگر عجلت مین لیڈی صاحبہ بہت ہی گھبراکر وزیرن کو پکارتی ہین)
"ارے اِدھر آ کمبخت- خدا تجھے غارت کرے- کھانا لا- یہ تسلہ اور لوٹا درست کر زیرانداز بچھا- دیکھ تو میری مانگ سیدھی ہی مجھے جلدی مین اچھی طرح آئینہ مین نہین دکھائی دیتی"
وزیرن - ہو ایسا سیدہی جیسا ہنسیا-
(ظہورن مسکراتی ہے).

کمشنر۔ (طمانچہ مارکر) قطامہ مالزادی۔ ہم تو کام مین جلدی کو کہتے ہین۔ آپ ہنستی ہی۔ رہ تو سہی غیبانی دیکہہ تو آکر تجھکو کیسا ٹہیک بناتی ہون۔

ظہورن۔ یا تو خدا دوسری دفعہ کا کام نہ دے یا مجھے اُٹھالے۔ اگر یہی حال رہا تو میرا کچومر نکل جائیگا۔

(پوشاک وغیرہ سے لیس ہوکر کمشنر صاحبہ بگہی پر سوار ہوتی ہین کہ کاغذات مقدمہ یاد آتی ہین)

کمشنر۔ اری وزیرن لپک جا دیکہہ وہان گاڈ کے پاس کاغذ ہین اوٹھالا اور وہان وہ سیاہ بکس بھی لانا۔ اور روشنائی کی بوتل لیتی آنا۔ دوات مین روشنائی نہوگی۔ اور دیکہہ آڑن اور گلوبند کاغذونپر لپٹا ہے وہ رکھے آنا۔ مگر نہین لیتی آنا فرصت کے وقت بناؤن گی۔ اور ہان اے لو ایک بات تو بھول ہی گئی۔ قلم تو باہر ہی ہے اوسکو بہی لیتی آنا۔ جلد جا دیر ہوگئی۔ دو گھنٹے کی۔

اظہار دینے والیکا مکان

(وکلا و فریقین مقدمہ حاضر۔ مگر کمشنر صاحبہ ہنوز نہین آئین)

وکیل نمبر ۱۔ ابتو وقت آگیا کمشنر صاحبہ نے بڑی دیر لگائی دو گھنٹے زیادہ گذر گئے

وکیل نمبر ۲۔ تقصیر آپ جانتے ہو لیڈی صاحب کا آنا ہی آتے آتے آئینگی۔

موکل۔ اچھا تب تک پردہ وغیرہ تو ہو رہے۔

وکیل۔ کیا کہین بڑی دیر ہوئی۔ ہمارا ہرج ہوتا ہی کمشنر صاحب سے کہنا چاہیے کہ اگر ایسی ہی دیر ہوگی تو ہم لوگون کا نقصان ہوگا۔

وکیل نمبر ۲۔ عورتان کی ذات سے سوا نقصانی کے اور کیا ہونا۔

ابھی گھر ہو کر آیا۔ وہان دیکھا پوسٹے پوٹٹی کے واسطے جو کپڑا لایا تھا گھر کے لوگان نے سب خراب کر دیے۔ مقدمہ الگ این کو چین نکو دیتے۔

راستنے مین سواری آئی۔ اور لیڈی صاحبہ زنانے مین گئین پردہ پڑا۔

وکیل فریق ثانی۔ کمشنر صاحبہ کہان ہین۔

خادمہ۔ ہین پردے کے اندر ہین۔

وکیل۔ صاحب اونکو باہر تشریف لانا چاہیے۔ ہمارے روبرو اظہار لکھے جائین۔

کمشنر صاحبہ (متعجب ہو کر) این کیا مین وکیلونکے سامنے آونگی لو صاحب خوب ہوئی

وکیل۔ یہ تو لازمی بات ہی۔

کمشنر صاحبہ۔ یہ تو انہونی بات ہی۔

وکیل۔ واہ وا۔ تو کمیشن کا ہیکو زچہ خانہ اور اظہار بچہ ہوا کہ پردے ہی کے اندر سب کچھ ہم کمشنر صاحبہ کو پردے اندر بیٹھکر کارروائی نہ کرنے دینگے۔

خادمہ۔ کیا تم لوگان زبردستی کرتے ہو۔ کیسے بے پردہ ہون۔

وکیل۔ چپ رہ تو کون بولنے والی۔ تو قانون کا منشا کیا جانتی ہی۔

خادمہ۔ تقصیر قانون کا منشی خود مجھسے بولا پردہ کیواسطے یہ بندوبست ہوا ہی تم غارت گئے وکیلان۔ بے پردہ کرنے آئے ہو میری خالہ زاد بہن ماہان خاتون تیئس برس وکالت کئے این کو ناواقف نکو بناؤ۔

کمشنر صاحبہ۔ صاحب سنئے مین یہان بیگم صاحب کا اظہار لینے آئی ہون لیکر چلی جاؤنگی آپ کے سامنے آنے سے کیا واسطہ۔

وکیل۔ جی نہین اظہار ہمارے روبرو لکھنا چاہیئے۔

کمشنر۔ یہ ممکن نہین ہے (غصّہ سے)
وکیل۔ تو وہ بھی ممکن نہین (غصّہ سے)
کمشنر۔ زبان سنبھالکر بولو۔
وکیل۔ آپ قاعدے سے کارروائی کیجیئے۔
کمشنر صاحبہ۔ تو یہ کبھی نہین ہوگا عہدے پر پڑے ٹپکی ہین بازآئی بھاڑ پڑے
وہ سونا جس سے ٹوٹین کان۔ لو صاحب۔ کیا عزت دینا ہی نامحرمون
کے سامنے غضب خدا کا پردہ کے واسطے تو یہ بندوبست ہوا اور خود کمشنر
بے پردہ۔ ہین جاتی ہون۔ بازآئی ایسے پی ہزار نعمت کھائی۔
فریق جسکی طرف کی گواہی ہے۔ اجی آپ ٹھہرین تو سہی غصہ نہ کیجیئے۔
کمشنر۔ غصّہ کیسا یہان آبرو پر بنی ہے۔ لو صاحب مجھے......
نے دہوکے مین بلایا ہین یہ عہدہ کیون قبول کرتی۔
(زنانہ نیچر کے جوش مین کمشنر صاحبہ رونے لگتی ہین اور جلسہ برخاست۔)

ارکان نظام گورنمنٹ

رکن نمبر۱۔ فاطمہ صغرا بیگم کو آج ایک کمیشن مین جانے کا اتفاق ہوا۔ وہان
پردہ وبےپردگی کی بحث آئی۔ اوسکی رپورٹ آئی کہ اونہون نے
وکلا کے سامنے آنے سے انکار کیا۔
رکن نمبر۲۔ ہان۔ پھر اب کیا بندوبست چاہیے۔
رکن نمبر۳۔ کوئی ایسی لیڈی ہو جو بےپردہ ہوتی ہو۔
رکن نمبر۱۔ مگر اونکو طلب جو کیا تھا۔

رکن نمبر۳- تو قاعدہ مین اصلاح ہو-

رکن نمبر۲- بھلا کون سی اصلاح-

رکن نمبر۴- اگر آپ میری راے مانین تو ایک مختتم تجویز پیش کردن- اوس سے یہ ساری دقتین دفع ہوجائینگی-

رکن نمبر۱- وہ فرمائیے-

رکن نمبر۴- عموماً خواجہ سراؤن کو کمیشن دیا کیجیے یہ مردون عورتون دونون مین کارروائی کرسکتے ہین- علاوہ آسانی کے جدت بھی ہی غالباً آپ سب صاحب اس تجویز کو ناپسند نہ کرینگے-

(ڈراپ سین)

نپولین۔ آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد ؞ نہ رہی دشت میں خالی کوئی جا میرے بعد

پولٹکل شطرنج

حضرت یہ شطرنج بھی عجیب نقشے کی ہی اور کھلاڑی بھی بڑے بڑے جگادری۔ بساط تو ہی افغانستان ہو اور سیاہ بازی سلطنت روسیہ اور سفید ہماری سرکار ہی سیاہ اگرچہ کسی طرح کم نہین مگر چال ایسی پڑی ہی کہ رُخ چھوٹے ہوئے ہین۔

سفید کا فیل (لٹن) جو اپنے تیسرے گھر مین ہی کابلی گھوڑے (امیر) کو مار کر جو سفید کے بادشاہ کے گھر سے چوتھے خانے مین ہی مات کرتا ہی۔ اور چال ہے سیاہ کی اب یہ ششدر ہین کہ کرین کیا ادھر تو سلامتی سے کئی ہین مگر سب ناکارے ایسے تتر بتر کہ وقت پر ایک کام کا نہین۔ فرزین کا ٹھ مارا اپنے رخ کے گھر مین براج رہا ہی۔ بایان رخ تیسرے خانے مین کاٹھ کا اُلو بنا بیٹھا ہی صرف ایک گھوڑا فرزین کے گھر مین ہے اسی سے کابلی گھوڑے کو زور دے سکتے ہین اگر سیاہ بادشاہ کے تیسرے گھر مین رکھا تو سفید کا رخ (روم) جو سیاہ کے داہنے رخ کے تیسرے خانے مین سفید فیل (ڈزریلی) کے زور سے جو سفید کے بائین گھوڑے کے چوتھے خانے مین بیٹھا ہی وہین پلٹ کر شہ دیتا ہی چلو مات! اور اگر سیاہ کے بائین جانب کے پیل کے تیسرے گھر مین رکھا تب بھی رخ نے اپنی رومی چال چلکر شہ دیکر مات کیا اسی طرح جو چال چلتے ہین مات موجود!